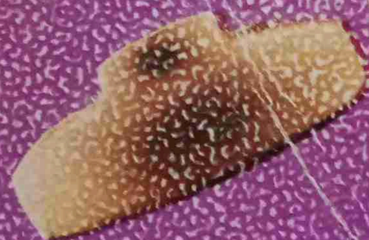
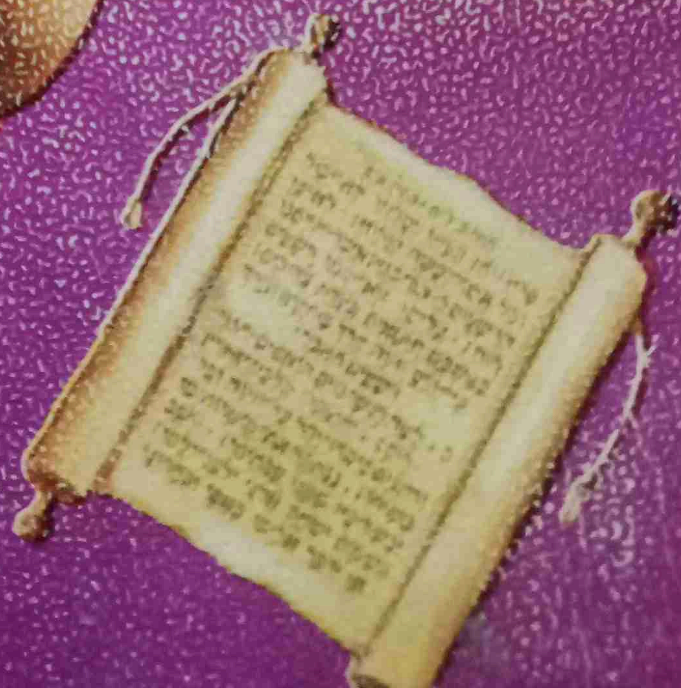
خدا کی زبان







پال ارنسٹ

خدا کی زبان

مُصنّف

پال ارنسٹ

مؤلف

فادر عمانوئیل عاصی



کرائسٹ دی کنگ سیمنری کراچی

(سنہ ۱۹۸۶ء)

3

اِنتساب

میں اپنی اِس کتاب کو

ریورینڈ برادر آسمنڈ

کے نام

منسوب کرتا ہوں۔



۶

فہرست

باب ۴ :- ابتدائی کلیسیا اور الہام



8

پیش لفظ

آسمان ستاروں کی آب و تاب سے کتنا حسین نظر آتا ہے۔ اس پر رات کے وقت جھلمل جھلمل کرتے ہوئے ستاروں کا منظر دیکھ کر یوں گمان ہونے لگتا ہے جیسے کسی نے اسے چاندی کے نگینوں سے جڑ دیا ہو۔ اس دلکش سماں میں انسان اِن آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے ستاروں کو گننے لگ جاتا ہے۔ لیکن آج تک کوئی اِس قابل نہیں ہُوا کہ انہیں گِن سکے اسی طرح دنیا کی تاریخ کی ابتدا سے لے کر آج تک بے شمار مشہور و معروف انسان پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے زندگی کو قریب سے دیکھ کر اس کے مختلف پہلوؤں پر قلم اٹھایا اور اس دنیا میں بہت اونچا مقام پایا مثلاً ہومر، سقراط، ارسطو، سِسیرو، سعدی، ابوالفضل، آریجن، کلیمنٹ رومی، کلیمنٹ اسکندروی، اگستین، طرطولیئن، صفدر علی، عمادالدین، اکبر مسیح،

سلطان محمد، برکت اللہ، عبدالحق وغیرہ لیکن انہیں بھی ستاروں کی طرح کوئی نہیں گن سکا۔

اِن مصنفین نے جتنی بھی کتابیں تصنیف کی ہیں یہ سب کی سب گراں قدر کتابیں ہیں۔ اِن کتابوں سے علم کے خزانے ملتے ہیں۔ جہاں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر کتابیں لکھی گئیں وہاں مذہبی کتابیں بھی ضبطِ تحریر میں آئیں۔ ہر مذہب کے ماننے والوں کی ایک ایک اپنی کتاب ہے جسے وہ الہامی کتاب مانتے ہیں۔ یہودی توریت شریف کو، مسلمان قرآن مجید کو، سکھ گرنتھ صاحب کو، ہندو ویدوں کو اور زرتشتی ژندا وستا کو الہامی مانتے ہیں لیکن بائیبل اِن تمام کتابوں سے منفرد ہے اور اِسے ہر دور میں بڑی مقبولیت حاصل رہی ہے۔ اس کے سب سے زیادہ مقبول ہونے کی صرف ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ بائیبل خُدا کا کلام ہے۔

مُصنّف نے اپنی کتاب خُدا کی زبان میں یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ الہام کے بارے میں سچا نظریہ کیا ہے۔ خُدا نے ملہمین سے بائیبل کی کتابیں کیسے لکھوائیں۔ بائیبل کے الہام کے بارے میں جھوٹے نظریے کون سے ہیں اور وہ کیوں جھوٹے ہیں؟۔ خُدا نے بائیبل کی کتابوں کو کس طرح تصنیف کرایا۔ یہ سب کچھ اِس کتاب میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ بائیبل کی کتابوں کا پہلا مُصنّف تو یقیناً خُدا ہے لیکن جن انسانوں سے خُدا نے اپنی کتابیں لکھوائیں وہ بھی مصنف تھے۔ اور دوسرے مصنف تھے خُدا نے ان کو بطورِ آلات کا استعمال کیا۔ خُدا نے انبیا سے بذریعہ الہام

بائیبل کی کتابیں لکھوائیں اِس لئے بائیبل فی الحقیقت الہامی کتاب یا خُدا کی کتاب یا آسمانی کتاب ہے۔ خُدا نے کچھ مخصوص لوگوں کو ایک خاص مقصد پُورا کرنے کے لئے چُنا اور اُنہیں الہام دیا جس کی بدولت وہ خُدا کا کلام لکھنے کے قابل ہوئے۔

الہام دینے سے مراد یہ ہے کہ خُدا نے اِن مخصوص انسانوں کے ذہنوں کو خاص روشنی، برکت اور مدد دی۔ اِن مُلہمین کو بائیبل کے دوسرے مصنفین کہتے ہیں کیونکہ بائیبل کا پہلا مصنف خُدا ہے۔ اُنہوں نے جو کچھ بھی تحریر کیا وہی تحریر کیا جو کچھ خُدا نے چاہا اور اسی طرح تحریر کیا جس طرح خُدا نے چاہا۔ انہوں نے سب کچھ خُدا کی مرضی کے مطابق لکھا۔ اُس نے اپنے کلام کو تحریری شکل دینے کے لئے انسانوں ہی کو استعمال کیا۔ اِس لئے یہ مصنفین بطور آلہ استعمال ہوئے مگر وہ آلات سمجھدار تھے اِس لئے خُدا نے انہیں سمجھدار آلات کے طور پر استعمال کیا۔

ہمارے لئے یہ بات سمجھنا مشکل نہیں کہ وہ مصنفین جنہوں نے ٹھنڈے کمروں اور مدھم روشنی میں بیٹھ کر تقریباً تیرہ سو سال میں یہ کتاب لکھی وہ اِس کتاب کے پہلے مصنف کیوں نہیں ہیں۔ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ جو تعلیم انبیا نے لوگوں کو دی وہ اُن کی اپنی تعلیم نہیں تھی۔ جو پیغام اُس وقت لوگوں کو پیغمبروں سے ملتا تھا۔ وہ لوگ اور آج ہم بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انبیا کی آواز خُدا کی آواز تھی۔ وہ خُدا کا پیغام لوگوں تک خُدا سے روشنی پاکر ہی پہنچاتے تھے خُدا اُنہیں الہام دیتا تھا۔ اُن کے ذہنوں کو روشن

کرتا تھا اور اِس طرح وہ لوگوں تک اِس پیغام کو منتقل کرتے تھے۔
الہام کو یوں بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ الٰہی تعلیم دینے والے استادوں پر غیر معمولی الٰہی تاثیر ہوتی تھی۔ خواہ وہ یہ تعلیم تقریری صورت میں یا تحریری صورت میں دیں۔ خُدا اُنہیں سکھاتا تھا کہ وہ کیا بولیں یا لکھیں۔ مسیحیوں کی الہام کے بارے میں عام تعلیم یہ ہے کہ خُدا نے بائیبل کو الہام سے اِس طرح دیا ہے کہ یہ انسانوں کی بالکل سچی راہنما ہو اور چونکہ یہ خُدا سے ملی ہوئی ہے اس لئے یہ اپنے سب حصّوں میں کامل طور پر قابلِ اعتبار ہے۔ اس کتاب میں خُدا اپنے بارے میں کیا ہی خوب فرماتا ہے کہ "مجھ سے پہلے کوئی خُدا نہیں ہُوا اور میرے بعد کوئی نہیں ہوگا۔ میں ہاں مَیں ہی خُداوند ہوں اور میرے بغیر کوئی بچانے والا نہیں ہے۔" (اشعیا ۴۳:۱۱)

مصنف کی اس کتاب کا نام "خُدا کی زبان" اس لئے ہے کیونکہ یہ کتاب بائیبل کے الہام اور اس کے الٰہی تصنیف ہونے کے بارے میں ہے۔ خُدا نے اِس کتاب کو صرف ہمارے لئے ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے تحریر کروایا ہے لہذا بائیبل مُقدس ساری دُنیا کی کتاب ہے چاہے کوئی اِس پر ایمان رکھے چاہے نہ رکھے۔

خُدا کی زبان کے مصنف نے یہ کتاب ہمارے ہاتھوں میں دے کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے اور ہماری بے شمار مشکلات کو آسان کر دیا ہے۔ انہوں نے ہمارے ہونٹوں پہ لگے ہوئے قفل کھول دیئے ہیں۔ اکثر دفعہ جب لوگ اس موضوع پر ہم سے سوال کرتے تھے تو ہم جواب دینے کے قابل نہیں ہوتے تھے۔ ہمارے پاس

اتنے ٹھوس دلائل نہیں تھے جن سے ہم دوسروں کو مطمئن کر سکتے۔ اس کتاب میں قرآن مجید سے بھی بڑی وضاحت سے ثابت کیا گیا ہے کہ بائیبل مُقدس خُدا کا کلام ہے۔ اس کتاب کی مدد سے ہم نے بہت سی نئی باتیں سیکھی ہیں۔ اب اس کتاب سے جو کچھ آپ نے سیکھا ہے اور جو کچھ اس میں پڑھا ہے اُسے صرف اپنے تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ دوسروں تک بھی پہنچائیں۔ مَیں پورے وثوق سے یہ کہہ سکتی ہُوں کہ یہ کتاب آپ کے لئے بہت فائدہ مند ہے آپ اسے ضرور پڑھیں اس کے پڑھنے سے آپ کے ایمان میں مزید پُختگی آئے گی۔ میری دُعا ہے کہ خُدا اِس کتاب کے سب پڑھنے والوں کو برکت دے۔

مصنف کی بیٹی

سسٹر مرسلین پال او پی

13

مؤلّف کی بات

مُقدّسہ مریم کی عقیدت میں علاّمہ پال ارنسٹ کی "کنواری سے پیدائش" اور "پُرفضل کنواری" جیسی دو عظیم اور عالمانہ کتابوں کی تالیف کے بعد میں اُنہی کے مسوّدات کے ایک اور وسیع اور ضخیم حصّے کو ہاتھ لگانے کی جسارت کر رہا ہُوں۔ یہ مسوّدات بائیبل سے متعلق ہیں اور اِس میں تین کتابیں شامل ہیں۔

علاّمہ پال ارنسٹ کی دو کتابیں تالیف کرنے کے بعد بھی میرے وہی جذبات ہیں کہ اتنے بڑے بُعید۔ معتبر و مُستند عالم و مفکّر کی کتابیں تالیف کرنا اتنا آسان نہیں جتنا بظاہر دکھائی دیتا ہے۔ آپ اسے مبالغہ آرائی سمجھیں یا میرا احساسِ کمتری!!! مَیں کہنا یہ چاہتا ہُوں کہ علاّمہ پال ارنسٹ علم الٰہیات کے سمندر ہیں۔ وسیع و عمیق و بیکراں۔

انہیں پیرایہ بندی میں بند کرنا بحرِ بیکراں کے ساحل بنانا ہے۔ اُن کا نہ ربط ٹوٹتا ہے نہ خیالات کا سلسلہ ہی بکھرتا ہے۔ اُن کی تحریر میں انتہا درجہ کی ادبی وحدت اور خیالات کی یگانگت ہے۔ لیکن پھر بھی میں نے قارئین کی سہولت، کتاب کی تزئین اور تحریر کو جاذبِ نظر بنانے کے لئے پیرایہ بندی کی ہے اور ہر دوسرے یا تیسرے صفحہ پہ موضوع دیا ہے۔ ڈر صرف یہ ہے کہ یہ ادبی احسان کی بجائے ناانصافی تصور نہ کی جائے اور علامہ پال ارنسٹ کہہ دیں۔ ؎

مجھ پہ جو احساں نہ کرتے تو یہ احساں ہوتا

اپنے مشاہیر۔ مفکرین۔ علما کی عزت کرنے والی قوموں کو تاریخ عزت سے یاد کرتی ہے۔ علامہ پال ارنسٹ کے جیتے جی مسیحی قوم اُن پر جتنا بھی فخر کرے کم ہوگا۔ اور انہیں جتنی بھی عقیدت دکھائے ادھوری ہوگی۔ علامہ پال ارنسٹ بیسویں صدی میں خُدا کی طرف سے ہمارے لئے انمول "فضل" ہیں۔ وہ پاکستان کی کلیسیا کی تاریخ کے تاج میں الٰہی رحمتوں کا مجموعہ اور نایاب گوہر ہیں۔

پاکستان میں علامہ پال ارنسٹ کے پلّہ اور معیار۔ علم الٰہیات۔ علم بائیبل اور مسیحی تعلیمات کا کوئی ایسا عالم اور مفکّر ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ جس نے یہ مقام خُداداد بخششوں اور اپنی محنت سے پایا ہو۔ جس نے کسی سیمنری ادارہ و تنظیم کی حوصلہ افزائی اور مالی سرپرستی و معاونت کے بغیر۔ جس نے بیرونِ مُلک گئے بغیر۔ وظیفہ کی کثیر رقوم کو خرچے بغیر۔ عالمی شہرت یافتہ اساتذہ کی قیادت کے بغیر علما میں اتنا بلند مقام و معیار پایا ہو۔ وہ خالصتاً مومنین میں سے ہیں۔ اور اپنی نوعیت کے واحد۔ مقامی ثقافت میں

رنگے ہوئے عالم و مفکر ہیں۔

مَیں نہ جذبات میں بہکا ہُوا باتیں کر رہا ہُوں اور نہ طرفداری کی گرفت میں ہُوں۔ مَیں بخوبی سمجھتا، پرکھتا اور جانتا ہوں کہ کیا کہہ رہا ہُوں۔ مَیں تو صرف زبانِ خلق کو الفاظ دے رہا ہُوں اور نقارۂ خُدا کی ترجمانی کر رہا ہُوں آج تک پاکستان کی کاتھولک اور پروٹسٹنٹ کلیسیائی حلقوں میں کوئی مُومن اپنی مدد آپ کے تحت اس درجہ تک نہیں پہنچا جہاں علامہ پال ارنسٹ پہنچ چکے ہیں۔ مَیں جانتا ہُوں کیا کہہ رہا ہوں۔ اُن میں خُدا کی حکمت ہے یونیورسٹی کا لیبل یا ڈاکٹریٹ کا لبادہ نہیں ــــ پندرہ بیس زبانوں کے ماہر۔ درجنوں کتابوں کے مصنف، سینکڑوں (شاید ہزاروں) مضامین کے لکھاری۔ بے شمار اعزازات سے مزین۔ پھر بھی "مٹی کے برتنوں میں خزانہ" (۲۔ قرنتیوں ۴: ۷) حد درجہ کی سادگی اور چہرے سے کمال کی روحانیت اور گفتگو میں علم ہی علم۔ قہقہے ہی قہقہے۔ پھول گرتے ہیں جب منہ کھولتے ہیں اور حکمت بکھرتی ہے جب قلم جنبش کرتا ہے۔

بائیبل مقدس سے متعلق "خُدا کی کتاب"، "خُدا کی زبان" اور "خُدا کی بات" تین کتابیں علامہ پال ارنسٹ کے علم کا خزانہ اور ایمان کا مظہر ہیں۔ میری اس محنت کا اس سے بڑا اجر و عوضانہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ ان کتابوں کی تالیف کے بہانے مجھے علامہ پال ارنسٹ کی رفاقت اور قربت نصیب ہوئی۔

مندرجہ بالا میری باتیں کہاں تک حقیقی اور سچی ہیں آپ تینوں کتابیں پڑھکر فیصلہ دینا!!!

فادر عیمانوئیل عاصی
کرائسٹ دی کنگ سیمنری۔ کراچی

16

مصنف کے قلم سے

اصلیت بائیبل مقدس کی دوسری کتاب خدا کی زبان ہے اور اس سے بائیبل مقدس کی الہامی حیثیت مراد ہے۔ دنیا میں کئی مذاہب موجود ہیں اور اُن مذہبوں کو ماننے والے اپنے اپنے مذہب کی مقدس کتاب کو خدا کا کلام تسلیم کرتے ہیں لیکن خدا کے کلام کے بارے میں اُن کے نظریے مختلف ہیں۔ بعض لفظی الہام مانتے ہیں اور بعض معنوی۔

لفظی الہام سے مراد یہ ہے کہ پاک کتاب کے الفاظ عین خدا کے الفاظ ہیں لیکن معنوی الہام کا مطلب یہ ہے کہ مقدس کتاب کے متن کا مفہوم اور مطلب خدا کی طرف سے ہے مگر اُس کے الفاظ اور اس کا طرز بیان انسانی مصنف کا ہوتا ہے۔ ہم مسیحی لوگ الہام کی اسی قسم کے معتقد ہیں کہ بائبیل کی کتابیں لکھنے والے انبیا اور ملہمین خدا کی باتوں کو اپنے

یہ اسلامی نظریہ ہے

یہ دوسرا نظریہ مسیحی ہے

الفاظ ہیں اور اپنے طور پر ادا کیا کرتے تھے۔ الہام کا یہی طریق خدا کی حکمت و شان اور انسان کے حسب حال ہے۔

پس خدا کی زبان نامی کتاب جو تین بابوں پر مشتمل ہے اس کے پہلے باب میں بائیبل کے الہام کی نوعیت بیان کی گئی ہے اور لفظی الہام کے نظریے کو نا معقول اور باطل ثابت کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں بائیبل کی تنزیل از روئے قرآن مجید بیان کی گئی ہے۔ اس میں قرآن مجید سے ثابت کیا گیا ہے کہ الکتاب خدا کا کلام ہے یعنی توریت، زبور اور انجیل خدا کا کلام ہیں۔ اسی باب میں نازل ہونے کا مطلب بیان کیا گیا ہے کہ نازل ہونے سے کیا مراد ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن مجید بائیبل کا مُصدّق ہے اس کا ناسخ نہیں ہے اور نہ قرآن مجید میں بائیبل کے تبدیل ہو جانے کا دعویٰ پایا جاتا ہے بلکہ قرآن مجید سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بائیبل کی کتابیں غیر محرّف اور اصلی ہیں۔ تیسرے باب میں یہ بیان پایا جاتا ہے کہ بائیبل کے مصنف اور مؤلف اس کی تصنیف اور تالیف الہامِ الٰہی سے سرانجام دیتے تھے۔ بائیبل کی کتابوں کی کثیر اندرونی شہادت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ مُلہمین تھے اُن کی تعلیم سارے عالم پر چھائی ہوئی ہے اور اُن کی تعلیم کو صرف عوام ہی نہیں مانتے بلکہ خواص یعنی عُقلا عُلما اور فُضلا مانتے رہے ہیں اور مان رہے ہیں۔

یہ کتاب اپنی تاثیر اپنی پائیداری اپنی اشاعت اپنی صداقت اور اپنی اہمیت سے خدا کا کلام ثابت ہوتی ہے۔ اہلِ جہان کا فرض ہے کہ وہ خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کر کے اس کتاب پر ایمان لائیں۔

اس کے مذہب کو جانیں اور مانیں اور اس کے مذہب کو مان کر جس مقصد کے لئے خُدا نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور اُنہیں یہ کتاب دی ہے اُس مقصد کو حاصل کریں۔ خُدا نے انسان کو اِس لئے پیدا کیا ہے اور اُسے اسی لئے یہ کتاب دی ہے تاکہ وہ اِس کتاب کی تعلیم کو مان کر ابدی نجات حاصل کرے یعنی خُدا کے پاس جائے اور اُسے ہمیشہ کے لئے حاصل کرے پس ابدی نجات ابدی حصُولِ خُدا ہے اور بائیبل کی زبان میں ابدی حصولِ خُدا کو ہمیشہ کی زندگی کہتے ہیں اور ہمیشہ کی زندگی کو حاصل کرنا ہی ابدی حصولِ بہشت ہے۔

خُدا اپنے بندوں کو اس کتاب پر ایمان لانے اور ایمان رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین

پال ارلنڈ
نائیٹ آف سینٹ سلویسٹر
خوشپور (فیصل آباد)
۲۷ فروری ۱۹۸۴ء

الہام کی نوعیت

حصہ بہ حصہ۔ درجہ بہ درجہ :-

جب انسان کچھ مہذب ہوگیا اور اس میں مذہب کے ماننے کی قابلیت پیدا ہو گئی تو خدا نے انسان کو مذہب دینا شروع کر دیا۔ ابتدائی زمانے میں انسان تحریر کا فن نہیں جانتا تھا کیونکہ اس وقت تحریر کا فن ایجاد ہو کر وجود میں نہیں آیا تھا۔ اس لئے خدا غیر تحریری صورت میں مذہب دیتا تھا۔ خدا انسان کی عقل اور اس کے دل کو روشن کرتا تھا اور اُسے حسب زمانہ عقائد کی سچائی اور اخلاق کی راستی کی تعلیم حاصل ہوتی تھی۔ جس طرح اب بچوں کا ہر طرح کا علم صفر درجے سے شروع ہوتا ہے۔ اور اُن کا مذہبی علم بھی صفر درجے سے شروع

ہوتا ہے۔ اِسی طرح بنی نوعِ انسان کا مذہبی علم بھی صفر درجے سے شروع ہُوا تھا۔ اور جیسے بچہ ابجد خواں ہوتا ہے ویسے ہی ابتدائی انسان مذہبی علم میں بھی ابجد خواں تھا۔

اشیا اور حقائق کے بارے میں اُس کے بہت سے خیال یا تو بالکل غلط تھے یا نہایت نا کامل تھے۔ ان کا بچوں کا سا حال تھا۔ جیسے بچوں کے بہت سے خیال یا تو بالکل غلط ہوتے ہیں یا نہایت نا کامل ہوتے ہیں۔ اُن کی بھی اِسی طرح کی حالت تھی۔ بچے بہت سی باتیں سمجھنے کے ناقابل ہوتے ہیں اور شروع کے انسان بھی اسی طرح کے تھے۔ جس طرح بچوں کے غلط خیال یکدم دُور نہیں کئے جاتے اور اُن کے ناکامل خیال تھوڑی دیر میں کامل نہیں کر دئے جاتے اسی طرح شروع کے انسانوں کے غلط خیال بھی تھوڑے سے عرصے میں دور نہیں کئے گئے تھے اور اُن کے ناکامل خیالات کو تھوڑی سی مدت میں کامل نہیں کر دیا گیا تھا۔ اب بھی خُدا سب غلط خیالات یکدم دور نہیں کرتا اور نہ اُس نے گذشتہ زمانوں میں اس طرح کیا۔ وہ انسان کے ناکامل خیالات کو نہ تو اب فوری طور پہ کامل کرتا ہے اور نہ اُس نے گذشتہ زمانوں میں اِس طرح کیا۔ اُس نے ساری سچائی اور سچائی کا سارا کمال یکدم نہیں بخشا تھا بلکہ جس طرح خُدا اپنے دوسرے کام آہستہ آہستہ تکمیل تک پہنچاتا ہے اُسی طرح اُس نے مذہب کو بھی آہستہ آہستہ تکمیل تک پہنچایا۔

انسان یکدم بالغ نہیں ہو جاتا۔ نو ماہ تک تو وہ اپنی ماں کے پیٹ میں بڑھتا ہے اور پھر اُس سے پیدا ہونے کے بعد برسوں تک بڑھتا

رہتا ہے۔ تب کہیں اُس کا بدن اور اُس کی قوتیں بلوغت کو پہنچتی ہیں۔ حیوانات اور نباتات بھی آہستہ آہستہ کمال کو پہنچتے ہیں۔ سورج چاند ستارے اور سیارے کروڑوں بلکہ اربوں سالوں میں کامل ہوئے اور دنیا کے دریاؤں کو بھی بننے میں بڑی مدت لگی تھی۔ اِن سب کی ابتدا کیسی ہوتی ہے اور اِن کی انتہا کیسی ہوتی ہے۔ اِن کی ابتدائی منازل کیسی ہوتی ہیں اور انتہائی کیسی ہوتی ہیں۔

خُدا نے انسان کو حصّہ بہ حصّہ سچائی اور راستی بخشنا شروع کیا جُوں جُوں روشنی زیادہ ہوتی گئی توں توں غلطیاں اور ناقص باتیں دُور ہوتی گئیں اور راست باتیں اُن کی جگہ لیتی رہیں۔ انسان کے دل و دماغ سے غلط اور نادرست باتیں خارج ہوتی گئیں اور صادق اور درست باتیں داخل ہوتی گئیں۔ انسان کے دل و دماغ سے غلط اور نادرست باتیں سب کی سب یکدم خارج نہ ہوئیں بلکہ کبھی یہ بات اور کبھی وہ بات خارج ہوئی۔ کبھی ایک بات اور کبھی دوسری بات ترک ہوئی اور کبھی ایک سچائی اور کبھی دوسری سچائی حاصل ہوئی۔ خُدا سچائی کو حصّہ بہ حصّہ اور تھوڑی تھوڑی کر کے ظاہر کرتا رہا۔ خُدا کے ساتھ انسانی عقل کا جو تعلّق ہے اُس میں خُدا کی رُوح کی تاثیر سے ترقی ہوتی رہی۔ یہ مکاشفہ رُوح کو رُوح سے حاصل ہوتا تھا یعنی خُدا کی روح انسان کی رُوح کو مذہبی علم یا سچائی بخشتی تھی۔ خُدا انسان کے ساتھ اُسی طرح بات کرتا تھا جس طرح رُوح کا رُوح کے ساتھ بات کرنا موزوں اور شایاں ہے۔ خُدا اپنا کلام انسان کے کان کے راستے آواز کے ذریعے سے نہیں پہنچاتا تھا اور جب بھی وہ براہِ راست

انسان سے بات کرتا ہے تو آواز کے ذریعے بات نہیں کرتا بلکہ وہ انسان کی عقل کے ساتھ بات کرتا ہے یعنی اُسے روشن کرتا ہے اور پرانے زمانے میں بھی وہ انسان کی عقل کے ساتھ بات کرتا تھا۔ عقل کو روشن کرتا تھا اُس کو ترقی دیتا تھا اور اُس کو تھوڑا تھوڑا آگے لے جاتا رہتا تھا۔

نیکی اور بدی کے علم میں بھی تھوڑی تھوڑی ترقی ہوتی گئی۔ ابتدائی زمانوں کے لوگ بہت سے بُرے کاموں اور درندگی کو بُرا نہیں سمجھتے تھے جیسے آج کل بھی جنہوں نے الٰہی روشنی کو قبول نہیں کیا اور جنہیں الٰہی روشنی حاصل نہیں ہے عورتوں کی عصمت فروشی اور بازاری عورت بننے کو محض پیشہ سمجھتے ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں جو چوری کو بھی پیشہ ہی سمجھتے ہیں اِسی طرح لوٹ مار کرنا بھی بعض لوگ اپنا دائمی پیشہ سمجھتے ہیں۔ عورت کے بازاری عورت بننے کو پیشے بیٹھنا کہتے ہیں۔ چوری کرنے والے قبائل اور چوری کو گناہ نہ سمجھنے والے قبائل نماز کے کام اور چوری کے کام کا فرق یوں بیان کرتے ہیں کہ نماز فرض ہے اور چوری پیشہ ہے۔ بعض قبائل مردم خور ہیں اور مردم خوری کو عیب خیال نہیں کرتے۔ اِس قسم کے سب لوگ جرائم پیشہ لوگ ہیں۔

یہ ابتدائی زمانے کے نہیں بلکہ آج کل کے لوگ ہیں لیکن الٰہی روشنی سے محروم ہیں اور اخلاقی عقل و دانش کے لحاظ سے ابتدائی سٹیج ہی پر ہیں۔ جن بُرے کاموں کو یہ لوگ بُرے نہیں سمجھتے انہیں خدا کے حُکم سمجھنے اور اُنہیں احکام خدا سے منسوب کرنے میں بھی کوئی عیب نہیں سمجھتے۔ ابتدائی اِنسان بھی اِسی طرح کے تھے لیکن جُوں جُوں خدا

اپنی روشنی انسان کے دل پر اُتارتا گیا وہ غلط باتیں اور بُرے کام رد ہوتے گئے۔ جنہوں نے خُدا کی روشنی کو قبول نہ کیا وہ بگڑے رہے اور زیادہ زیادہ بگڑتے گئے۔ جن ملکوں قوموں اور قبیلوں میں خُدا کا کلام نہیں پہنچا وہ ابھی تک اندھیرے ہی میں ہیں۔

عام پروردگاری اور خاص پروردگاری:۔

خُدا انسان کی رہنمائی دو طرح سے کرتا ہے۔ عام پروردگاری اور خاص پروردگاری سے۔ عام پروردگاری تو عقل وضمیر کی رہنمائی ہے لیکن خاص پروردگاری مذہب کی رہنمائی ہے۔ خُدا انسان کو طرح طرح کی خُوبیاں اور خصوصیتیں بخشتا ہے۔ کوئی پروفیسر اور معلم ہوتا ہے۔ کوئی ڈاکٹر یا طبیب۔ کوئی معمار کوئی تاجر۔ کوئی سیاستدان کوئی شہزور اور پہلوان۔ کوئی عقیل اور فلاسفر اور کوئی الٰہیات دان اور مذہبی صداقت کا ماہر ہوتا ہے اور جس طرح مختلف آدمیوں میں مختلف خُوبیاں اور خصوصیتیں ہوتی ہیں اُسی طرح مختلف قوموں میں بھی مختلف خواص اور کمالات ہوتے ہیں۔ خُدا نے مختلف قوموں کو مختلف خُوبیاں بخشیں مثلاً یونانی قوم کو فلاسفی۔ رومی کو قانون۔ مصر کو اہرام یا مینارِ مثلث نما چوپہل سازی اور ممی سازی۔ عربی کو فصاحت۔ ہندی کو حساب اور اسرائیلی یا یہودی قوم کو مذہب۔ اسرائیلی قوم شامی اقوام میں سے ایک قوم ہے۔ ابراہیم اسحاق اور یعقوب شامی تھے۔ خُدا نے اِن کو چُنا کہ شامی اور غیر شامی ان کے ذریعے سے برکت پائیں۔

جس طرح ایک مرد اپنی بیوی اور اپنے سب بچوں کو پالنے پوسنے

والا ہوتا ہے۔ ایک آدمی جو حاکم ہو وہ کثیر آدمیوں میں انتظام قائم رکھنے والا ہوتا ہے۔ ایک اُستاد بہتوں کو علم دینے والا ہوتا ہے اور ایک طبیب بہتوں کا علاج کرنے والا ہوتا ہے اِسی طرح کوئی قوم کسی خاص کمال میں اوروں کے لئے فیض بخش اور رہنما ہوتی ہے۔ کوئی قوم فنِ جہازسازی اور جہازرانی میں ماہر ہوتی ہے تو کوئی جنگجوئی میں۔ اِسی طرح اسرائیلی قوم میں خاص کمال مذہب کا کمال تھا اور اِس قوم کو خُدا نے دُوسری قوموں کے لئے نوُر بنایا۔ ایک نبی بہت سے انسانوں کا رہنما ہوتا ہے اور یہ قوم سب قوموں کی راہنما ہونے کو تھی پس خُدا نے اِس قوم میں دینی رہنما یا انبیا رُسُل پیغمبر اور مُلہمین پیدا کئے۔ یہ دینی راہنما پہلے تو زبانی تبلیغ و تلقین کیا کرتے تھے مگر جب تحریر کا فن ایجاد ہوگیا اور خُدا نے تحریر کو بھی ذریعۂ ہدایت بنایا تو پھر وہ تقریر اور تحریر دونوں طرح سے ہدایت کرتے تھے۔ سب انبیا تحریر کے ذریعے سے ہدایت نہیں کرتے تھے خُدا نے بعض سے اپنا کلام لکھوایا لیکن زبانی تبلیغ و تلقین سبھی کرتے تھے۔

خُدا ہر زمانے میں کچھ آدمی اوروں سے بڑھے ہوئے پیدا کرتا رہا ہے جو دوسروں کو سکھانے اور اُنہیں آگے لے جانے یا ترقی دینے کا وسیلہ ہوتے تھے۔ فنِ تحریر کے زمانے میں خُدا نے آگے بڑھے ہوئے لوگوں یا انبیا اور مُلہمین سے ہدایت تحریر کروائی اور جس طرح زبانی تعلیم دینے والے حسبِ زمانہ اور حسبِ لیاقت تعلیم دیتے تھے۔ خُدا زبانی تعلیم دینے والے ہادیوں مُلہمین اور نبیوں کی ساری قابلیت استعمال کرتا تھا اور الہامی کتابیں لکھنے والوں کی بھی عقل مرضی علمیت طاقت اور

اُن کے جذبات کو کام میں لاتا تھا۔

خُدا کا کام کرنے کے لئے جو کچھ انسان کر سکتا ہے اُسے خُدا انسان ہی سے کراتا ہے۔ وہ کام وہ خود نہیں کرتا پس جبکہ انسان لکھ سکتا تھا تو لکھنے کا کام خُدا انسان ہی سے کراتا تھا اور کسی الہامی کتاب کو لکھنے کے لئے جو جو کچھ انسان کر سکتا تھا خُدا وہ انسان ہی سے کراتا تھا۔ جو کچھ انسان کر سکتا ہے اگر خُدا اُس سے وہ نہ کرائے بلکہ وہ بھی وہ خود ہی کرے تو اِس سے خُدا کی عظمت نہیں ہوتی بلکہ اِس سے اُس کی حکمت کی تذلیل ہوتی ہے اور انسان کی ذِلت ہوتی ہے کیونکہ اُس سے وہ نہیں کرایا جاتا اور اُسے وہ کرنے نہیں دیا جاتا جو وہ کر سکتا ہے۔ دریا خُدا بناتا ہے لیکن نہریں اور راجباہ وغیرہ بنانا انسان پر چھوڑا ہے۔ پتّھر اور ٹُک وغیرہ خُدا نے پیدا کئے ہیں لیکن پکّی سڑکیں بنانا انسان کا کام ہے۔

مُصنّف کی ذاتی قابلیت اور کوشش:-

انسان بے شمار کام کرتے ہیں اور اُن کے کرنے یا سرانجام دینے کے لئے جو کچھ انسان نہیں کر سکتا وہ خُدا نے کیا ہے الہامی کتابیں لکھنے کے لئے جو کچھ انسان کر سکتا تھا وہ خُدا نے انسان ہی سے کروایا۔ لکھنے کے لئے پڑھنا لکھنا آنا چاہیئے پس الہامی کتابیں لکھنے والوں نے پڑھنا سیکھا ہُوا تھا یعنی اُن میں کتب کے لکھنے کی قابلیت تھی۔ کوئی کام کرنے کے قابل ہونا خوبی ہے نہ کہ نا قابل ہونا۔ کتاب کے تاریخی مضامین لکھنے کے لئے انبیا اور مُلہمین نے اُن اشخاص سے دریافت کیا جو

اُن واقعات کو جانتے تھے اور دیگر ذرائع سے اور خصوصاً سرکاری دفاتر کی تاریخ سے مدد لی اور واقعات معلوم کر کے تاریخی الہامی کتابوں میں لکھے بعض تاریخی واقعات کا انہیں ذاتی علم ہوتا تھا اور کسی اور سے پوچھنے یا کسی اور ذریعے سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی کیونکہ وہ یا تو اُنہیں پر گزرے ہوئے ہوتے تھے یا اُنہوں نے خود دیکھے ہوئے ہوتے تھے اور یوں ملہمین نے تاریخی الہامی کتابیں تصنیف کیں۔ اُن کو تصنیف کا کام کرنے کے لئے بڑی عرقریزی بھی کرنا پڑتی تھی جیسے غیر الہامی کتابیں لکھنے والے مُصنّفوں کو بڑی تیاری اور سخت محنت کرنا ہوتی ہے اُسی طرح الہامی کتابیں لکھنے والے مُصنّفوں کو بھی جانفشانی اور سخت محنت کرنا پڑتی تھی۔

چنانچہ مکابیوں کی دوسری کتاب کے مُصنّف نے یاسُون قیروانی کی پانچ کتابوں سے اختصار کر کے یہ کتاب لکھی تھی اور اس کام کو سرانجام دینے کے لئے اُسے بہت عرقریزی اور جانفشانی کرنا پڑی تھی اور جبکہ غیر مُلہم مُصنّفین اپنی کتابیں لکھنے کے لئے بڑی خاک چھانتے ہیں تو اگر خُدا کی کتاب لکھنے کے لئے سخت جدوجہد کرنا پڑے تو یہ کوئی بری بات اور قابلِ اعتراض امر نہیں ہے بلکہ اچھی اور قابلِ تعریف بات ہے کہ خُدا کا کام کرنے کے لئے سخت سعی و کوشش کی۔ مُقدّس لُوقا نے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے اور بڑی تحقیق سے اپنی انجیل لکھی۔ انبیا نے اُن اشخاص سے حالات دریافت کئے جو اُنہیں جانتے تھے اور بادشاہوں کی لکھوائی ہوئی تاریخوں سے بھی اخذ کئے اور یوں وہ الہامی تاریخی کتابیں لکھنے کے قابل اور اُن کی تصنیف کے لئے

تیار ہونے تھے۔ کیا تیاری اور قابلیت اچھی بات ہے یا ناتیاری اور ناقابلیت؟

مذہبی علم جو پہلے سے قوم یا کلیسیا میں موجود ہوتا تھا وہ اس کو ضبطِ تحریر میں لاتے تھے اور جو کچھ اُن کے اپنے دل و دماغ میں ہوتا تھا اُسے بھی لکھتے تھے یعنی اپنا ذاتی علم بھی سپردِ قلم کرتے تھے۔ وہ اپنی سوچ بچار اور تفکر سے بھی کام لیتے تھے۔ ہم سوچ بچار کر کے معلوم کر لیتے ہیں کہ چوری کرنا اور جھوٹ بولنا وغیرہ بُرے کام ہیں تو کیا انبیا اپنی سوچ بچار سے یہ معلوم نہیں کر سکتے تھے؟ خُدا کے تصدیق کرنے سے اُن کی سوچ بچار کا نتیجہ یقینی اور خدا کا کلام ہوتا تھا۔ جس طرح خُدا لکھنے والوں کو اور کتابوں سے اخذ کرنے اور اور شخصوں سے معلوم کر کے اپنی کتاب بنانے دیتا تھا بلکہ بنواتا تھا اُسی طرح وہ اُن کی اپنی سوچ بچار کے نتائج کو بھی اخذ کرنے دیتا تھا۔ جس طرح وہ دوسروں کی سوچ بچار کے نتائج کو لکھتے تھے اُسی طرح وہ اپنی سوچ بچار کے نتائج کو بھی لکھتے تھے۔ وہ اپنی عقل اور اپنے علم سے بھی کام لیتے تھے۔ تقریر اور تحریر سے اوروں کی رہنمائی کرنے والے عقل و دانش میں عموماً قوم کے سربرآوردہ اشخاص ہوتے تھے وہ بے عقل اور بے علم نہیں ہوتے تھے۔

کتاب کا مواد دوسری کتابوں اور دوسرے شخصوں اور اپنی علمیت اور عقل و دانش سے لیا جا سکتا تھا لیکن لکھنے والے وہی کچھ لیتے تھے جو کچھ خُدا اپنی کتاب کے لئے چاہتا تھا۔ خُدا نے جو کچھ کشف و ظاہر کیا ہُوا ہوتا تھا وہ اُسے بھی حوالۂ قلم کرتے تھے اور

تدبیرِ نجات کے کام کو سرانجام دیتے اور جاننے کے لئے جو کچھ درکار تھا وہ اُس سب کچھ کو لکھتے تھے خواہ وہ ایمانی عقائد ہوتے خواہ اخلاقی مسائل خواہ تاریخی واقعات اور خواہ جغرافیائی حقائق ہوتے۔

دو مُصنّفین کی مشترکہ تصنیف:-

مُلہم اگرچہ آزادی سے لکھتا تھا مگر خُدا اپنی قدرت اور دانائی سے اُس وقت اُس کے ساتھ ایسے متحد ہوتا تھا کہ خُدا اور انسانی مُصنّف دونوں ایک ہی کام کرتے تھے۔ دونوں سے ایک ہی کام نکلتا تھا اور وہ ایک ہی کام الہامی کتاب کی تصنیف کا کام ہوتا تھا اور یُوں خُدا ساری الہامی کتاب کا مُصنّف ہوتا تھا اور مُلہم انسان بھی ساری الہامی کتاب کا مُصنّف ہوتا تھا۔ خُدا ساری الہامی کتاب کا مُصنّف اِس لئے ہوتا تھا کیونکہ وہ ساری تصنیف یا ساری کتاب کا مضمون اور الہام بخشتا تھا اور مُلہم انسان یا نبی وہی کچھ لکھتا تھا جو کچھ خُدا چاہتا تھا کہ لکھا جائے۔ وہ نہ کم لکھتا تھا نہ زیادہ اور نہ کچھ اور بلکہ بعینہٖ وہی لکھتا تھا جو کچھ خُدا چاہتا تھا کہ لکھا جائے۔

الہام کا مادہ لہم ہے۔ لفظ کے مادہ کو انگریزی میں لفظ کی رُوٹ یعنی جڑ کہتے ہیں۔ لہم کے معنی دل میں ڈالنا ہیں یعنی خُدائے تعالےٰ کا اپنے کلام کو نبی یا مُلہم کے دل میں ڈالنا۔ نبی کی عقل میں کلامِ الٰہی ڈالنے کے لئے جو کچھ درکار ہوتا تھا وہ سب کچھ الہام ہوتا تھا اور وُہ سب کچھ یا الہام کیا تھا؟ الہام سے خُدا کی وہ خالص اور فوق الفطرت

مدد مُراد ہے جس سے وہ پاک مُصنّف کو تحریک دیتا مُنوّر کرتا اور مدد دیتا تھا تاکہ خُدا جو کچھ سکھانے کا ارادہ رکھتا تھا انسانی پاک مُصنّف صرف وہی سوچے۔ وفاداری سے لکھے اور مُبّرا عن الخطا صداقت کے ساتھ بیان کرے۔

پس خاص اور فوق الفطرت مدد دینا تحریک دینا منور کرنا اور ایسی امداد دینا کہ مُلہم وہی سوچے جو خُدا سکھانا چاہتا ہو اور اُسے وفاداری سے لکھنا اور مُنزّہ مِن الخطا صداقت سے بیان کرنا یہ سب کچھ الہام ہے۔ جو کچھ خُدا لکھوانا چاہتا تھا وہ اپنی خاص پروردگاری سے اُس کے لئے وسائل بھی مہیا کرتا تھا مثلاً ان کتابوں کا دستیاب ہونا اور اُن اشخاص تک رسائی ہونا جن سے تصنیف کے لئے مواد حاصل ہو سکتا تھا پس الہام یا وحی یہ نہیں ہے کہ خُدا اپنے کلام کو مُلہم کے دل میں ایسے ڈالے کہ گویا اُسے املا یا ڈکٹیشن لکھائی جا رہی ہو اور مُلہم اُس کو اِملا کرتا جائے یعنی ڈکٹیشن یا املا کے طور پر لکھتا جائے پس خوب یاد رہے کہ مُصنّف الہامی کتاب کی عبارت اِملا یا ڈکٹیشن لکھنے والے کے طور پر نہیں لکھتا تھا بلکہ مُصنّف کے طور پر لکھتا تھا لہذا جو کچھ لکھا جاتا تھا اُس کے دو مُصنّف ہوتے تھے خُدائے تعالےٰ اور مُلہم انسان۔

ساری بائبل انسان مُلہمین کی تصنیف کی ہوئی ہے اِس لئے یہ انسان کی تصنیف یا انسانی تصنیف ہے اور ساری کی ساری بائبل خُدا کی لکھوائی ہوئی ہے اور یہ لکھوانا اُس طرح کا ہے جس طرح کا بیان ہو چکا ہے اِس لئے یہ خُدا کی تصنیف یا الٰہی تصنیف ہے۔

پہلا مُصنّف خُدا اور دوسرا مُصنّف مُلہم انسان ہے۔ انسان خُدا کا آلہ ہوتا تھا۔ جن انسانوں سے خُدا اپنے خاص کام لیتا ہے وہ اُن کاموں کے کرنے کے لئے خُدا کے آلات ہوتے ہیں۔

کسی آلے سے جو کام لیا جاتا ہے اُس آلے میں اُس کام کے کرنے کی قابلیت اور خاصیت ہوتی ہے۔ اگر اُس میں وہ خاصیت نہ ہو تو وہ اُس کام کے کرنے کے لئے آلہ نہیں ہوسکتا مثلاً قلم میں چارا کاٹنے کی قابلیت اور خاصیت نہیں ہے اِس لئے قلم چارا کاٹنے کا آلہ نہیں ہوسکتا۔ چارا کاٹنے کے لئے درانتی آلہ ہے درانتی میں چارا کاٹنے کی قابلیت موجود ہے اور اِس قابلیت کی وجہ سے وہ چارا کاٹنے کا آلہ ہے اور چارا کاٹنے والا اُس کی اِس قابلیت کی وجہ سے اُسے استعمال میں لاتا ہے۔ قلم لکھنے کا آلہ ہے کیونکہ اُس میں لکھنے کی قابلیت اور خاصیت موجود ہے اِسی طرح خُدا مُلہمین کو اپنے آلے بناتا تھا۔ کیونکہ خُدا اُن سے جو کچھ لکھوانا چاہتا تھا اُن میں اُس کے لکھنے کی قابلیت اور خاصیت موجود ہوتی تھی اور جس طرح لوہے میں درانتی بننے کی قابلیت موجود ہوتی ہے اُسی طرح انسان میں مُلہم یا نبی یا رسول یا پیغمبر بننے کی خاصیت موجود ہوتی ہے۔ گھوڑے یا بیل میں یہ خاصیت نہیں ہوتی وہ فطرتاً اُس کام کا آلہ بننے کے ناقابل ہیں جیسے ریت یا ہُوا کی درانتی نہیں بنائی جاسکتی ویسے ہی گھوڑے گدھے ہاتھی بیل اور طوطے وغیرہ کو مُلہم یا نبی یا رسول یا پیغمبر نہیں بنایا جاسکتا۔ طوطا آواز کی صرف نقل کرتا ہے۔ اُس میں سمجھ کے ساتھ قوّتِ گویائی نہیں پائی جاتی۔ وہ سمجھ سے باتیں نہیں

کر سکتا۔

طوطا مینا کی کہانیاں۔ پنچ تنتر۔ انوارِ سہیلی اور نگارِ دانش کی کہانیاں۔ پنچ تنتر تو سنسکرت میں ہے اور انوارِ سہیلی اور نگارِ دانش اس کے فارسی تراجم ہیں اور اسی طرح کی اور کہانیاں جن میں جانور باتیں کرتے ہیں ادب کی محض ایک طرز ہے۔

کسی جانور کے احساسات اور اُس کے اشاروں کو اُس کی بات کہہ سکتے ہیں لیکن یہ مجازی معنوں میں بات ہوگی۔ حقیقی اور لفظی معنوں میں بات نہیں ہوگی جیسے بلعام کی گدھی کا آگے نہ چلنا اور بیٹھ جانا ایسی حرکات اور اشارے تھے کہ آگے چلنے کے لئے رُکاوٹ ہے اور بلعام کا گدھی کو پیٹنا اور گدھی کا اُس کو یہ کہنا کہ تُو مجھے ناحق کیوں پیٹتا ہے آگے بڑھنے سے مجھے خداوند روکتا ہے گدھی کو مار کھانے اور راستے کی رکاوٹ کو دیکھنے سے جو کچھ محسوس ہوتا ہے اُسے انسانی بولی میں ادا کیا گیا ہے یعنی گدھی نے وہ بات زبانِ قال سے نہیں بلکہ زبانِ حال سے کہی تھی۔ اُس نے اپنی حالت کی زبان سے وہ بات کہی تھی۔ اُس کی حالت اس بات کو کرنے یا ظاہر کرنے والی تھی۔ گدھی نے وہ بات اپنی زبانِ احساس سے کی تھی لہٰذا گدھی کا وہ کلام کلامِ حقیقی نہیں بلکہ محض مجازی یا غیر حقیقی معنوں میں کلام ہے اور گدھی کے باتیں کرنے کو اگر تاریخی اور لفظی معنوں میں سمجھا جائے تو پھر یہ مُستثنےٰ اور معجزانہ بات تھی۔

غرضیکہ انسان ہی میں مُلہم نبی رسول یا پیغمبر ہونے کی قابلیت پائی جاتی ہے اور انسان ہی مُلہم نبی رسول یا پیغمبر ہونے کا آلہ ہو سکتا ہے۔

الہام۔ مکاشفہ اور وحی کے طریقے:۔

الہام۔ مکاشفہ اور وحی کے بارے میں خیالات اور نظریے مختلف رہے ہیں۔ وحی سے مراد کلامِ الٰہی اور کتابِ الٰہی ہے۔ الہام میں صرف یہی بات شامل نہیں ہے کہ خدا نے کیا دیا یعنی اُس میں صرف کلام اور پیغام ہی شامل نہیں بلکہ یہ بھی شامل ہے کہ کیسے دیا یعنی دینے کا طریق بھی شامل ہے کہ خدا نے مُلہم کو پیغام اور کلام کِس طریق سے دیا اور دینے کے طریقے کے بارے میں مختلف آراء رہی ہیں۔

بعض تو یہ کہتے ہیں کہ الہامی کتابوں کے الفاظ عین خدا کے الفاظ ہیں اور اس میں نبی کی عقل اُس کے علم اس کے طرزِ بیان اور طرزِ کلام کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اُسے بنا بنایا کلام پہنچا اور اُس نے اس کو ہو بہو اُسی طرح لکھ لیا جس طرح اِملا یا ڈکٹیشن لکھی جاتی ہے اور وہ اسی طرح کے الہام کو کلامِ الٰہی سمجھتے ہیں۔ اور اِس طرح کی وحی کو خدا کے کلام کا صحیح اور بہترین تصور قرار دیتے ہیں۔

دوسرے وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جس طرح بادشاہ کا محرّر بادشاہ کی بات کو دوسرے بادشاہ کی طرف اپنے الفاظ میں لکھتا ہے یا کسی حکومت کا سفیر اپنی حکومت کا منشا اور مقصد دوسری حکومت کے آگے اپنے الفاظ میں پیش کرتا ہے اسی طرح الہامی کتابوں کے مصنفوں نے خدا کا منشا اور مقصد اپنے الفاظ میں پیش کیا نیز وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جتنی زبانیں زمین پر موجود رہی ہیں

اور اب موجود ہیں یہ سب کی سب انسان ساختہ تھیں اور انسان ساختہ ہیں۔ مُردہ یا متروک زبانوں میں سے کوئی زبان بھی خُدا کی بنائی ہوئی نہیں تھی اور نہ موجود زبانوں میں سے کوئی زبان خُدا کی بنائی ہوئی ہے۔ انسان سب زبانیں اپنے لئے بناتا رہا ہے خُدا کے لئے کوئی زبان بھی نہیں بنائی گئی۔

سب زبانیں انسانی ہیں اور الٰہی زبان کوئی بھی نہیں ہے پس جس زبان میں بھی کلامِ الٰہی سُنایا جاتا ہے یا کوئی الہامی کتاب لکھی جاتی ہے وہ انسانی زبان ہی ہوتی ہے اور جبکہ خُدا کا پیغام پہنچانے کے لئے انسانی زبان استعمال کی جاتی ہے تو انسانی طرزِ کلام اور طرزِ بیان کیوں استعمال نہیں ہو سکتا۔ مختلف شخصوں کے طرزِ کلام اور طرزِ بیان مختلف ہوتے ہیں اور جس طرح خُدا کا پیغام پہنچانے کے لئے مختلف انسانی زبانیں استعمال کی جاتی ہیں اُسی طرح مختلف طرزِ کلام اور طرزِ بیان بھی استعمال کئے جاتے ہیں اور خُدا کا کلام سُنانے اور لکھنے کے لئے مختلف طرزِ کلام اور طرزِ بیان استعمال کئے گئے اور جس طرح انسانی زبان کے بغیر خُدا کا پیغام سمجھا نہیں جا سکتا اُسی طرح انسانی طرزِ بیان کے بغیر وہ پیغام ادا بھی نہیں ہو سکتا پس خُدا کا پیغام حاصل کرنے کے لئے انسانی زبان اور انسانی طرزِ بیان لازمی ہیں۔

الہام انسانی مُصنّف کی عقل مرضی اور کام کرنے والی یا فعّال ذاتی خاصیتوں لیاقتوں اور قابلیتوں پر براہ راست الٰہی اثر ہوتا ہے اور اُس اثر سے وہ اپنی عقل سے اُسی کا خیال کرتا اور وہی

سوچتا ہے اور اُسی کے لکھنے کا ارادہ کرتا ہے اور وہ وہ سب
کچھ فی الواقع لکھتا بھی ہے یعنی وہ صرف لکھنے کا ارادہ ہی نہیں کرتا
بلکہ اُس ارادے کو یقینی طور پر عمل میں بھی لاتا ہے۔ وہ فی الحقیقت
لکھتا ہے۔ وہ پیغامِ الٰہی کو فی الواقع ضبطِ تحریر میں لاتا ہے اور
وہ وہ سب کچھ لکھتا ہے جو خُدا چاہتا ہے کہ وہ لکھے اور سوائے اُس
کے کچھ اور نہ لکھے۔

لیکن الہام مشینی قوّت کی طرح بھی نہیں ہوتا۔ خُدا انسان کو انسان
کی حیثیت میں اور انسان کے طور پر استعمال کرتا ہے اور انسان کو انسانی
حیثیت میں اور انسانی طور و طریق کے مطابق استعمال کرنا یہ ہے
کہ اُسے سوچنے دیا جائے۔ خیال کرنے دیا جائے۔ دریافت اور تحقیق
کرنے دیا جائے۔ معلومات حاصل کرنے دیا جائے اور انسانی زبان
کو اُس کے اپنے طور و طرز پر استعمال کرنے دیا جائے یعنی یہ کہ وہ
اپنا طرزِ کلام اپنے الفاظ اپنے محاورے اور اپنا روزمرّہ استعمال کرے
اور خُدا کا کلام بیان کرنے کے لئے اُسے اپنے ذہنی منظر میں
پیش کرے۔

مثلاً اگر مُلہم گڈریا ہے اور اگر گڈریا نہ ہو لیکن چوپانی زندگی
سے خوب واقف ہو تو وُہ اُسے چوپانی مناظر میں پیش کرے
وہ بھیڑوں بکریوں اُون اور چراگاہ وغیرہ کے تصوّرات کو خُدا کا
کلام پیش کرنے کے لئے استعمال کرسکتا ہے مثلاً وہ مجھے ہری بھری
چراگاہوں میں لے جاتا ہے۔ خُداوند میرا چوپان ہے۔ اُن کے گناہ
اُون کی مانند ہو جائیں گے اگر وہ برفانی پہاڑی علاقے کی برف کا تصوّر

رکھتا ہے تو وہ برف کے رنگ کے نقشے کو گناہوں کے معاف ہونے اور بالکل مٹ جانے کے بیان کے لئے استعمال کر سکتا ہے مثلاً اگر اُن کے گناہ کالے سیاہ ہوں تو وہ برف کی مانند سفید ہو جائیں گے۔

اگر وہ سمندر کو جانتا ہو یا ساحلی علاقے کا باشندہ ہو تو وہ حقیقت صداقت یوں پیش کر سکتا ہے کہ جس طرح سمندر پانی سے بھرپور ہے اُسی طرح زمین خدا کی معرفت سے بھرپور ہو گی۔ وہ ریت اور ریگستان کے منظر کو بدکاروں کے اُڑ جانے کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔ جس طرح آندھی ریت کو اڑاتی ہے بدکار اُسی طرح اُڑ جائیں گے۔ وہ ریت کے منظر کو بے بنیادی اور ناپائیداری کے لئے بھی پیش کر سکتا ہے بے وقوف نے اپنا گھر ریت پر بنایا یا شیطان سمندر کی ریت پر جا کھڑا ہوُا۔ کلام پر عمل نہ کرنے والے کا گھر ریت پہ ہے ایسا شخص گر جائے گا اور ہلاک اور برباد ہو گا۔ شیطان کی شیطنت بھی ریت پر قائم ہے وہ ناپائیدار اور کمزور ہے۔ اور خدا کے مقابلے میں اُس کا کوئی زور نہیں چلے گا۔ پتھر اور پہاڑ اور چٹان کے مناظر بھی پیش کئے جا سکتے ہیں اَے شمعون تُو پتھر ہے اور میں اِسی پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا۔ جو شہر پہاڑ پر آباد ہے وہ چھپ نہیں سکتا۔ خُداوند میری چٹان ہے۔ سورج کے منظر کو پیش کر کے کہتا ہے کہ خُداوند آفتاب ہے۔ اگر وہ کسان ہو یا زراعت کی باتوں سے واقف ہو تو وہ زرعی مناظر استعمال میں لا سکتا ہے مثلاً کھیت بیج اناج فصل کے کاٹنے جلنے اور بھوسے وغیرہ کے منظروں میں

کلامِ الٰہی اور پیغام ربانی کو پیش کر سکتا ہے۔
غرضیکہ لکھنے والا اپنے ہر طرح کے ذہنی مناظر میں کلامِ الٰہی ادا کر سکتا اور پیش کر سکتا ہے اور ملہمین اور انبیا اسی طرح کیا کرتے تھے۔
الٰہی زبان اور الٰہی طرزِ بیان کون سے تھے جنہیں وہ کلام میں لاتے اور انسانی زبان اور انسانی طرزِ کلام کو کام میں نہ لاتے۔

خُدا کی زبان اِنسان جیسی زبان نہیں:۔

اب یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ انسان جیسی زبان یعنی لفظوں والی زبان خُدا کی نہ ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

چھ سات مہینے کا بچہ خیال کرتا ہے اور وہ اپنا خیال ظاہر کرنا چاہتا ہے لیکن وہ اُسے ظاہر نہیں کر سکتا کیونکہ اُس کے خیال میں جو کچھ ہوتا ہے اُسے ظاہر کرنے کے لئے اُس کے پاس الفاظ نہیں ہوتے اُس کے دل میں کوئی بات ہوتی ہے لیکن وہ بات الفاظ کی صورت میں نہیں ہوتی بلکہ صرف خیال کی صورت میں ہوتی ہے۔ بچے تو ایک طرف رہے بڑے بھی اپنے خیال کی بات کو ہمیشہ بیان نہیں کر سکتے یا اچھی طرح بیان نہیں کر سکتے۔ جو کچھ ہم نے اپنے عجیب و غریب خوابوں میں دیکھا ہُوا ہوتا ہے وہ ہم اوروں کو بتانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن پورے طور پر اور اچھی طرح بتا نہیں سکتے ان کے علاوہ اور باتوں کے بارے میں بھی ہم اپنے خیالات کا اظہار کامل طور پر نہیں کر سکتے یعنی جو بات ہمارے خیال میں ہوتی ہے ہم اُسے لفظوں میں پورے طور پر ادا نہیں کر سکتے۔ الفاظ کی بجائے کبھی حرکات اور اشاروں سے

بات کرتے ہیں مثلاً ہاں کہنا ہو تو سر اُوپر سے نیچے کو ہلاتے ہیں۔
نہیں کہنا ہو تو سر کو بائیں اور دائیں طرف ہلاتے ہیں۔ دل میں خوشی اور
پسندیدگی ہو تو چہرہ خوشی والا بناتے ہیں۔ ناراضگی ہو تو ناک بھوں
چڑھاتے ہیں۔ اِسی طرح آنکھوں سے بھی اشارے کرتے ہیں ہاتھوں
اور پاؤں سے بھی اشارے کرتے ہیں۔ فوج والوں کے خاص اشارے
ہوتے ہیں جس سے وہ دوسرے فوجیوں کو اپنا پیغام دیتے ہیں یا اُن
سے بات کرتے ہیں۔

جس طرح ابتداء شروع میں بچّوں کی کوئی زبان نہیں ہوتی اور
وہ اِسے آہستہ آہستہ سیکھتے ہیں۔ اِسی طرح ابتدائی انسانوں کی بھی کوئی
زبان نہیں ہوتی تھی۔ وہ اشاروں سے کام لیتے تھے۔ خاص قسم کی آوازیں
اور چیخیں نکال کر خاص خاص باتیں ظاہر کرتے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ
انہوں نے زبان بنانا شروع کی۔ زبان ترقی کرتی گئی اور ہزاروں سالوں
میں ضرورت کے لائق بنی۔ انسان کی زبان ناکامل اور ناقص رہی اور اب
بھی بعض قوموں کی زبانیں ناقص ہیں اور بعض کی اعلیٰ پایہ کی ہیں۔ مہذب
اور شائستہ قوموں کی زبانیں اعلیٰ ہیں اور غیر مہذب ناشائستہ اور
ادنیٰ اور پسماندہ اقوام کی زبانیں ادنےٰ ہیں۔ چونکہ ہماری زبان ہمارے
خیال کو پُورے طور پر ظاہر نہیں کر سکتی اس سے ظاہر ہے کہ زبان خیال
کے اظہار کے لئے کافی نہیں ہے اور اسی لئے جو کچھ ہمیں الفاظ
میں ظاہر کرنا ہوتا ہے کبھی ہم وہ حرکات و سکنات سے ظاہر کرتے
ہیں۔ کبھی آواز کو سخت کر کے اور کبھی دھیمی اور نرم کر کے خیال کا اظہار
کرتے ہیں۔ کبھی آواز کی خوبی اور ادائیگی کی عمدگی سے بہتر اظہار

کرتے ہیں۔ اپنے خیال کی خوشی یا اپنے غصّے کو یا اپنی ناپسندیدگی نفرت اور حقارت کو محض چہرے سے ظاہر کرتے ہیں۔ اپنے اظہارِ خیال کو کامل کرنے کے لئے دوسری زبانوں کے الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں اور تشبیہیں اور استعارے استعمال کرتے ہیں۔

پس ظاہر ہے کہ خیال زبان سے بالاتر ہے اور انسان کے لئے زبان اظہارِ خیال کا ایک ذریعہ ہے۔ ہم زبان کے ذریعے اظہارِ خیال کرتے ہیں اِس لئے ہم اِس کے عادی ہو جاتے ہیں اور جہاں تک ہم سے ہو سکتا ہے ہم عموماً الفاظ ہی میں سوچتے ہیں اور الفاظ ہی میں اپنا خیال ظاہر کرتے ہیں لیکن خیال الفاظ کے بغیر بھی ہوتا ہے اور ان کے بغیر بھی ہو سکتا ہے۔ انسان میں یہ کمزوری اور کمی ہے کہ وہ خیال کو خیال کی صورت میں پیش نہیں کر سکتا اور نہ دوسرے اشخاص اُس کے خیال کو خیال کی صورت میں حاصل کر سکتے ہیں بلکہ انسان کو اظہارِ خیال اور جو کچھ خیال ظاہر کرتا ہے اُس کے حصول کے لئے الفاظ اور حرکات و سکنات کی ضرورت ہوتی ہے۔ آواز اور ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر آواز نہ ہو تو وہ اپنا خیال تقریری صورت میں یا الفاظ میں ظاہر نہیں کر سکتا اور اگر ہوا نہ ہو تو وہ اپنی بات کی آواز دوسرے کے کان میں نہیں پہنچا سکتا۔

خیالات کی باتیں تقریر کے الفاظ میں پیش کی جا سکتی ہیں اور جس کے آگے پیش کی جائیں وہ اُنہیں سُن کر حاصل کر سکتا ہے۔ گونگا اپنے خیالات الفاظ میں پیش نہیں کر سکتا۔ اور بہرہ باتیں کرنے والے کی باتوں کو نہ سُن سکنے کی وجہ سے حاصل نہیں کر سکتا۔ آنپڑھ

تحریر کے الفاظ میں اپنے خیالات پیش نہیں کر سکتا اور نہ وہ کسی کی تحریر کو خود پڑھ کر اُس تحریر کی باتیں حاصل کر سکتا ہے۔ اگر پڑھے لکھے آدمی کی نظر بہت کمزور ہو جائے یا وہ اندھا ہو جائے تو وہ تحریری باتوں کو خود حاصل نہیں کر سکتا۔ ہاں وہ کسی اور سے سُن کر حاصل کر سکتا ہے جیسے اَن پڑھ بھی تحریری باتیں سُنکر حاصل کر سکتا ہے۔

فرشتوں کا اظہارِ خیال :۔

فرشتے ہم سے اعلیٰ مخلوق ہیں اور وہ اپنے خیال کا اظہار خیال کی صورت میں کر سکتے ہیں اور خیال کی صورت میں کرتے ہیں۔ فرشتوں کا ایک دُوسرے سے باتیں کرنا کلامِ الٰہی سے ثابت ہے۔ زکریا ۱: ۹-۱۱ میں لکھا ہے کہ جو فرشتہ مہندی کے درختوں کے درمیان کھڑا تھا اور ۱کرنتھیوں ۱۳ :۱ میں فرشتوں کی زبانوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فرشتے آپس میں باتیں کرتے ہیں لیکن فرشتوں کی زبانیں اُسی طرح کی ہیں جس طرح کے وہ مخلوق ہیں فرشتے منہ کے الفاظ سے اظہارِ خیال نہیں کرتے بلکہ جب انہیں دوسرے فرشتوں پر اظہار خیال کرنا ہوتا ہے تو وہ اپنا خیال خیال ہی کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ الفاظ کی صورت میں پیش نہیں کرتے۔

انسان کی پیدائش سے پہلے اور عالمِ فرشتگان میں فرشتے فرشتوں پر خیال کو محض خیال کی صورت میں پیش کرتے تھے اور جب وہ خُدا سے بات کرتے تھے تو اُس وقت وہ اپنا خیال خیال ہی کی صورت میں پیش کرتے تھے اپنا جو خیال وہ دوسروں پہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں

وہ اپنی مرضی کے عمل سے ظاہر کرتے ہیں۔ بہشت والے انسانوں کے آگے وہ اپنے خیال خیالوں کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ بہشت والے انسان بھی اپنے خیال خیالوں کی صورت میں پیش کر سکتے ہیں۔ اگر وہ اپنے خیال خیالوں کی صورت میں پیش نہیں کر سکتے تو کیا وہ اب آپس میں کبھی کوئی بات نہیں کر سکتے اور کیا وہ اب آپس میں کبھی کوئی بات نہیں کرتے؟ کیا وہ اب خدا کے ساتھ کبھی کوئی بات نہیں کرتے؟ کیا وہ اب اُس کی حمد و ثنا نہیں کرتے؟ بہشت والے اب بغیر بدنوں کے ہیں اِس لئے اب اُن کی بات صرف خیال ہی کی صورت میں ہو سکتی ہے اور قیامت کو جی اٹھنے کے بعد بھی اُنہیں الفاظ میں بات کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ جہاں وہ ہوں گے وہاں ہَوا کا ہونا لازمی نہیں اِس لئے وہاں آواز نہیں ہو سکتی۔ اُن کے بدنوں کی زندگی سانس لینے پر منحصر نہیں ہوگی اِس لئے اُنہیں ہوا کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اُن کی قوتِ اظہارِ خیال بھی اس قدر ہوگی کہ اُنہیں کسی زبان کی ضرورت نہیں ہوگی۔

مرنے کے بعد رُوح فرشتوں کی طرح اپنے خیال خیالوں ہی کی صورت میں ظاہر کرتی ہے۔ یہاں تک کہ شیاطین اور دوزخی انسان بھی اپنے خیال خیالوں ہی کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ جب فرشتے زمین پر انسانوں سے ظاہری صورت میں بات کرتے ہیں تو وہ انسانی کمزوری اور کمی کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اُسے الفاظ کی صورت میں پیش کرتے ہیں اور جادوگروں میں جب ارواحِ بد حاضر ہو کر نظر آتی اور باتیں کرتی ہیں تو اُس وقت وہ بھی اپنے خیالات الفاظ

ہی میں پیش کرتی ہیں۔ جب پاک فرشتے ظاہری صورت میں نہیں
بلکہ پوشیدہ صورت میں کوئی بات انسان کے دل میں ڈالتے ہیں تو
وہ اُسے خیال ہی کی صورت میں ڈالتے ہیں پھر انسان اُسے جو
صورت چاہے دے لے۔ بُرے فرشتے یا شیاطین بھی انسانوں
کے دل میں بُرے خیالات صرف خیالوں اور تصوروں کی صورت
میں ڈالتے ہیں پس اگلے جہان والے الفاظ کے بغیر باتیں
کرتے ہیں۔

پاک فرشتے اور انسان مُقدسین یعنی اہلِ بہشت بلا الفاظ اور
بلا آواز خُدا کی حمد وثنا کے گیت گاتے رہتے ہیں وہ بغیر الفاظ اور بغیر
آواز کے پُکار پکار کر کہتے رہتے ہیں قدُوس قدُوس قدُوس قدُوس۔ خُداوند لشکروں
کے خُدا۔ آسمان اور زمین تیرے جلال سے معمور ہیں۔ ایک فرانسیسی
عارف یعنی مسیحی صوفی نے کیا خوب کہا ہے کہ بہشت حمد وثنا اور محبت کی
ایک ابدی خاموشی ہے اُس کی حمد وثنا الفاظ کے دائرے سے پرے
ہے اور اُس کی محبت کے اظہار کے لئے الفاظ کی ضرورت نہیں۔
نازک خیال فلاسفر بشپ برکلے نے زبان کی ہجو کرتے ہوئے یا اِس
کی خامی بیان کرتے ہوئے کہا کہ لفظ تو معنی کا قید خانہ ہوتا ہے۔

خُدا کا خیال۔ انسان کی زبان:۔

آمدم برسرِ مطلب۔ جبکہ فرشتوں اور اگلے جہان والے لوگوں کو
اظہارِ خیال کے لئے الفاظ یا کسی زبان کی ضرورت نہیں تو خُدا جو
اِن سے بے حد برتر ہے اُسے اظہارِ خیال کے لئے کسی زبان کی

ضرورت کیسے ہو سکتی ہے۔ خُدا کا خیال یا خُدا کی بات خُدا کا بیٹا یا
خُدا کا کلمہ ہے اور خُدا کا کلمہ کسی زبان کا لفظ نہیں بلکہ وہ خُدا کا
خیال ہی ہے۔ خُدا کا خیال خُدا کے لامحدود علم سے معمور ہے بلکہ
وہ عین خُدا کا لامحدود علم ہے۔ خُدا جب انسان سے بات کرتا
ہے تو وہ اپنا خیال اُس کے دل میں ڈالتا ہے۔ خُدا اپنے خیال کا
معنیٰ اور مطلب اُس پر ظاہر کرتا ہے اور وہ خُدا کے خیال کی بات
کو سمجھ لیتا ہے۔ انسان اُسے خود سمجھنے کے لئے اور اوروں کو بتانا
ہو تو اوروں کو سمجھانے کے لئے اُسے اپنے الفاظ کی صورت دے لیتا
ہے۔ اگر خُدا ظاہری طور پر بات کرے تو وہ ہوا کو ایسی حرکت
دیتا ہے جس سے ایسی آواز پیدا ہو اور ایسے الفاظ بنیں جیسے خُداوند
یسُوع مسیح کے بپتسمہ لینے کے وقت یہ الفاظ بنے تھے کہ یہ میرا
بیٹا ہے میرا محبوب جس سے مَیں خوش ہُوں لیکن عموماً خُدا ہر انسان
کے ساتھ بات کرتا ہے اور اُس کی عقل کو روشن کرتا ہے اور اپنا
خیال اُس کے دل میں ڈالنے سے اُس کے ساتھ بات کرتا ہے۔ اور
مُلہمین کو الہام دینے کے وقت بھی خُدا اپنا خیال اُن کے دل میں ڈالتا
تھا اور کسی الٰہی زبان کے الفاظ میں اُن کے ساتھ بات نہیں کرتا تھا۔

انسان کی زبانوں جیسی خُدا کی کوئی زبان نہیں ہو سکتی۔ اُس کی بھی
ایسی ہی زبان ہونا اُس کی کاملیت اور شان کے خلاف ہے۔ خُدا
کا انسان کے الفاظ جیسے الفاظ کے ذریعے بات کرنے والا ہونا
اُس کا کمال نہیں بلکہ ناکاملیت ہے۔ خیال کو خیال کی صورت میں
پیش کرنا کمال ہے اور خیال کو خیال کی صورت میں پیش کر سکنے کا کمال

خدا میں بے حد ہے یعنی بے حد طور پر پایا جاتا ہے۔

پس الہامی کتاب کے الفاظ خدا کے الفاظ نہیں ہوتے بلکہ خدا کے خیال کے مفہوم کو ادا کرنے والے انسانی الفاظ ہوتے ہیں۔ زمینی زبانوں میں سے کوئی زبان بھی الٰہی زبان نہیں ہے اور کوئی زبان بھی کلامِ الٰہی پیش کرنے کے لئے نہیں بنائی گئی تھی بلکہ ہر زبان انسان کے خیالات کے اظہار کے لئے بنائی گئی تھی لہذا لفظوں والی کوئی زبان خدا کی زبان نہیں ہے۔ خدا کی لفظوں والی زبان ہو سکتی ہی نہیں اس لئے الٰہی زبان کوئی نہیں ہے۔ good

خدا اپنا کلام دینے کے لئے صرف انسانی زبان انسانی طرزِ کلام اور طرزِ بیان ہی کو کام میں نہیں لایا تھا بلکہ اس مقصد کو سرانجام دینے کے لئے مصنف کے پاس جو کچھ بھی تھا اس نے وہ سب کچھ استعمال کیا۔ اس نے اس سب کچھ سے کام لیا مثلاً اس کے زور وقوت۔ شوقِ تحقیق و اشاعت۔ غیرت۔ جوش۔ خدا اور انسان سے محبت علمیت۔ ذہنی مناظرہ۔ مخصوص زبان اس کے لفظوں محاوروں اور مخصوص طرزِ بیان سے کام لیا۔ اس میں جس طرح کی قابلیت ہوتی تھی اس کی اس طرح کی قابلیت کے مطابق خدا نے اپنا کلام لکھوایا۔ اگر مصنف میں شاعری کا ملکہ پایا جاتا تھا تو خدا نے اس سے مذہبی گیت بنوائے اور لکھوائے اور جن کو مذہبی گیت یاد تھے ان سے بھی لکھوائے۔ اگر وہ مقنن تھا یعنی قانون ساز اور قانون دان تھا تو اس نے اس سے شریعت کے قوانین بنوائے اور لکھوائے یعنی جن میں قانون سازی کی قابلیت پائی جاتی تھی ان سے اپنے شریعت کے قوانین بنوائے جو تاریخ جانتے تھے ان سے تاریخ لکھوائی۔ حکیموں سے حکمت کی کتابیں لکھوائیں مثلاً

ایُوب امثال واعظ اور یشوع بن سیراخ وغیرہ اور اخلاق والوں سے اخلاقی باتیں پیش کرائیں۔

خُدا نے انسان کی قابلیت کو تقریری اور تحریری دونوں طرح کا کلام پیش کرنے میں استعمال کیا۔ بعض اشخاص نے قوانین یا گیت بنائے مگر اُنہیں انہوں نے خود نہ لکھا بلکہ اوروں نے لکھا۔ بعض انبیا نے صرف زبانی تعلیم دی جیسے ایلیاہ اور الیشع وغیرہ نے۔ اُن کی تعلیم کو اور مُلہمین نے لکھا اور اُن کے حالاتِ زندگی بھی اوروں نے لکھے بعض نے کلام زبانی بھی سُنایا اور اُسے تحریر بھی کیا۔ بعض اشخاص جو کچھ بناتے تھے اُسے خود ہی تحریر بھی کرتے تھے۔ خُدا نے انسان کو اس طرح بحیثیتِ انسان یا انسان کے طور پر استعمال کیا لکھائی کے ہجے انہیں خود یاد ہوتے تھے۔ خُدا انہیں ہجے نہیں بتاتا تھا کہ انہیں لفظ لفظ کے ہجے بتاتا جائے۔ خُدا کی حکمت کو یہی طریق پسند آیا اور وہ اِسی طریق کے مطابق کام کرتا رہا ہے اور اب بھی اسی طرح کام کرتا ہے یعنی جو کچھ انسان کر سکتا ہے خُدا اب بھی وہ انسان ہی سے کراتا ہے۔ انسان بھی اپنے کام کروانے کے لئے قابل آدمیوں کا انتخاب کرتے ہیں اور خُدا بھی قابل آدمیوں کا انتخاب کرتا ہے۔ جب خُدا اپنی قدرت انسان کی کمزوری میں ثابت کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنی اِس بات کو ثابت کرنے کے لئے کمزوروں کو مقرر کرتا ہے۔ اِس بات کو ثابت کرنے کے لئے کمزور ہی قابل ہوتے ہیں یعنی موزوں ہوتے ہیں کیونکہ اُسے کمزوروں کے ذریعے سے اپنی قدرت کا ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے پس خُدا اُنہیں آدمیوں کو اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے چُنتا

ہے جو اُس مقصد کو پورا کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور وہ جو کچھ کر سکتے ہیں خُدا وہ اُنہیں سے کراتا ہے۔

خُدا کی اِنسانیت نما اُلُوہیت :-

خُدا کے بارے میں یہ سمجھنا کہ وہ بھی لفظوں میں بات کرتا ہے یا لفظوں کے ذریعے سے بات کرتا اور آواز کے وسیلے سے انسان کے کان کی راہ سے اپنی بات کو اُس کے دماغ میں پہنچاتا ہے اُسے عین انسان کی طرح کام کرنے والا سمجھنا ہے۔ یہ خیال کرنا کہ خُدا انسان کی طرح کام کرتا ہے اُسے انسان جیسا سمجھنا ہے۔ یہ اُسی طرح کی انسانیت نما اُلُوہیت یا اینتھراپامارفزم ہے جس طرح کی اینتھراپامارفزم کے مطابق خُدا کے بھی اُسی طرح کے اعضا بتائے جاتے ہیں جس طرح کے انسانی بدن کے اعضا ہیں مثلاً خُدا کے کان سب کچھ سُنتے ہیں گویا خُدا کانوں والا ہے اور وہ کانوں سے سُنتا ہے۔ اُس کی آنکھیں سب کچھ دیکھتی ہیں یا یہ کہ وہ آنکھوں والا ہے۔ اُس کے ہاتھوں نے سب کچھ بنایا ہے۔ اُس نے اپنے بازو کے زور سے اسرائیلیوں کو مصری غلامی سے چھڑایا۔ خُدا اپنی انگلی سے لکھتا اور بدروحوں کو نکالتا ہے۔ وہ غُصّہ کرتا اور اپنا قہر و غضب نازل کرتا ہے۔ وہ ملول اور رنجیدہ ہوتا اور پچھتاتا ہے۔ اُس نے انسانی صورت میں انسانوں سے ملاقات کی۔ اُس کے چلنے کی آہٹ سُنائی دی اور اُس نے آواز کے ذریعے سے لفظوں میں آدمیوں کے ساتھ باتیں کیں گویا وہ جیبھ والا۔ گلے والا اور آدمیوں کی سی آواز اور زبان والا ہے۔

خُدا کو مُذکّر سمجھنا بھی اُسے انسان جیسا سمجھنا ہے یہ بھی
انسانیت نما اُلوہیّت یا اینتھرا پامارفزم ہے۔ خُدا کو مُذکّر
کہنا بھی مجازی ہے لفظی اور حقیقی نہیں ہے۔ خُدا رُوح ہے۔ رُوح
نہ مُذکّر ہوتی ہے نہ مُؤنث۔ مُذکّر یا مُؤنث ہونے کا عُضو بدن میں
ہوتا ہے اور بدن کا حِصّہ ہوتا ہے اور مرد کو ذکر ہی کی وجہ سے مُذکّر
کہتے ہیں یعنی ذکر والا پس بدن ہی مُذکّر یا مُؤنث ہوتا ہے اور بدن
کی ساخت ہی کی وجہ سے مَردوں کو مُذکّر اور عورتوں کو مُؤنث کہتے
ہیں۔ رُوح کو جو مُؤنث بولتے ہیں یہ بھی مجازی ہے لفظی اور حقیقی
نہیں ہے۔

خُدا کا بدن نہیں ہے وہ صرف رُوح ہے لہٰذا وہ قطعاً مُذکّر نہیں
ہے لیکن اُس کی عظمت اور عزت کے لحاظ سے اُسے مُذکّر کہا
جاتا ہے۔ انسان کی رُوح فرشتے کی روح اور خُدا کی رُوح کو مُؤنث
بولنا مجازی ہے لفظی اور حقیقی نہیں ہے اور خُدا کو مُذکّر بولنا مجازی
ہے لفظی اور حقیقی نہیں ہے اور چونکہ خُدا مُذکّر نہیں ہے اِس لئے
اُس کی بیوی ہوسکتی ہی نہیں۔

خُدا کو انسان جیسا یا انسانی صورت جیسا ظاہر کرنے کی طرزِ سب
مذہبوں کی مقدس کتابوں میں پائی جاتی ہے یہ مجازی طرزِ کلام
ہے۔ خُدا کی آنکھیں سب کچھ دیکھتی اور اُس کے کان سب کچھ سُنتے

ہیں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ آنکھوں اور کانوں والا ہے بلکہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے وہ ہمہ دان ہے۔ خُدا سینا پہاڑ پر اُترا یعنی وہ کوہِ سینا پر ظاہر ہوا۔ خُدا ہر جگہ موجود ہے لہٰذا وہ نہ اُترتا اور نہ چڑھتا ہے۔ اُس کے اُترنے سے اُس کا ظاہر ہونا مراد ہے۔ وہ پہلے ہی طورِ سینا پر موجود تھا اُس کا وہاں ظاہر ہونا اُس کا اُترنا کہلاتا ہے۔ وہ بابل میں اُترا تاکہ معلوم کرے کہ بُرج بنانے والے کیا کرتے ہیں خدا کا اُتر کر معلوم کر لینا یہ ظاہر کرتا ہے کہ خُدا سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی جو کچھ ہوتا ہے وہ اُس کو معلوم ہوتا ہے۔ اُس کو اُس کا علم ہوتا ہے۔ جو کچھ وہ کرتے تھے اور جو کچھ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے خدا وہ سب کچھ پہلے ہی جانتا تھا لیکن خُدا کے اُتر کر معلوم کرنے میں خُدا انسان جیسا بیان کیا گیا ہے۔

ابتدائی زمانے کے لوگ اور بہت سے آج کل کے لوگ بھی خُدا کے بارے میں اِسی طرح بولتے اور اُسے اِسی طرح کا سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں خُدا نہ زمین پر اُترتا ہے اور نہ آسمان پر چڑھتا ہے وہ ہمیشہ ہر جگہ موجود ہے اور کسی جگہ اُس کا ظاہر ہونا اُس کا وہاں اُترنا کہلاتا ہے۔ وہ یا تو اپنی معرفت بخشنے سے ظاہر ہوتا ہے یا اپنے کاموں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کسی کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دینا اُس کا اُس کام کو کر کے آسمان پر چڑھ جانا ہے۔ جی اُٹھنے کے چالیس دن بعد جب خُداوند یسُوع مسیح آسمان پر گیا تھا تو اُس کی انسانیت جو پہلے زمین پر تھی وہ متحرک ہو کر اور عروج کر کے آسمان پر چڑھی تھی لیکن اُس کی اُلوہیت پہلے ہی آسمان میں اور ہر جگہ موجود تھی۔ خُدا زمین

پر ہر وقت اپنی نعمتیں بخشتا اور کام کرتا رہتا ہے اور اِسی طرح خدا اپنے آپ کو ہر وقت ظاہر کرتا رہتا ہے اور جو کچھ زمین کے باسی کرتے ہیں اُسے وہ سب معلوم ہے۔ اُسے زمین پر کا سب کچھ معلوم ہونا اُس کا زمین پر اُترنا ہے تاکہ معلوم کرے کہ اہلِ ارض کیا کرتے ہیں۔ اہلِ ارض کے کاموں کو معلوم کرنے کے لئے خدا کا زمین پر اُترنا اہلِ ارض کے کاموں کا خدا کو معلوم ہونا ہے۔

دیدنی ظاہری اور انسانی خدا۔

ابتدائی زمانوں کے انسان اِس سچائی کو اُسی طرح بیان کر سکتے تھے جس طرح کا اُن لوگوں میں علم تھا اور وہ جس طرح اس سچائی کو سمجھ سکتے تھے اور وہ جس طرح اِس سچائی کو بولتے تھے بائیبل مقدس اُسی طرح بیان کرتی ہے اور یہ حقیقت کے عین مطابق ہے۔ خدا نے اپنے ہاتھوں سے کائنات کو بنایا اور اپنے زور بازو سے اسرائیلیوں کو مصریوں کی غلامی سے چھڑایا۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی قدرت نے کائنات کو بنایا اور اسرائیلیوں کو مصریوں کی غلامی سے چھڑایا۔ خدا کا ملول اور رنجیدہ ہونا اور پچھتانا خدا کی گناہ کے بارے میں سخت ناپسندیدگی کو ظاہر کرتا ہے۔ ابتدائی زمانوں کے لوگ خدا کی گناہ کے بارے میں ناراضگی اور ناپسندیدگی کو اسی طرح بیان کرتے تھے اور اسی طرح بیان کر سکتے تھے۔ ان کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ خدا گناہ کو سخت ناپسند کرتا اور اِس کے ارتکاب سے نہایت ناراض ہوتا ہے۔ وہ جس طرح اس بات کو سمجھتے تھے اُسی طرح اس کو بولتے تھے

اور وہ جس طرح اُس کو بولتے تھے بائیبل مُقدّس اُسی طرح اِسے بیان
کرتی ہے اور اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب بالکل سچّی ہے کیونکہ
یہ حقیقت کے مطابق بیان کرتی ہے۔ اِن باتوں کو اُس طرح سمجھنے اور بولنے
کا واقعہ اُسی طرح ہوا تھا جس طرح اُس کتاب میں پایا جاتا ہے لہٰذا یہ
بیان حقیقت کے عین مطابق ہے۔ v.good

خُدا کا غصّہ کرنا بھی اُس کا ناراض ہونا ہی ہے اور قہر و غضب
نازل کرنا عدل و انصاف کرنا اور گناہ کی سزا دینا ہے۔ لفظی معنی میں
یا حقیقت میں خُدا میں غصّہ یا غیظ و غضب ہے ہی نہیں۔ ہمارے گناہ
کرنے سے اگر اُس میں غصّہ اور غیظ و غضب پیدا ہو تو پھر خُدا
ہمیشہ غُصّے سے معمور اور غضبناک رہے گا کیونکہ زمین پر انسانوں سے
گناہ ہر وقت ہوتے رہتے ہیں۔ ہر وقت کوئی نہ کوئی انسان گناہ کرتا
ہے ایک اس لمحے میں گناہ کرتا ہے اور دوسرا اُس سے اگلے لمحے میں
اور تیسرا اُس سے اگلے لمحے میں اور یوُں انسانوں سے ہر وقت گناہ
ہوتے رہتے ہیں اور بہت سے اِنسان اپنی گناہ کی حالت میں قائم
رہتے ہیں یعنی گناہگار بنے رہتے ہیں اور گناہ میں قائم رہتے ہیں اور
کوئی وقت بھی ایسا نہیں گزرتا جس میں ہم میں سے کوئی بھی گناہ نہ کرے۔
کوئی وقت ایسا نہیں گذرتا جب کوئی نہ کوئی انسان گناہ نہ کرتا ہو۔
بُرے فرشتوں یا شیاطین اور دوزخی انسانوں کے گناہ کرنے کو
ایک طرف رہنے دو۔ اگر ہمارے گناہوں کے ارتکاب سے خُدا
غُصّہ کرنے لگے تو وہ ہر وقت غُصّے سے بھرا رہیگا کیونکہ گناہ ہر
وقت ہوتے رہتے ہیں اور اِس وجہ سے خُدا کسی وقت بھی خوش

نہیں رہ سکتا۔
غصے کی حالت خوشی کی حالت نہیں ہوتی لیکن خدا کی ذات آنند اور خوشی ہے۔ وہ ہر وقت بے حد خوش رہتا ہے۔ وہ اپنے بے حد کمالات دیکھنے اور جاننے سے ہمیشہ بے حد خوش رہتا ہے لہٰذا غصے اور غیظ و غضب کے جذبات اُس میں نام کو بھی نہیں ہیں۔
جب ہم گناہ کرتے ہیں تو خدا میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ اُس میں غصہ پیدا نہیں ہوتا وہ اُس وقت بھی بے حد خوش ہی رہتا ہے۔ اُس وقت تبدیلی ہم میں ہوتی ہے۔ جب ہم پہلی دفعہ گناہ کرتے ہیں تو مقبول سے نامقبول ہو جاتے ہیں اور جُوں جُوں گناہوں کے ارتکاب کا اعادہ کرتے جاتے ہیں تُوں تُوں گناہ سے پیدا ہونے والی تبدیلی ہم میں بڑھتی جاتی ہے اور ہم زیادہ سے زیادہ ناپاک نامقبول ناپسندیدہ اور مردود بنتے جاتے ہیں۔
پس تبدیلی ہم میں ہوتی ہے خدا میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔
اِس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص ایک کمرے میں بیٹھا ہُوا ہے اور اُس نے اُس کمرے کے دروازے کھڑکیاں اور روشندان کھول رکھے ہیں اور سورج جو باہر چمک رہا ہے اُس کی روشنی اُس کمرے میں داخل ہوتی ہے اور یوں وہ آدمی روشنی میں ہوتا ہے لیکن اگر وہ اُس کمرے کے دروازے کھڑکیاں اور روشندان بند کر دے تو اُس کمرے میں اندھیرا ہو جائے گا اور پھر وہ آدمی اندھیرے میں ہوگا مگر سورج اُس وقت بھی باہر پہلے کی طرح اُسی آب و تاب سے چمک رہا ہوگا۔ سورج میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی تبدیلی اُس آدمی میں ہوگی

جو پہلے روشنی میں تھا اور پھر اندھیرے میں ہو گیا پس جس طرح اُس آدمی کے اندھیرے میں ہو جانے سے سورج میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اُسی طرح انسان کے گناہ کر کے روحانی اندھیرے میں ہو جانے سے خُدا میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو وہ روحانی اندھیرے میں ہو جاتا ہے یا یہ کہ اُس کے اندر روحانی اندھیرا ہو جاتا ہے۔ گناہ کے پہلے ارتکاب سے پہلے وہ روشنی میں ہوتا ہے یعنی اُس کے اندر روشنی ہوتی ہے اور گناہوں کے ارتکاب کے اعادے سے اُس کی روحانی تاریکی اور ظلمت بتدریج بڑھتی جاتی ہے اُس کے اندر بھی اندھیرا ہوتا ہے اور وہ خود بھی روحانی اندھیرے میں ہوتا ہے۔

پس تبدیلی خُدا میں نہیں ہوتی بلکہ گناہ کرنے والے میں ہوتی ہے لہٰذا گناہ کرنے سے خُدا میں غصّہ نہیں بھڑک اُٹھتا لیکن اُس کی ناراضگی اور ناپسندیدگی کو ظاہر کرنے کے لئے اُسے غُصّے والا کہا گیا ہے۔ وہ اپنی رحمت اور انسان کی کمزوری کے لحاظ سے غُصّہ کرنے میں دھیما اور طویل صبر والا کہلاتا ہے لیکن وہ غُصّہ کرنے میں اِس لئے بھی دھیما ہے کیونکہ اُس میں غصّہ ہے ہی نہیں اور اُس میں غصّہ نہ ہونے کی سچائی کو یُوں ادا کیا گیا ہے کہ وہ طویل صبر والا اور غُصّہ کرنے میں دھیما ہے اور اِس سے یہ ظاہر کرنا بھی مقصود ہے کہ خُدا بڑی برداشت والا اور مہربان ہے۔ جس طرح خُدا میں غُصّہ نہیں ہے اُسی طرح اُس کی آنکھیں جیبھ اور انگلی اور اُس کے کان ہاتھ بازو اور پاؤں بھی نہیں ہیں۔ نہ اُس کا مُنہ ہے اور نہ مادی اور ہوائی دم ہے۔ دم سے مراد زندگی ہے۔

خُدا نے آدم میں اپنا دم پھُونکا یعنی اُس نے آدم کو اعلیٰ قسم کی زندگی بخشی۔ جب آدم اور حوا باغِ عدن کے درختوں میں چھُپے ہوئے تھے تو اُن کو خُدا کے چلنے سے اُس کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی۔ یہ بھی خُدا کو آدمی جیسا بیان کرنا ہے۔ خُدا نہ چلتا ہے نہ اُترتا ہے نہ چڑھتا ہے نہ کہیں جاتا ہے اور نہ کہیں سے آتا ہے۔ وہ ہر کہیں موجود ہے اس لئے اُس کو حرکت کی ضرورت نہیں وہ خود تو بے حرکت ہے۔ لیکن سب کو حرکت دے رہا ہے۔ ✓ v-good

خُدا کی ملاقاتوں سے اُس کا انسان کے ساتھ باطنی ملاپ مراد ہے۔ دیدنی اور ظاہری ملاقاتوں کے بارے میں معرفت کی حقیقی بات یہ ہے کہ "خُدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا" (یوحنا ۱: ۱۸) ملاقاتوں سے خُدا کا ملاپ مراد ہوتا ہے جو نادیدنی اور باطنی ہوتا ہے اور خُدا کا انسان کی عقل اور اُس کے دل میں ظاہر ہوتا ہے اور یہ ملاپ اور اس طرح کی ملاقاتیں خُدا کے اکلوتے بیٹے کے وسیلے سے ہوتی ہیں کیونکہ "اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اُسی نے ظاہر کر دیا ہے" (یوحنا ۱: ۱۸) خُدا انسان کے ساتھ میل ملاپ رکھتا ہے لیکن اس میل ملاپ کو دیدنی ظاہری اور انسانی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

قربانی کی مقبولیت اور پسندیدگی کو قربانی کی خوشبو کو سُونگھنا کہا گیا ہے پس اسی طرح وحی کے الفاظ کو عین خُدا کے الفاظ سمجھنا اینتھراپامارفزم یا انسانیت نُما اُلوہیت ہے یعنی خُدا کو انسان جیسا سمجھنا یا انسان جیسا بیان کرنا ہے۔ خُدا کے باتیں کرنے سے اس کا معرفت بخشنا اور اپنا کلام اور پیغام عطا کرنا مراد ہے۔

اینتھراپامارفزم کا مطلب ہے آدمی کی صورت پر ہونے کی تعلیم یعنی خُدا کے آدمی کی صورت پر ہونے کی تعلیم۔

والٹیئر (VOLTAIRE) فرانس کا ایک بے دین فلاسفر تھا اُس نے کہا کہ "اگر خُدا نے شروع میں انسان کو اپنی صورت پر بنایا تھا تو انسان نے خُدا کا یہ احسان بہت اچھی طرح اور بہت بڑی حد تک اُتار دیا ہے کیونکہ انسان نے بھی خُدا کو اپنی صورت پر بنایا ہے" والٹیئر کا یہ خیال کہ انسان نے بھی خُدا کو اپنی صورت پر بنایا ہے بالکل راست ہے۔ اُس کا مطلب یہ ہے کہ انسان خُدا کو اپنے جیسا سمجھتے اور بیان کرتے ہیں اور صرف پہلے زمانوں کے انسان ہی خُدا کو اِس طرح کا نہیں سمجھتے تھے بلکہ انسانوں کا بہت بڑا حِصّہ اب بھی ایسا ہی ہے جو خُدا کو انسان جیسا سمجھتا ہے اور اُس کو اسی طرح کا بیان کرتا ہے اور وحی کے الفاظ کو عین خُدا کے الفاظ سمجھنے والے اُسی ابتدائی اسٹیج پر ہیں کیونکہ ایسا سمجھنا بھی خُدا کو انسان جیسا سمجھنا ہے یعنی یہ انسانیت نما اُلوہیت یا اُلوہیت بصورتِ انسانی یا اینتھراپامارفزم ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ وحی کے الفاظ کو عین خُدا کے مُنہ سے الفاظ سمجھنا چاہیئے تو اُلوہیت کی انسان نمائی یا انسانیت کے ساتھ مشابہت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ پھر خُدا کے الفاظ ہی کو انسان کے الفاظ کے سے نہیں سمجھا جاتا بلکہ اِس کے علاوہ خُدا کا انسان کا سا مُنہ بھی سمجھا جاتا ہے اور الفاظ نکالنے اور سُنانے کے لئے انسان سا مُنہ ہُوا تو اُس کی زبان اس کا گلا اور اس کی آواز بھی

انسان کی زبان گلے اور آواز جیسے ہوئے۔ خُدا کے چہرے آنکھوں کانوں مُنہ
نتھنوں بازو ہاتھوں انگلی اور پاؤں کا ذکر کرنے سے اُسے انسان کا سا بیان
کیا گیا ہے کہ خُدا بولتا ہے یعنی باتیں کرتا ہے۔ سُنتا ہے۔ سونگھتا ہے۔
ہنستا مسکراتا اور سیٹی مارتا ہے۔ کچلتا اور چھیدتا ہے۔ لکھتا ہے
چلتا ہے۔ وہ خوشی شادمانی غصہ نفرت محبت کراہت اور رنج و غم
کرتا اور ترس کھاتا ہے۔ ان باتوں میں خُدا کو انسان جیسا بیان کیا گیا
ہے لیکن خُدا کے بارے میں یہ ایک طرزِ اداٹیگی ہے اور اُس کے
بارے میں یہ بیان مجازی ہے۔ غم و غصہ تو خُدا میں ہے ہی نہیں اور
خوشی محبت نفرت اور کراہت بھی اور طرح کی ہیں۔ خُدا میں
جذبات انسان کے سے نہیں ہیں۔

مجازی کلام میں خُدا:۔

مجازی کلام میں خُدا کی حقیقت بیان کرتے ہوئے اُسے چٹان بھی
کہا گیا ہے لیکن اِس سے اُس کا محافظ ہونا مُراد ہے۔ اُسکا گناہگاروں
کو آگ میں ڈالنا اُن کو اُن کے کئے کی سزا دینا ہے۔ بعض کو کم کوڑے
لگائے جائیں گے اور بعض کو زیادہ۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ بعض
کو کم سزا ملے گی اور بعض کو زیادہ۔ آگ اور کوڑے مجازی معنوں میں
استعمال کئے گئے ہیں۔ سزا کو باہر کے اندھیرے میں ڈالا جانا
بھی کہا گیا ہے۔ سزا کو باہر کا اندھیرا کہنا بھی مجازی ہے۔ بائیبل مُقدس
میں لفظی معنی والے کلام کے علاوہ مجازی کلام بھی بہت پایا جاتا ہے۔
مجاز لفظی یا لغوی معنی کے برعکس معنی ہوتا ہے اور جب کوئی لفظ مجازی

معنی میں استعمال کیا گیا ہو تو مجازی معنی ہی حقیقی معنی یا لفظی معنی ہوتے ہیں۔

مجازی معنی تفسیر کی ایک قسم ہے اور مفسرین کہتے ہیں کہ جو لفظ مجازی معنی میں استعمال کیا گیا ہو اُس کے مجازی معنی ہی لفظی معنی ہوتے ہیں کیونکہ وہ لفظ وہاں اسی معنی کے لئے استعمال کیا ہُوا ہوتا ہے مثلاً جب خُدا کا ہاتھ کہتے ہیں تو لفظ ہاتھ کو مجازی معنی میں استعمال کرتے ہیں اور اس سے بدن کا وہ عضو مُراد نہیں ہوتا جسے ہاتھ کہتے ہیں بلکہ اس سے خُدا کی قدرت مراد ہوتی ہے پس یہاں لفظ ہاتھ کے لفظی معنی ہاتھ نہیں بلکہ قدرت ہیں۔ اَے شمعون تو پطرس ہے اور میں اسی پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا۔ یہاں لفظ پتھر بھی مجازی معنی میں استعمال کیا گیا ہے اور یہاں اس لفظ کو مضبوط بنیاد کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

لہٰذا یہاں اس لفظ کے لفظی معنی مضبوط بنیاد ہیں پس لفظی معنی دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو عین وہی معنی جس معنی کے لئے کوئی لفظ وضع کیا ہُوا ہوتا ہے اس کو لغوی معنی کہتے ہیں مثلاً ہاتھ بدن کے ایک عضو کے معنی ہیں اور شیر ایک درندہ جانور کے معنی ہیں۔ دُوسرا وہ معنی جو مجاز ہے اور مجاز ضدِ حقیقت کو یا غیر از حقیقت کو کہتے ہیں اور معنی کے لحاظ سے اپنے حقیقی یعنی لغوی معنی سے غیر معنی میں استعمال کیا جانا مجاز ہے لیکن اُس کا لُغوی معنی کے ساتھ یا تعلق ہوتا ہے یا اُس کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے پس خدا کا باتیں کرنا مجازی ہے لغوی اور حقیقی نہیں ہے اور انسانی زبان اور زبان کے الفاظ

وکلمات کا عین خُدا کی زبان اور خُدا کے الفاظ و کلمات ہونا بھی حقیقت نہیں ہے۔

مجاز لفظی اور ظاہری معنی سے پھر کر جو حقیقت نہیں ہوتا حقیقت کی طرف جانا ہوتا ہے مثلاً بچّے کو جب پھُول کہتے ہیں تو اِس سے خوبصورت مراد ہوتی ہے وہ حقیقت میں پھُول نہیں ہوتا اُس کا لغوی معنی میں پھُول ہونا حقیقت نہیں ہوتی اِس معنی کو چھوڑ کر حقیقت کی طرف آتے ہیں جو اُس کا خوبصورت نازک اور پیارا ہونا ہوتی ہے۔ بہادر آدمی کو شیر کہتے ہیں۔ اُس کا درندہ جانور ہونا حقیقت نہیں ہوتی اِس لغوی معنی کو چھوڑ کر حقیقت کی طرف آتے ہیں جو شیر کی شہزوری یا زور آور ہونا ہوتا ہے۔ شمعون کو پتھّر کہا گیا ہے وہ لغوی معنی میں پتھّر نہیں تھا کیونکہ وہ پتھّر کا بنا ہُوا نہیں تھا۔ یہ اُس کے بارے میں حقیقت نہیں ہے اِس معنی سے پھر کر یعنی اِس معنی کو چھوڑ کر حقیقت کی طرف جانا مجاز ہے یعنی اُس کے مضبُوط بنیاد ہونے کی طرف جانا حقیقت کی طرف جانا ہے اور یہی مجاز ہے لہذا اُسے مجازی معنی میں پتھّر کہا گیا ہے لغوی معنی میں نہیں پس مجازی معنی ہونے کی صورت میں لفظی یا لُغوی اور ظاہری معنی غیر حقیقی معنی ہوتے ہیں۔

مجاز اِن غیر حقیقی معنوں سے گذر کر حقیقی معنوں کی طرف جانا ہوتا ہے یا یہ کہ غیر حقیقی بات سے گذر کر حقیقی اور سچی بات کی طرف جانا ہوتا ہے پس خُدا کا باتیں کرنے والا ہونا اعضا جذبات اور احساسات والا ہونا مجازی کلام ہے۔ بائبل مُقدّس میں خُدا کا باتیں کرنا ہی مجازی کلام نہیں بلکہ اور بھی بہت سی باتوں کے لئے اور بہت سی

باتوں میں مجازی کلام استعمال ہُوا ہے مثلاً خُدا کو تلوار ڈھال قلعہ اور چٹان کہا گیا ہے۔ خُداوند مسیح کو برّہ اور شیر ببر کہا گیا ہے ہمہ دانی کو سات آنکھیں اور قدرتِ مطلق کو سات سینگ کہا گیا ہے خُدا کو باپ اور انسانوں کو اُس کے بچے کہا گیا ہے یعنی مردوں کو اُس کے بیٹے اور عورتوں کو اُس کی بیٹیاں کہا گیا ہے اور اِس سے خُدا کا کامل پروردگار ہونا اور اعلیٰ درجے کا باہمی رشتہ محبت اور باہمی لگاؤ مراد ہے۔ رُوح القدس کو آگ اور پانی کہا گیا ہے۔ مسیح کے پیرووں کو جہان کا نُور زمین کا نمک۔ بھیڑیں۔ انگور کی بیل کی ڈالیاں۔ گلّہ۔ زندہ پتھر اور رُوح القدس کی ہیکل کہا گیا ہے۔

درخت سے آدمی بھی مُراد ہیں۔ مثلاً درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے یعنی آدمی اپنے اعمال سے جانا جاتا ہے یہاں درخت سے آدمی اور پھل سے اعمال مُراد ہیں۔ راستباز شخص کو اچھا درخت اور اُس کی راستبازی کو اچھا پھل کہا گیا ہے۔ ناراست شخص کو بُرا درخت اور اُس کی ناراستی کو بُرا پھل کہا گیا ہے اور اُس کی سزا کو اُس کا کاٹا اور آگ میں ڈالا جانا کہا گیا ہے۔ خُدا کا عدل و انصاف جو بُروں کے بارے میں ہے وہ اُن اچھا پھل نہ لانے والے درختوں کی جڑ پر کلہاڑا رکھنا ہے۔ مقدس پطرس کو چٹان یا پتھر کہا گیا ہے۔

کلیسیا کو مسیح کی بیوی اور دُلہن کہا گیا ہے۔ مسیح کی بیوی کا اپنے آپ کو آراستہ کرنا کلیسیا کا اپنے آپ کو ایمان راستبازی اور نیکیوں سے آراستہ کرنا ہے۔ اِسے عورت بھی کہا گیا ہے۔ برّے کی شادی

اُس کی بیوی اور اُسے اپنے آپ کو تیار کرنے کا ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے "برّے کی شادی آ پہنچی ہے اور اُس کی بیوی نے اپنے آپ کو تیار کر لیا ہے اور اُس کو چمکدار اور صاف مہین کتانی کپڑا پہننے کا اختیار دیا گیا ہے کیونکہ مہین کتانی کپڑے سے مقدسوں کے راستبازی کے کام مراد ہیں" (مکاشفہ ۱۹: ۷-۸) برّے سے یسُوع مسیح مُراد ہے۔ اُس کی بیوی اُس کی کلیسیا ہے۔ برّے کی شادی یسُوع مسیح کی اپنی کلیسیا کے ساتھ ابدی محبت میل ملاپ اور اتحاد ہے۔

یسُوع مسیح اور کلیسیا کی باہمی ابدی محبت اور اتحاد اُن کی شادی ہے۔ کلیسیا مقدسوں کی جماعت ہے اور اُس کا اپنے آپ کو تیار کر لیا ہُوا ہونا اُس کا راستباز ہونا ہے۔ راستبازی وہ لباس ہے جسے پہن کر برّے کے ساتھ شادی ہو سکتی ہے اور مُقدّسین اُس کی شادی میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مُقدّسین کا شادی میں شامل ہونا اور مُقدّسین کی جماعت کے ساتھ شادی ہونا ایک ہی بات ہے۔ مکاشفہ ۱۲: ۱ میں ایک عورت کا ذکر ہے۔ عورت سے خُدا کی اُمّت یا اہلِ خُدا مراد ہیں۔ یہ عورت کلیسیا ہے۔ اور یہاں اُسے مسیح کے پیرؤں کی ماں ظاہر کیا گیا ہے جو دُکھوں سے بچے جنتی ہے یعنی دکھوں اور محنت ہائے شاقہ سے لوگوں کو مسیحی بناتی ہے یعنی اپنے بچے بناتی ہے اور اُن کی روحانی پرورش اور تربیت کرتی ہے اور مکاشفہ ۱۹: ۷-۸ میں جو دنیا کے آخر میں مسیح کی شادی ہونے کا بیان ہے اُس کے لغوی معنی لے کر یعنی غلط معنی لے کر ہمارے مسلم بھائی یہ کہتے ہیں کہ مسیح جب دنیا کے آخر میں قیامت سے پہلے آسمان سے واپس آئے گا تو شادی

کرے گا اور اُس کے بچے بھی ہوں گے لیکن یہ سارا مجازی کلام ہے جو مکاشفہ ۱۹: ۷-۸ اور ۱۲: ۱۱ میں پایا جاتا ہے۔ شادی روحانی شادی ہے بیوی کلیسیا ہے اور کلیسیا کے بچے سب ابنِ خدا ہیں۔ بیج بونے والے کی تمثیل میں خُدا کے کلام کو بیج کہا گیا ہے۔ ایک اور تمثیل میں دُنیا کو کھیت کہا گیا ہے۔

تمثیلیں اور مکاشفائی بیان :-

تمثیلوں اور مکاشفائی بیانوں اور مکاشفائی کتابوں میں علامتوں کا کثرت سے استعمال ہُوا ہے اور وہ سب علامتیں مجازی معنوں میں استعمال کی گئی ہیں۔ اِن کے علاوہ بائیبلِ مُقدّس میں مجازی کلام کی اور بھی بہت مثالیں ہیں۔ بائیبل مقدس میں مجازی کلام کثرت سے استعمال کیا گیا ہے اور خُدا کے باتیں کرنے کی طرز بھی مجازی ہے اور مجازی کلام کی مثالیں اِس لئے کثرت سے پیش کی گئی ہیں تاکہ خُدا کے باتیں کرنے کی مجازی طرز کو انوکھی نرالی اور مستثنٰی طرز نہ سمجھا جائے یعنی صرف اِسے ہی مجازی کلام نہ سمجھا جائے بلکہ یہ سمجھا جائے کہ اور بھی بہت سی باتیں مجازی ہیں اور ان سب میں سے ایک بات یہ بھی ہے اور یہ سمجھنا اور ماننا آسان ہو جائے کہ خُدا آدمیوں کی طرح باتیں نہیں کیا کرتا تھا اور نہ اب کرتا ہے بلکہ خُدا کی رُوح انسانوں کی رُوح کے ساتھ باتیں کرتی رہی ہے اور اب بھی باتیں کرتی ہے یا یہ کہ خُدا کی عقل انسان کی عقل کے ساتھ بات کرتی ہے۔

پس کتاب لکھواتے وقت خُدا اِسی طرح بات نہیں کرتا تھا

جس طرح آدمی مُنہ اور آواز سے بات کرتے اور اِملا لکھواتے ہیں۔
انسان ہوتے ہوئے ہمیں اُس طرح کی طرزِ استعمال کرنا پڑتی ہے۔
ہمیں انسانی طرزِ کلام اور اصطلاحوں کو استعمال کرنا ہوتا ہے خصوصاً
اُس وقت جبکہ انسان مذہبی علم صداقت اور روحانیت کی
ابھی ابتدائی منازل طے کر رہا ہوتا ہے۔ تمثیلیں اور مکاشفائی
علامتیں تو ادنے نہیں ہوتیں اور نہ وہ ابتدائی منازل کے وقت کی
ہوتی ہیں لیکن انسانی صورت میں اُلوہیت کا بیان زیادہ تر ادنے
منازل کے وقت ہی کا ہوتا ہے۔ اب بھی خُدا کے علم و معرفت
کی ادنے منازل والے لوگ اسی طرح بولتے اور اسی طرح سمجھتے
ہیں اور صرف اَن پڑھ ہی نہیں بلکہ اچھے خاصے پڑھے لکھے بھی اسی
طرح بولتے اور اسی طرح سمجھتے ہیں اور اِسی طرز کو سب مذہبوں کی
مُقدّس کتابوں نے استعمال کیا ہے اور فوق الفطرت باتوں کو بھی
اِسی صورت میں بیان کیا ہے۔ یہ طرز احمقانہ غیر سائنسی اور غیر محققانہ
اُس وقت ہوتی ہے جبکہ خُدا کے لامحدود اور بے حد لطیف
وجود کو ادنے اور محدود وجودوں کی محدودیتوں اور حدوں سے محدود
کر دیا جاتا ہے۔ خُدا کا وجود تو لامحدود وجود ہے اور وہ لامحدود
وجود بے حد لطیف ہے لیکن خُدا کو بھی عین اُسی طرح کا سمجھ لیا
جاتا ہے جس طرح کے یہ ادنے اور محدود وجود ہیں۔ انسانی الفاظ کو
الٰہی الفاظ اور انسانی زبان کو الٰہی زبان سمجھنا خُدا کو انسان جیسا سمجھنا
نہیں تو اور کیا ہے۔

کسی زبان کا فصیح و بلیغ ہونا اور کسی شخص کا فصاحت و بلاغت

والا ہونا محض فطری اور انسانی کمال ہے۔ الہامی کتاب اظہارِ فصاحت و بلاغت اور حصولِ فصاحت و بلاغت کے لئے نہیں ہوتی بلکہ اظہارِ اصُولِ نجات اور حصُولِ صداقت و معرفت و ہدایت و نجات کے لئے ہوتی ہے۔ اس کی برتری صداقت و معرفت و ہدایت و راہِ نجات ہونے میں ہوتی ہے نہ کہ فصیح و بلیغ ہونے میں۔ یُونان میں بہت فلاسفر ہوئے ہیں اور یُونانی زبان فلاسفروں کی زبان ہے۔ اُنہوں نے اِس زبان کو مانجا اور اِسے عقلی باریکیاں ادا کرنے کے قابل بنایا۔ یہ زبان عقلی اور روحانی باریکیاں ادا کرنے کے لئے کامل زبان ہے اور اَور کوئی زبان اِس کے برابر کامل نہیں ہے۔ ماہرینِ السنہ نے اِسے کامل زبان تسلیم کیا ہے لیکن اِس کا کمال محض فطری اور انسانی ہے الہٰی نہیں ہے اور کسی زبان کا کوئی کمال بھی الہٰی نہیں ہے۔ ہر زبان کا کمال محض فطری اور انسانی ہوتا ہے الہٰی ہرگز نہیں ہوتا۔

خُدا کی کتاب کا فصیح و بلیغ ہونا لازمی نہیں۔ اُس کا معرفت و ہدایت ہونا لازمی ہے اور جس طرح وہ بحیثیتِ مجموعی مُنزہ عن الخطا اور کامل ہوتی ہے اسی طرح وہ بحیثیت مجموعی معرفت و ہدایتِ پیغامِ الٰہی ہونے میں بے مثل لاثانی اور یکتا ہوتی ہے اور کوئی غیر الہامی کلام اور کوئی غیر ملہم شخص اُس جیسی معرفت و ہدایت نہیں لا سکتا۔ اُس جیسی معرفت و ہدایت پیش کرنا غیر الہامی کلام اور غیر مُلہم شخص کے لئے ناممکن ہے۔ یہ ہے وہ معنی جس میں خدا کی کتاب بے مثل ہوتی ہے اور یہ ہے خُدا کی کتاب کی وہ حیثیت جس میں وہ لاثانی

اور یکتا ہوتا ہے۔
الہامی کتابوں کی تعلیمیں خدا کی تعلیمیں ہیں لیکن ان کے بیان۔ کلام
کی ادائیگی کی طرزیں الفاظ اور زبانیں انسان کی ہیں۔ بائیبل مُقدّس
عبرانی آرامی اور یونانی زبانوں میں لکھی گئی تھی۔ اور یہ تینوں کی تینوں
زبانیں انسانی ہیں اور اِن میں سے کوئی زبان بھی الہٰی نہیں ہے۔ بائیبل
مقدّس اہل نجات کی کتاب ہے۔ اِس کتاب کو اہل خدا خدا کی کتاب
مانتے ہیں۔

پس جیسی یہ کتاب ہے اُس کے مطابق الہام کا نظریہ قائم
کرنا چاہیئے نہ کہ الہام کا پہلے فرضی نظریہ قائم کر لینا چاہیئے کہ الہام
اس طرح کا ہوتا ہے اور پھر اس فرضی اور من گھڑت نظریے کے
مطابق کتاب کی حقیقت کو توڑ مروڑ اور بگاڑ کر بیان کیا جائے مثلاً
اگر یہ بیان کرنا ہو کہ ہاتھی کیسا ہوتا ہے تو ہاتھی کا ڈیل ڈول پہلے
بغور دیکھنا چاہیئے اور جیسا وہ فی الواقع ہوتا ہے اُسے ویسا بیان
کرنا چاہیئے نہ کہ پہلے ہی سے فرض کئے ہوئے ڈیل ڈول کے مطابق
بیان کیا جائے مثلاً اگر فرضی ڈیل ڈول میں یہ بھی فرض کیا ہُوا ہو کہ
ہاتھی کے سینگ ہوتے ہیں اور جس کے سینگ نہ ہوں وہ ہاتھی
ہوتا ہی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ جب اس طرح کا ہاتھی ماننے
والے کو ہاتھی کے پاس لے جا کر پوچھا جائے کہ دکھاؤ ہاتھی کے
سینگ کہاں ہیں تو وہ اپنے نظریے کو سچا ثابت کرنے کے لئے
یہ کہے گا کہ سُونڈ کے ساتھ جو لمبی لمبی دو ہڈیاں باہر نکلی ہوئی ہیں
یہ اِس کے سینگ ہیں جنہیں لوگ دو بیرونی لمبے دانت کہتے ہیں

وہ انہیں اُس کے دوسینگ کہے گا ایسا شخص حقیقت کو توڑ مروڑ کر کچھ کا کچھ بیان کرتا ہے۔

لفظی الہام ممکن نہیں۔

یہی حال لفظی الہام ماننے والوں کا ہے۔ خدا تو مُلہم کو اپنے خیال کا مفہوم بخشتا ہے لیکن یہ کلامِ الٰہی کی زبان الفاظ اور طرزِ بیان کو عین خدا کی زبان خدا کے الفاظ اور خدا کا طرزِ بیان سمجھتے ہیں۔ یہ اُس کا فرضی نظریہ ہے بلکہ محض وہم اور توہم پرستی ہے۔ ہنود چاروں ویدوں کی زبان سنسکرت کو دیو بانی یا زبانِ الٰہی سمجھتے ہیں لیکن ایسا ماننا محض توہم پرستی ہے۔ خدا کی کتاب کی حقیقت کو الہام کے فرضی نظریے کے مطابق اور اُس کی صورت پر نہیں ڈھالنا چاہیئے بلکہ الہام کا نظریہ خدا کی کتاب کی حقیقت کے مطابق ہونا چاہیئے اور اُس کی حقیقت پر مبنی ہونا چاہیئے۔

آریہ سماجیوں کا خدا کی کتاب ہونے کا نظریہ یہ ہے کہ خدا کی کتاب ازلی ہونا چاہیئے۔ اُسے دُنیا کے شروع میں نازل ہونا چاہیئے اور اُس میں تاریخ نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ چاروں ویدوں کو خدا کی کتابیں مانتے ہیں لیکن وید اِن فرضی نظریوں پر پورے نہیں اُترتے ویدوں کی اندرونی شہادت یا اُن کے بیانات سے یہ پایا جاتا ہے کہ یہ اُس وقت کی کتابیں ہیں جب انسانی تہذیب بہت ترقی کر چکی ہوئی تھی۔ اُن میں تاریخی باتیں پائی جاتی ہیں۔ ویدوں میں راجوں مہاراجوں کا ذکر پایا جاتا ہے پس یہ نہ ازلی ہیں اور نہ دنیا کے شروع

میں نازل ہوئے بلکہ بہت بعد کے ہیں۔ ان کا نظریہ یہ بھی ہے کہ وید منتر کسی انسان کے بنائے ہوئے نہ ہوں بلکہ محض پرمیشور کے بنائے ہوئے ہوں لیکن ویدوں کے اندرونی بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ وید منتر رشیوں کے بنائے ہوئے ہیں پس سوامی دیانند اور اُن کے پیروؤں کے جو نظریے خُدا کی کتاب ہونے کے بارے میں ہیں وہ محض فرضی اور جھوٹے ہیں اور حقیقت سے دُور ہیں۔

اگر پہلے ہی یہ نظریہ قائم کر لیا جائے کہ خُدا کی کتاب وہ ہوتی ہے جس کے الفاظ عین خُدا کے الفاظ ہوتے ہیں اور اُن میں انسانی عُنصر کا شمہ بھر بھی دخل نہیں ہوتا اور وہ جو اِس کلام کو لکھتا ہے وہ محض ڈکٹیشن یا اِملا کے طور پر لکھتا ہے اور پھر اس نظریے والا بھی کہے کہ بائیبل مُقدس کا الہام ایسا ہی ہے اور وہ اسی طرح لکھی گئی ہے لیکن جب ہم بائیبل مقدس کی کیفیت کو معلوم کرتے ہیں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ مختلف مُصنّفوں کے طرزِ بیان الفاظ اور محاورات مختلف ہیں اور مختلف مصنفوں کی زبانیں بھی مختلف ہیں۔ بعض نے آرامی میں اور بعض نے یونانی میں لکھا فصاحت و بلاغت مختلف مراتب کی تھیں۔ کوئی مُصنّف کم فصیح تھا تو کوئی زیادہ۔ کسی کی زبان اعلیٰ پایہ کی تھی تو کسی کی گھٹیا درجے کی۔ کسی میں مذہب کا علم بہت اونچا تھا اور کسی میں پست اور کم۔ مصنفینِ بائیبل مقدس کی تصانیف میں اور بھی کئی طرح کے فرق ہیں کوئی خوابوں میں پیغاموں کا ملنا بیان کرتا ہے اور کوئی بیداری کی حالت میں رُؤیاؤں کے ذریعے سے ملنے کا ذکر کرتا ہے۔ کوئی الٰہی وجود کے لئے لفظِ خُدا و ندا استعمال کرتا

ہے کوئی خُدا اور کوئی خداوند خُدا۔

اِن باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ الہامی کتابوں کے الفاظ مُلہمین کے ہیں لیکن الفاظ پر خُدا کا اِس طرح کا کنٹرول بھی ہوتا تھا کہ الفاظ سے وہی مطلب ادا ہو جو خُدا چاہتا تھا یعنی وہ الفاظ استعمال میں لائے جائیں جن سے خُدا کا مطلب ادا ہو مگر باوجود ایسے اعلےٰ اتحاد کے مُلہمین تصنیف کے کام میں پھر بھی آزاد ہوتے تھے اور الہامی کتابیں خُدا کی تصنیف کے علاوہ مُلہمین کی تصنیف بھی ہیں۔ اِس طرح کے الہام سے الہامی کتاب خُدا کا کلام ہونے کے بارے میں ادنےٰ نہیں ہوتی بلکہ اعلےٰ ہوتی ہے کیونکہ وہ خُدا اور انسان دونوں کے مطابق ہوتی ہے۔ اِس صورت میں خُدا نے اپنا کلام اپنی طرف سے اُس طرح دیا جس طرح خُدا کی شان کے شایاں ہے یا جس طرح خُدا کی خُدائی کے لائق ہے اور انسان سے اُس طرح کام لیا جس طرح انسانیت کے مطابق ہے یعنی انسان کو انسان کے طور پر استعمال کیا اور انسان سے بحیثیتِ انسان کام لیا۔ اِس طریقے سے مذہب اپنی اکمل صورت میں اور انتہائی طور پر پیش کیا گیا ہے۔

اگر یہ معلوم کیا جائے کہ بائیبل میں کیا ہے تو یہ معلوم ہوگا کہ بائیبل میں مذہب اپنی کامل صورت میں یا اپنے کمال میں پایا جاتا ہے۔ اِس میں کامل سچائی کامل اَخلاق اور کامل نجات پائی جاتی ہے۔ اِس میں مذہبیت کے بارے میں یا مذہبی ضروریات کے لحاظ سے کوئی کسر نہیں ہے۔ نجات پانے کے لئے انسان کو زمین پر جس قدر سچائی جاننا ضروری ہے وہ بائیبل میں ساری کی ساری پائی جاتی ہے تو اِس کا

الہام ادنےٰ کیونکر ہوُا اور یہ کس وجہ سے ادنےٰ الہامی کتاب ہوئی۔ بائیبل نہایت اعلےٰ بے مثل اور اوّل درجے کی الہامی کتاب ہے۔

نہایت اعلےٰ اور اکمل الہام :-

بائیبل ایک تو نہایت اعلےٰ اور اکمل تعلیم والی کتاب ہونے سے نہایت اعلےٰ الہامی کتاب ہے اور دوسرے اِس لئے بھی نہایت اعلےٰ الہامی کتاب ہے کیونکہ بائیبل کا طرزِ الہام معقول ہے وہ ایسا ہے جیسا ہونا چاہیئے اور اِس لئے یہ طرزِ الہام ادنےٰ نہیں بلکہ اعلےٰ ہے اور لفظی الہام ادنےٰ اور لا یعنی ہے یعنی ایسا الہام کہ الہامی کتاب کے الفاظ عین خُدا کے الفاظ ہیں جیساکہ ویدوں کے بارے میں آریہ سماجیوں کا دعویٰ ہے۔ یہ طرزِ الہام بالکل غلط اور نہایت ردّی ہے۔ ایسا الہام صرف انسان ہی کو نہیں دیا جاسکتا بلکہ یہ تو ٹیپ ریکارڈر گراموفون کے ریکارڈ اور طوطے کو بھی دیا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں ٹیپ ریکارڈر گراموفون کا ریکارڈ اور طوطا بھی نبی ہو سکتے ہیں یا یہ کہ مُلہم ہو سکتے ہیں اور اِس صورت میں ہم ان کو حضرت ٹیپ ریکارڈر نبی گراموفون کا حضرت ریکارڈ نبی اور حضرت طوطا نبی کہہ سکتے ہیں اور اِن اقسام کے انبیا واقعی معصوم بھی ہوں گے کیونکہ اُن کو گناہ کا علم نہیں ہوگا اور نہ ہوسکتا ہے۔ بچے بھی اسی طرح کے معصوم ہو سکتے ہیں کہ انہیں گناہ کا علم نہیں ہوتا اور اِس کا علم نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس کے مرتکب بھی نہیں ہوتے۔

جو لفظی وحی مانتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ خُدا کا کلام ہونے کا یہ طرز

صحیح اور سب سے اعلےٰ اور بہترین طرزِ وحی ہے لیکن حقیقت میں یہ
طرز باطل ترین اور سب سے ادنےٰ اور ردّی ترین طرز ہے۔ خدا ہمیں
اس صحیح اور سب سے اعلےٰ اور بہترین طرزِ وحی سے بچائے اور ہمیں اسکو
ماننے سے محفوظ رکھے۔

بائبل کے مُصنفین یا مُلہمین کے ساتھ خدا کا گہرا اتحاد ہوتا
تھا۔ اِنسان کے ساتھ خدا کا اتحاد چار طرح کا ہے۔ پہلا اور اوّل درجے
کا اتحاد خُدا کے کلمے کا اپنی انسانیت کے ساتھ ہے۔ خُدا کے کلمے
کا جو اتحاد اپنی انسانیت کے ساتھ ہے وہ سب سے بڑا اور
سب سے عمیق ہے اِس اتحاد سے کلمتہُ اللہ اور اُس کی انسانیت
ایک وجود ہو گئے تھے اور وہ وجود مُتجسّد خدا کا وجود ہے یا وہ وجود
یسوع مسیح ہے اور یہ اتحاد اتحادِ تجسُّد یا اتحادِ وجودی کہلاتا
ہے یعنی ایسا اتحاد جس سے کلمتہُ اللہ اور اُس کی انسانیت ہم وجود
ہو گئے پس اتحادِ وجودی ایک وجود بنا دینے والا اتحاد ہے۔

دوسرا اتحاد اور دوسرے درجے کا اتحاد بائبل کی کوئی کتاب
یا بائبل کے متن کا کوئی حِصّہ لکھنے والے مُصنّف کے ساتھ ہوتا تھا
اور یہ اتحاد ایسا گہرا اور عمیق ہوتا تھا کہ خُدا اور مُلہم مصنف ایک ہی
کام کرتے تھے۔ خُدا کوئی ساری کتاب یا حصّۂ متن لکھواتا تھا اور انسانی
مصنف لکھتا تھا اور انسانی مصنف ایسے لکھتا تھا کہ وہ ایسی کتاب
یا متن کے حصّے کا مصنف ہوتا تھا۔ دونوں بالکل ایک ہی کام کرتے
تھے۔ یہ اتحاد ایک ہی کام یا ایک ہی عمل کرنے کا اتحاد ہوتا تھا۔
وہ دونوں ہمکار ہوتے تھے اور یہ اتحاد اتحادِ ہم کاری یا اتحادِ ہم عملی

یا اتحادِ عملی کہلاتا ہے۔
تیسرا اور تیسرے درجے کا اتحاد کلیسیا کی عالمگیر کونسل کے
ساتھ ہوتا ہے جس کے ذریعے سے کونسل صحیح موزوں اور مناسب فیصلے
کرتی ہے اور یہ اتحاد اتحادِ ہدایت ورہنمائی ہوتا ہے یعنی خدا
عالمگیر کونسل کے ساتھ متحد ہو کر اُس کی ہدایت اور رہنمائی کرتا ہے
اور چوتھا اور چوتھے درجے کا اتحاد ہر اُس شخص کے ساتھ ہوتا ہے
جس میں پاک بنانے یا پاک کرنے والا فضل ہوتا ہے اور یہ اتحاد
اتحادِ رفاقت یا اتحادِ تقدس ہوتا ہے یعنی اِس اتحاد سے خدا کسی
شخص کو اپنے فضل سے پاک کر کے اُسے مقدس اور اپنا رفیق
بناتا ہے۔

تحریری اور تقریری الہام :۔

الہام تحریر کے لئے بھی ہوتا تھا اور تقریر کے لئے بھی
یعنی تحریری اور تقریری دونوں طرح کا ہوتا تھا۔ اعمال کی کتاب میں
بہت دفعہ لکھا ہے کہ رسولوں اور اُن کے شاگردوں نے خدا کا کلام
سُنایا یا کلام سُنایا۔ یہ زبانی یا تقریری کلام کے سنائے جاتے
کے بارے میں ہے۔ جو کچھ وہ زبانی سُنایا کرتے تھے وہ خدا کا کلام
تھا اور وہ الہام سے یعنی رُوح القدس کی تحریک سے سُناتے تھے
اور پرانے عہد نامے کے زمانے میں بھی خدا کا کلام زبانی سُنایا جاتا
تھا۔ جب الہام تقریر کے لئے ہو تو وہ تقریری الہام ہوتا ہے

اور جب بائیبل کی کوئی کتاب یا کسی کتاب کا کوئی حصہ لکھنے کے لئے ہو تو وہ تحریری الہام ہوتا ہے۔ جو کچھ الہام سے زبانی بتایا جاتا تھا یا لکھا جاتا تھا اُس میں مکاشفہ بھی شامل ہوتا تھا۔

مکاشفے اور الہام میں فرق ہے۔ مکاشفہ کا معنی کشف ہونا یا ظاہر ہونا ہوتا ہے خصوصاً اُس سے غیب کی باتوں کا معلوم ہو جانا مراد ہوتی ہے وہ سچائیاں اور وہ اخلاقی حکم جو محض عقل سے معلوم نہیں ہو سکتے بلکہ اُن کا علم براہِ راست خُدا سے حاصل ہوتا ہے وہ مکاشفہ ہے مثلاً فرشتوں کی ہستی اور موجودگی۔ بہشت اور دوزخ کا ہونا۔ پُرانے عہد نامے کے لوگوں کے لئے مسیحا کی آمدِ اوّل کی پیشخبری اور نئے عہد نامے کے لوگوں کے لئے اُس کی آمدِ ثانی کی پیشخبری۔ مسیحا کی باکرانہ پیدائش کی پیشخبری۔ مُقدسہ مریم سے مسیحا کی باکرانہ پیدائش۔ پاک تثلیث یا خُدا کی پاک ذات میں تین اقانیم ہونے کی تعلیم۔ پاک یُوخارستت میں یسوعؑ مسیح کی واقعی حضوری۔ نجات پانے کے لئے یسوعؑ مسیح کی صلیبی موت کا قربانی اور کفارہ ہونا۔ نجات پانے کے لئے صلیبی قُربانی کے وسیلے سے مددگار فضل اور پاک کرنے اور پاک بنانے والے فضلوں کا حصول۔ آخرت۔ مرُدوں کی قیامت۔ مسیح کے ذریعے عالمگیر انصاف۔ بُروں کو ہمیشہ کی سزا ملنا اور نیکوں کو ہمیشہ کی زندگی اور ابدی خوشی کا حاصل ہونا۔ ابدی خوشی حصُولِ خُدا اور دیدارِ الٰہی ہے۔ برُوں کی ابدی سزا کا نام دوزخ اور نیکوں کی ابدی خوشی کا نام بہشت ہے۔ یہ سب ایمانی باتیں محض خدا ہی

سے حاصل ہوئیں اِس لئے اِس طرح کے علم کو مکاشفہ کہتے ہیں۔ مکاشفہ
کو فوق الفطرت مکاشفہ کہتے ہیں کیونکہ یہ فوق الفطرت علم ہے اور فوق الفطرت
طریقے سے حاصل ہُوا ہے اور یہ الہام سے سُنایا اور لکھا جاتا تھا۔
اعلےٰ درجے کا مسیحی اخلاق اور اعلےٰ درجے کی مسیحی نیکیاں براہِ
راست خُدا ہی سے معلوم ہُوئیں۔ یہ اخلاقی مکاشفہ یا اخلاقی الہٰیات
ہے۔ اخلاق کا جو علم عقل سے حاصل ہوتا ہے اُسے عِلمِ اخلاق یا اخلاقیات
کہتے ہیں اور ایمانی سچائیوں کا جو علم عقل سے حاصل ہوتا ہے اُسے
قدرتی یا فطری مکاشفہ کہتے ہیں (رومیوں ۱:۲۱) ایمان اور اخلاق کی وہ
سچائیاں جو محض عقل سے معلوم ہوتی ہیں وہ قدرتی یا فطری مذہب کہلاتا
ہے۔ خُدا انسان پر سچائی دو طرح سے ظاہر کرتا ہے قدرتی طور پر اور
فوق الفطرت طور پر۔ اخلاقی سچائیاں جو مکاشفہ کے طور پر ظاہر کی گئیں
یعنی جو فوق الفطرت مکاشفہ ہیں وہ اعلےٰ درجے کی مسیحی نیکیاں ہیں۔
مثلاً سب سے بڑا وہ ہے جو سب کی خدمت کرے۔ خدمت
کرنا ہی حکومت اور افسری ہے۔ حکومت کرنے کے تیز جذبے
کی بجائے خدمت کرنے کا تیز جذبہ
عظمت ہے۔ دشمنوں کو بھی پیار
کرنا۔ سب کا بھلا کرنا۔ خُدا اور اُس کے مذہب کے لئے جان تک
دے دینا۔ صرف ایک ہی عورت سے شادی کرنا یعنی صرف ایک
ہی بیوی رکھنا اور اُسے کبھی طلاق نہ دینا۔ خُدا کی بادشاہی کی خاطر
تجرُّد کی زندگی اختیار کرنا یہ مکاشفہ اخلاقی مکاشفہ ہے اور ایمانی
باتوں کا مکاشفہ ایمانی مکاشفہ ہے۔ مکاشفہ سے خاص کر ایمانی اور

اخلاقی مکاشفہ ہی مُراد ہے۔ کبھی خُدا کے سارے مذہب اور ساری بائیبل کو بھی مکاشفہ کہتے ہیں۔

یہودیوں کے ایک خاص قسم کے ادب یا لٹریچر کو بھی رُؤیا اور مکاشفہ کہتے ہیں۔ ادبیات کی یہ قسم بائیبل میں بھی ہے اور غیر بائیبلی بھی ہے۔ بائیبل میں اِشعیا نبی کی کتاب کے ابواب ۲۴ تا ۲۷ مکاشفائی ادب ہیں۔ دانی ایل نبی کی کتاب۔ زکریا نبی کی کتاب۔ مُقدّس متی کی اِنجیل کے ابواب ۲۴ و ۲۵۔ مرقس باب ۱۳۔ لُوقا ۲۲: ۵-۳۶ اور یوُحنا عارف کا مکاشفہ مکاشفائی ادب ہے اور مکاشفہ کی غیر بائیبلی کتابیں حنوک کا مکاشفہ۔ لامک کا مکاشفہ۔ موسیٰ کا مکاشفہ۔ اِشعیا کا مکاشفہ۔ باروک کا مکاشفہ۔ عزرا کا مکاشفہ اور پطرس کا مکاشفہ وغیرہ ہیں۔

فوق الفطرت مکاشفہ بائیبل میں پایا جاتا ہے لہذا مکاشفہ کی یہ قسم بائیبل مقدس کے الہام کا جزو ہے اور مکاشفہ کی ادبی قسم بھی بائیبل کے الہامی کلام کا جُزو ہے لیکن جب مکاشفہ سے سارا مذہب اور ساری بائیبل مراد ہوتی ہے تو اِس معنی کے لحاظ سے مکاشفہ اور الہام کی وسعت برابر ہوتی ہے یعنی اِس صورت میں سارا مکاشفہ الہام ہوتا ہے اور سارا الہام مکاشفہ ہوتا ہے۔ بائیبل کے رُؤیا یا رُؤیائی کلام بہت بڑی حد تک ادبی طرز ہی ہے لیکن وہ سچ اور برحق اور کلامِ الٰہی ہے۔

الہام کا نزول

نازل ہونے کے معنی:۔

نازل ہونے کے معنی اُترنا۔ واقع ہونا۔ نازل کرنا۔ اُتارنا۔ پیش کرنا۔ تنزیل۔ اُتارنا۔ مہمان اتارنا۔ وحی دینا۔ نزول۔ اُترنا۔ نازل کرنے کے معنی اوپر سے نیچے لانے ہی کے نہیں ہیں بلکہ دینے۔ بنانے۔ پیدا کرنے وغیرہ کے بھی ہیں۔ دیکھئے سورۃ زمر رکوع ۱ آیت ۶۔ "تمہارے لئے چوپائے نازل کئے آٹھ قسم کے" یہاں لفظ اَنْزَلَ آیا ہے جس کے معنی نازل کئے ہیں اور تمہارے لئے چوپائے نازل کئے کا مطلب ہے تم کو چوپائے دئے۔ تمہارے لئے چوپائے بنائے یا پیدا کئے یا مہیا کئے۔

"ہم نے لوہا اُتارا" سورۃ حدید رکوع ۳ آیت ۲۵۔ لوہا اُتارا یعنی لوہا بنایا۔ لوہا پیدا کیا۔ "اے بنی آدم! ہم نے تم پر پوشاک اُتاری" سورۃ اعراف رکوع ۳ آیت ۲۵۔ یعنی تمہارے لئے کپڑے بنائے ہیں۔ تمہارے لئے وہ چیزیں پیدا کی ہیں جن سے تمہارے لئے کپڑے بنتے ہیں۔ "اُس نے آسمان سے پانی اُتارا" سورۃ بقر رکوع ۳ آیت ۲۰۔ یعنی اُس نے پانی پیدا کیا۔ پانی دیا۔ پانی برسایا۔ "وہ وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اُتارا" سورۃ انعام رکوع ۱۲ آیت ۹۸۔ "اُس نے آسمان سے پانی اُتارا" سورۃ رعد رکوع ۲ آیت ۱۷۔ "پس ہم نے آسمان سے پانی اُتارا" سورۃ حجر رکوع ۲ آیت ۲۲۔ "ہم نے اُن ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کیا کیونکہ وہ بُرے کام کرتے تھے" سورۃ بقر رکوع ۶ آیت ۵۶۔ یعنی ظالموں کو عذاب دیا۔ "پھر اُس نے تم پر اُس غم کے بعد امن اُتارا" یعنی امن بخشا۔ امن دیا۔ سورۃ عمران رکوع ۱۶ آیت ۱۵۳۔ "اللہ نے تمہارے لئے رزق میں سے اُتارا" یعنی اللہ نے تمہیں رزق دیا۔ سورۃ یونس رکوع ۶ آیت ۶۰۔ اسی طرح کتابوں کا اُتارنا بھی کتابوں کا دینا اور کتابوں کا بنانا ہے۔

زبور کے کلامِ الٰہی ہونے کے بارے میں آیا ہے کہ "ہم زبور میں نصیحت کے بعد یہ بات لکھ چکے ہیں کہ میرے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے" سورۃ انبیا رکوع ۷ آیت ۱۰۵۔ خدا کے نیک بندوں کا زمین کا وارث ہونا زبور ۳۷ : ۲۹ کا اقتباس ہے۔

البتہ تحقیق ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی اور ہم نے داؤد کو زبور دیا" سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۶ آیت ۵۵۔ "ہم نے تیری طرف

اُسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح ہم نے نوح اور اُس کے بعد کے نبیوں کی طرف وحی بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اُس کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی اور ہم نے داؤد کو زبور دیا" سورۃ نساء رکوع ۲۳

آیت ۱۶۱ ۔

جو نبی نوح کے بعد ہوئے ان سب کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی لہذا توریت اور زبور کے علاوہ پرانے عہد نامے کی باقی سب کتابیں بھی کلام الٰہی ہیں۔ "تو کہہ کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اُس پر جو ہم پر اُترا اور جو ابراہیم اسمٰعیل اسحاق اور یعقوب اور یعقوب کی اولاد پر اُترا اور جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ اور نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا۔ ہم اُن میں سے کسی میں بھی فرق نہیں کرتے" سورۃ آل عمران رکوع ۹ آیت ۸۴ ۔ ادریس اور ذوالکفل کا ذکر سورۃ انبیاء رکوع ۶ آیت ۸۵ میں آیا ہے۔ الیشع اور ذوالکفل کا ذکر سورۃ ص رکوع ۴ آیت ۴۸ میں ہے۔ الیسع وہ ہے جو الیاس نبی کا شاگرد تھا۔ ادریس حنوک ہے اور ذوالکفل حزقی ایل ہے۔ جو سب نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا وہ الکتاب یعنی بائیبل ہے۔ از روئے قرآن مجید بائیبل کلام الٰہی ہے۔

انجیل کے کلام الٰہی ہونے کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ "مجھ کو کتاب دی اور مجھ کو نبی بنایا" سورۃ مریم رکوع ۲ آیت ۳۰ ۔ "بعد میں ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا اور اُس کو انجیل دی" سورۃ حدید رکوع ۴ آیت ۳۰ ۔ "اُس کو کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل

سکھائے گا" سورۃ آل عمران رکوع ۵ آیت ۴۸۔" جب میں نے تجھکو کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل سکھائی" سورۃ مائدہ رکوع ۱۵ آیت ۱۱۳۔

موسیٰ پر کتاب اُتاری اور موسیٰ کو کتاب دی اِس لئے کہا گیا ہے کیونکہ اسرائیلی مذہب کا بانی موسیٰ ہے اور اُس مذہب کی بنیادی کتاب توریت ہے۔ توریت میں حضرت موسیٰ کا مذہب اور اُس کے مذہب کی شریعت پائی جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ کو توریت کا مذہب تقریری صورت میں ملا تھا۔ اُس نے اُس کی تبلیغ تقریری صورت میں کی تھی اِس لئے کہا گیا ہے کہ موسیٰ کو توریت دی اور موسیٰ پر اُتاری۔

موسیٰ کی وفات کے بعد انبیا نے توریت کو تحریری شکل دی۔ اُنھوں نے اِس میں موسیٰ کا مذہب۔ موسیٰ کی شریعت۔ موسی کی تاریخ اور اُس کے زمانے کی اُس کی اُمت کی تاریخ لکھی اِس لئے وہ کتاب موسیٰ کی کتاب کہلائی اور اِس کے بارے میں کہا کہ وہ موسیٰ پر توریت اُتاری گئی اور موسیٰ کو دی گئی۔ جو توریت اب یہودیوں اور مسیحیوں کے پاس ہے اور آنحضرت صلعم کی حینِ حیات میں اُن کے پاس تھی اور اِس کے ضبطِ تحریر میں آنے کے وقت سے یہودیوں کے پاس ہے اور پہلی صدی مسیحی سے مسیحیوں کے پاس ہے اِسی توریت کے بارے میں قرآنِ مجید میں فرمایا گیا ہے کہ توریت جو ہم نے موسیٰ پر اُتاری اور موسیٰ کو دی پس جو توریت بائیبل مُقدس میں ہے قرآن مجید اِسی کے بارے میں فرماتا ہے کہ اِسے خدا نے اُتارا اور اِسے خدا نے دیا۔

زبور جو داؤد پر اُترا وہ اُسی طرح شاعر انبیا پر اور بنی اسرائیل
پر اُترا جس طرح توریت مُوسیٰ پر اور بنی اسرائیل پر اُتری اور توریت
اور زبور دونوں بنی اسرائیل کے لئے دئے گئے۔ جن کے لئے کتاب
اُتری ہو یا جن کو دی گئی ہو اُن پر بھی قُرآن مجید میں کتاب کا اُترنا
کہلاتا ہے۔ دیکھئے "تُو کہہ کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اُس پر جو
ہم پر اُترا" سورۃ آل عمران رکوع ۹ آیت ۷۸۔ یعنی اَے محمدؐ تُو
کہہ کہ ہم مسلمان اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اُس پر یعنی قُرآن پر
جو ہم مسلمانوں پر اُترا ہے۔

المسیح اور الکتاب :-

قُرآن مجید میں لکھا ہے کہ جب حضرت مریم یسوع مسیح کو
اُس کی پیدائش کے پہلے ہی دن قوم کے بزرگوں کے پاس لے کر
گئی تو انہوں نے حضرت مریم سے کہا کہ اَے مریم تُو ایک عجیب شے
لائی ہے نہ تیرا باپ بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔ حضرت
مریم نے یسُوع مسیح کی طرف اشارہ کیا کہ اصل حقیقت اِس سے
پوچھ لو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم گود کے بچّے کے ساتھ کیونکر بات کریں
یعنی ہم اِس بچے کے ساتھ کس طرح بات کر سکتے ہیں جو آج ہی پیدا
ہُوا ہے۔ یسُوع مسیح نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا کہ بے شک مَیں
اللہ کا بندہ ہُوں اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور اُس نے مجھے
نبی کیا ہے۔ یہ واقعہ سُورۃ مریم کے دوسرے رکوع میں درج ہے۔ جس
دن مسیح پیدا ہُوا اُسے اُسی دن کتاب دی گئی اور اُسی دن نبی بنایا

گیا پس وہ پیدائشی نبی تھا اور پیدائش کے دن سے صاحب کتاب یا کتاب والا تھا یعنی وہ ایسا نبی تھا جسے کتاب دی گئی۔

کتاب جو اُسے دی گئی وہ تحریری صورت میں نہیں تھی بلکہ تقریری صورت میں تھی۔ انجیل کے مذہب کی تعلیم انجیل تھی یسوع کے واقعاتِ زندگی اور کلیسیا کی ابتدائی تاریخ کو بھی انجیل ہونا تھا جس طرح توریت کا مذہب جو موسیٰ زبانی سکھاتا تھا وہ توریت تھا اور موسیٰ اور اُس کے زمانے کی اُس کی اُمت کی تاریخ کو بھی توریت ہونا تھا اور خدا کی حمد و ثنا اور مناجات کے گیت جو داؤد زبانی گاتا تھا وہ زبور تھا اور سب شاعر انبیا کے گیتوں کے مجموعے کا نام بھی زبور ہونا تھا۔

مذہب جو یسوع کو دیا گیا اور جس الہامی کتاب میں یسوع کی تعلیم اُس کی تاریخ اور اُس کی اُمت کی ابتدائی تاریخ لکھی گئی اُس کو بھی انجیل کہا گیا اور اُسی کے بارے میں کہا گیا کہ ہم نے عیسیٰ کو انجیل دی یا یہ کہ ہم نے عیسیٰ پر انجیل اتاری اور توریت جو موسیٰ کی وفات کے بعد لکھی گئی وہ موسیٰ کی توریت کہلائی اُس کے بارے میں کہا گیا کہ وہ موسیٰ پر اُتاری گئی اور موسیٰ کو دی گئی اور زبور جو حضرت داؤد کی وفات کے بعد کتابی صورت میں لایا گیا اُس کے بارے میں کہا گیا کہ داؤد کو زبور دیا۔ اور اسی طرح انجیل کی کتاب جو یسوع مسیح کے آسمان پر جانے کے بعد لکھی گئی اُس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ عیسیٰ پر انجیل اتاری گئی یا عیسیٰ کو انجیل دی گئی۔

تقریری و تحریری الہام کا نزول :-

تقریری اور تحریری دونوں طرح کے کلام کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وُہ اتارا گیا اور دیا گیا۔ تقریری موسوی مذہب کو بھی توریت کہا گیا ہے اور تحریری کو بھی توریت کہا گیا ہے۔ تقریری زبُور کو بھی زبُور کہا گیا ہے اور تحریری کو بھی اور تقریری انجیل کو بھی انجیل کہا گیا ہے اور تحریری کو بھی۔ اب یہ ثابت کیا جائے گا کہ تحریری توریت تحریری زبُور اور تحریری انجیل کو کلامِ الٰہی کہا گیا ہے اور انہیں کتابوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ توریت موسیٰ پر اُتری۔ زبُور داؤد کو دیا گیا اور انجیل عیسیٰ پر اُتری اور انہیں لکھی ہوئی کتابوں کا قُرآن مجید مصدق ہے۔

توریت کے زمانۂ تصنیف کے بارے میں قدیم زمانے میں یہودیوں کا ایک خیال تو یہ تھا کہ یہ آدم کی پیدائش سے چالیس سال پہلے تیار ہوئی اور اُن کا دوسرا خیال یہ تھا کہ یہ آدم کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے تیار ہوئی۔ یہ باتیں محض افسانے ہیں اور ان میں حقیقت کی بُو تک نہیں۔ جھوٹی باتوں سے جو شان بنائی جاتی ہے وہ جھوٹی شان ہوتی ہے۔ جھوٹی اور بے اثر شان کوئی شان نہیں ہوتی۔

ہم مسیحی سچائی کے فرزند ہیں۔ یسوع مسیح نے سچائی کے بارے میں فرمایا ہے کہ سچائی تم کو آزاد کرے گی۔ سچائی ہم کو جھوٹی تعلیموں جھوٹی اور وہمی باتوں۔ جھوٹے وعدوں اور جھوٹی کہانیوں کو سچی ماننے سے آزاد کرتی ہے۔ ہم افسانوں کو سچی تاریخ نہیں مانتے۔ ہم مُتحقق درست اور سائنٹفک باتوں کو مانتے ہیں۔ اَن سائنٹفک۔ نادرست اور

غیر متحقق باتوں کو نہیں مانتے۔ توریت کے بارے میں متحقق اور درست بات یہ ہے کہ یہ حضرت موسیٰ کے بعد والے انبیا نے لکھی تھی اور یہ بھی متحقق ہے کہ اسی توریت کو قرآن مجید خدا کا کلام کہتا ہے اور اسی توریت کے بارے میں کہتا ہے کہ موسیٰ کو دی گئی۔

قرآن مجید اُسی توریت اُسی زبور اور اُسی انجیل کو خدا کا کلام کہتا ہے جو ہمارے پاس ہیں۔ اس کے چار ثبوت ہیں۔ پہلا ثبوت یہ ہے کہ یہ لکھی ہوئی ہیں یہ کتابیں وہی ہیں جو ہمارے پاس ہیں۔ دُوسرا یہ کہ قرآن مجید انہیں کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو یہودیوں اور مسیحیوں کے پاس ہیں۔ تیسرا اُن کتابوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے وہ پڑھی جاتی ہیں اور اُن کی سٹڈی کی جاتی ہے لہٰذا بائیبل ہی وہ الکتاب ہے جسے خدا کا کلام کہا گیا ہے جو یہودیوں اور مسیحیوں کے پاس ہے جس کی قرآن مجید تصدیق کرتا ہے اور جس کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ چوتھا ثبوت یہ ہے کہ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ یہودی اور مسیحی کسی راہ پر نہیں جب تک وہ توریت اور انجیل کو قائم نہ کریں یعنی جب تک یہودی توریت پر اور مسیحی انجیل پر عمل نہ کریں۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہودیوں اور مسیحیوں کے پاس وہ کتابیں موجود تھیں اور وہی کتابیں اب بھی یہود و نصاریٰ کے پاس موجود ہیں اور اپنی اصلی صورت میں ہیں۔

توریت اور انجیل لکھی ہوئی کتابوں کو کہا گیا ہے۔ دیکھئے "جو پیروی کرتے ہیں رسول کی جسے وہ اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں" سورۃ اعراف رکوع ۱۹ آیت ۱۵۶۔ "توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں" سے یہ دوپہر کے سورج کی طرح روشن

ہے کہ توریت اور انجیل لکھی ہوئی صورت میں تھیں اور "اپنے پاس" سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتابیں یہود و نصاریٰ کے پاس موجود تھیں اور انہیں لکھی ہوئی کتابوں کے بارے میں جو اُن کے پاس تھیں یہ کہا گیا ہے کہ "اُس نے تجھ پر سچی کتاب اتاری ہے جو اُس کی تصدیق کرتی ہے جو اُن کے ہاتھوں میں ہے۔ اِس سے پہلے توریت اور انجیل نازل کیں جو لوگوں کے لئے ہدایت ہیں" سُورۃ آل عمران رکوع ۱ آیت ۲۔

جو کتابیں یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں میں ہیں قرآن مجید اُن کی تصدیق کرتا ہے۔ قرآن مجید سے پہلے توراۃ اور انجیل نازل کیں جن کی وہ تصدیق کرتا ہے۔ وہ کتابیں یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں میں ہیں یعنی اُن کے پاس ہیں اور وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہیں۔ چونکہ وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہیں اِس لئے وہ بدلی ہوئی نہیں ہیں بلکہ اصلی ہیں پس لکھی ہوئی کتابوں کو جو یہود و نصاریٰ کے پاس موجود تھیں اُنہیں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ قرآن مجید ان کی تصدیق کرتا ہے۔ اور وہ کتابیں لوگوں کے لئے ہدایت ہیں اور لکھی ہوئی کتاب ہی کو زبُور کہا گیا ہے دیکھئے۔ "ہم نے زبُور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا ہے کہ میرے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے"۔ سُورۃ انبیا رکوع ۷ آیت ۱۰۵۔ اور وہ وہی ہے جو یہود و نصاریٰ کے پاس ہے۔

توریت اور انجیل کی قرآن سے تصدیق۔

قرآن مجید اُن کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو یہود و نصاریٰ

کے پاس ہیں"۔ ایمان لاؤ اُس پر جو مَیں نے نازل کیا ہے وہ تصدیق
کرتا ہے اُس کی جو تمہارے پاس ہے" سورۃ بقر رکوع ۵ آیت ۳۸ "جب
اُن کے پاس ایک کتاب اللہ کی طرف سے آئی جو اُس کی تصدیق کرتی
ہے جو اُن کے پاس ہے" سورۃ بقر رکوع ۱۱ آیت ۸۵۔ "پس تحقیق اُس
نے اُس کو اللہ کے حکم سے تیرے دل پر اُتارا ہے جو اُس کی تصدیق
کرتا ہے جو اُس سے پہلے ہے" سورۃ بقر رکوع ۱۲ آیت ۹۱۔ "جب
اُن کے پاس ایک رسول اللہ کی طرف سے آیا جو اُس کی تصدیق کرتا
ہے جو اُن کے پاس ہے" سورۃ بقر رکوع ۱۲ آیت ۹۵۔
"اُس نے تجھ پر سچی کتاب نازل کی ہے جو اُس کی تصدیق کرتی
ہے جو اُن کے ہاتھوں میں ہے" سورۃ آل عمران رکوع ۱ آیت ۲۔
"اے جن کو کتاب دی گئی ہے ایمان لاؤ اُس پر جو ہم نے اُتارا ہے۔
اُس کی تصدیق کرتا ہے جو تمہارے پاس ہے" سورۃ نسار رکوع ۷ آیت ۵۰۔
"اے وہ جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول پر
اور جو کتاب اُس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اُس پر اور جو کتاب
اُس سے پہلے اُتاری ہے اُس پر" سورۃ نسار رکوع ۲۰ آیت ۱۳۵۔ یعنی
اے مومنو! ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول اور قرآن اور اُس
کتاب پر جو پہلے اتاری ہوئی ہے۔ "وہ تجھ کو کیونکر منصف بنائیں گے
اُن کے پاس تو توریت ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے"
سورۃ مائدہ رکوع ۶ آیت ۴۷۔
پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کے زمانے میں توریت
اپنی اصلی حالت میں موجود تھی اور اُس میں خدا کا حکم پایا جاتا تھا۔

لکھی ہوئی توریت جو یہودیوں کے پاس تھی اُس میں خدا کا حکم تھا لہٰذا وہی وہ توریت تھی جو موسیٰ اور بنی اسرائیل پر اُتری تھی۔" بے شک ہم نے توریت نازل کی۔ اُس میں ہدایت اور نور ہے۔ اُس کے مطابق فرمانبردار نبی اُن کو جو یہودی تھے حکم دیا کرتے تھے اور ربی اور کاہن بھی کیونکہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ ٹھہرائے گئے تھے اور وہ اُس کے گواہ تھے" سورۃ مائدہ رکوع ۷ آیت ۴۸۔" ہم اُنہیں کے قدم بقدم عیسیٰ بن مریم کو لائے جس نے اُس چیز کی جو اُس سے آگے تھی تصدیق کی اور توریت کی۔ ہم نے اُس کو انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی ہے اور سچا کرنے والی اُس چیز کو کہ پہلے اُس سے ہے توریت سے اور ہدایت اور نصیحت واسطے پرہیز گاروں کے پس مناسب ہے کہ اہل انجیل اُس کے مطابق حکم کریں جو اللہ نے اُس میں نازل کیا اور جو کوئی اللہ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق حکم نہ کرے وہی لوگ نافرمان ہیں اور تجھ پر ہم نے کتاب نازل کی ہے جو اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اُن کی حفاظت کرتی ہے" سورۃ مائدہ رکوع ۷ آیت ۵۰ تا ۵۲۔

" اُن کی حفاظت کرتی ہے" وہی تعلیم دینے سے جو وہ دیتی ہیں۔ اُن کتابوں کی تعلیم اِس کتاب میں محفوظ ہے۔" یہی وہ کتاب ہے جس کو ہم نے بابرکت نازل کیا ہے جو تصدیق کرتی ہے اُس کی جو اُن کے ہاتھوں میں ہے۔" سورۃ انعام رکوع ۱۱ آیت ۹۲۔" لیکن تصدیق کرتا ہے اُس کی جو اُن کے ہاتھوں میں ہے" سورۃ یوسف رکوع ۱۲ آیت ۱۱۱۔" جس کتاب کی ہم نے تیری طرف وحی کی ہے وہ

حق ہے اور وہ اُس کی تصدیق کرتی ہے جو اُس سے آگے ہے" سورۃ فاطر رکوع ۴ آیت ۲۸ ۔ پس آنحضرت صلعم کے زمانے میں سابقہ کتبِ مقدسہ کی موجودگی اور اُن کا اصلی ہونا قرآن مجید میں تسلیم کیا گیا ہے۔

تحفظ۔ مطالعہ اور عمل کرنے کا حکم :۔

آنحضرت صلعم کی حینِ حیات میں سابقہ کتبِ مقدسہ کا مطالعہ کیا جاتا تھا اور اُن پر عمل کیا جاتا تھا۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کی کتبِ مقدسہ اُس وقت موجود تھیں اور اپنی اصلی صورت میں موجود تھیں۔ دیکھئے "انہوں نے پڑھا ہے جو کچھ اُس میں ہے لیکن آخرت کا گھر ان کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگار ہیں۔ کیا تم نہیں سمجھتے جنہوں نے کتاب کو محفوظ تھام رکھا ہے اور نماز کو قائم رکھا ہے ۔ بے شک ہم اچھے کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کریں گے" سورۃ اعراف رکوع ۲۱ آیات ۱۶۸ و ۱۶۹ ۔

جنہوں نے کتاب کو مضبوط تھام رکھا ہے یا جو کتاب کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں یا جو کتاب کو محکم پکڑے ہوئے ہیں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہلِ کتاب کے پاس اُن کی کتاب موجود تھی اور اصلی صورت میں موجود تھی تبھی تو اُس کو محکم پکڑنا اور نماز قائم رکھنا یعنی نماز پڑھنا اچھے کام کہے گئے ہیں اور ان اچھے کاموں کے کرنے والوں کا ثواب اللہ یقیناً ضائع نہیں کرے گا۔ کتاب کو مضبوطی سے پکڑنے کا مطلب کتاب کو ماننا۔ اُس پر عمل کرنا اور اُس کی تعلیم دینا ہے۔ حضرت یحییٰ سے فرمایا گیا کہ "اے یحییٰ ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے" سورۃ مریم رکوع ۱ آیت ۱۳

کتاب سے وہ کتاب مراد ہے جو اُس سے پہلے موجود تھی یعنی پرانے عہد نامے کی کتاب اور کتاب کو مضبوطی سے پکڑنے کا مطلب کتاب پر عمل کرنا اور اُس کی تعلیم دینا ہے۔

"جن کو ہم نے کتاب دی ہوئی ہے وہ اُسے پڑھتے ہیں جیسا کہ اُسے پڑھنے کا حق ہے۔ یہی اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کوئی اُس کا منکر ہے وُہی خسارے میں ہے" سُورۃ بقر رکوع ۱۴ آیت ۱۱۵۔

"تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو" سُورۃ بقر رکوع ۵ آیت ۴۱۔ "ہر کھانا بنی اسرائیل کے لئے حلال تھا سوائے اُس کے جو یعقوب نے اپنی جان پر حرام کر لیا تھا توریت کے اتارے جانے سے پہلے۔ تو کہہ لاؤ توریت اور اُس کو پڑھو اگر تم سچے ہو" سُورۃ آلِ عمران رکوع ۱۰ آیت ۸۷۔

"یہود نے کہا کہ نصاریٰ کسی چیز پر نہیں ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود کسی چیز پر نہیں ہیں اور وہ کتاب پڑھتے ہیں" سُورۃ بقر رکوع ۱۴ آیت ۱۰۷۔ یعنی باوجود اِس کے کہ یہود و نصاریٰ کتابِ الٰہی پڑھتے ہیں پھر بھی یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کسی راہ پر نہیں ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کسی راہ پر نہیں ہیں۔

"سب برابر نہیں ہیں۔ اہلِ کتاب میں ایک ایسا گروہ بھی ہے جو سیدھی راہ پر ہے۔ وہ رات بھر اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں اور وہ سجدہ کرتے رہتے ہیں۔ وہ اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور اچھے کاموں کا حکم دیتے اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں کے لئے جلدی کرتے ہیں یہی لوگ نیکوں میں سے ہیں" سورۃ آلِ عمران رکوع ۱۲ آیات ۱۰۹ و ۱۱۰۔ رات بھر اللہ کی آیتیں

پڑھتے رہنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے پاس کتابِ الٰہی موجود تھی اور اپنی اصلی صورت میں موجود تھی۔

یہود و نصاریٰ کو یہ فرمانے سے کہ جب تک ساری الکتاب یعنی ساری بائیبل کو نہ مانو اور اُس پر عمل نہ کرو تم کسی راہ پر نہیں یہی ثابت ہوتا ہے کہ اُن کے پاس اُن کی آسمانی کتابیں موجود تھیں اور وہ کتب سماوی اپنی اصلی صورت میں موجود تھیں۔ دیکھئے "تُو کہہ کہ اَے اہلِ کتاب! تم کسی چیز پر نہیں ہو یہاں تک کہ قائم کرو توریت اور انجیل کو اور جو تمہارے رب سے تمہاری طرف اتارا گیا ہے" سورۃ مائدہ رکوع ۱۰ آیت ۶۷ "یہاں تک کہ قائم کرو توریت اور انجیل کو" یعنی جب تک توریت اور انجیل کو قائم نہ کرو۔ قائم کرو کا مطلب ہے مانو۔ عمل میں لاؤ۔ پیروی کرو۔ اَے اہلِ کتاب! تم کِسی راہ پر نہیں ہو جب تک بائیبل پر عمل نہ کرو۔ "اگر وہ توریت اور انجیل پر اور جو کچھ اُن پر اُن کے رب کی طرف سے اُترا قائم رہتے تو اپنے اُوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔ اُن میں سے ایک گروہ ٹھیک راہ پر چلنے والا ہے" سُورۃ مائدہ رکوع ۹ آیت ۶۰۔

اگر وہ کتاب پر قائم رہتے یعنی اگر وہ کتاب پر عمل کرتے تو اُنہیں اُوپر سے آسمانی برکتیں حاصل ہوتیں اور پیروں کے نیچے سے یعنی زمین سے جسمانی نعمتیں حاصل ہوتیں۔ وہ اُوپر سے بھی حاصل کرتے اور نیچے سے بھی حاصل کرتے۔ اُنہیں نعمائے سماوی و ارضی بافراط حاصل ہوتیں۔ یہاں یہ نہیں لکھا ہے کہ اگر وہ اپنی کتابوں کو اُن کی اصلی حالت میں قائم رکھتے اور اُنہیں محفوظ رکھتے بلکہ یہ کہ اگر وہ خود اُن پر قائم

رہتے۔ پس ظاہر ہے کہ اُن کے پاس اپنی آسمانی کتابیں موجود تھیں
اور بالکل صحیح اور اصلی حالت وصورت میں موجود تھیں۔

اہلِ کتاب اور اہلِ ذکر:۔

قرآن مجید میں یہود و نصاریٰ کو بہت دفعہ اہلِ کتاب اور اہلِ ذکر کہا گیا ہے اِس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اُن کے پاس کتاب موجود تھی اور صحیح اور درست حالت میں تھی۔ اُنہیں بدلی ہوئی کتاب والے اور بدلے ہوئے ذکر والے لوگ نہیں کہا گیا اور نہ یہ کہا گیا ہے کہ اُن کے پاس کتاب کبھی تھی لیکن وہ کھو گئی ہوئی ہے اور اب اُن کے پاس نہیں ہے بلکہ خُدا کی کتاب کے اُن کے پاس ہونے اور پوری پہچان اور کامل علم سے اُن کے پاس ہونے کا جا بجا اقرار پایا جاتا ہے۔ اہلِ کتاب کو آسمانی کتابوں کی پوری پہچان اور اُن کا پورا علم حاصل تھا۔ اُنہیں الہامی کتابوں اور جعلی کتابوں کے بارے میں پوری پہچان اور پورا علم تھا پس بائیبل میں وہی کچھ ہے جو مُوسیٰ۔ داؤد اور دیگر انبیا اور عیسیٰ پر نازل ہُوا اور وہ کلام الٰہی ہونے کے باعث نُور اور ہدایت ہے۔

پس کتابوں کے آسمان سے نازل ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ یہ کتابیں مُوسیٰ۔ داؤد دیگر انبیا اور عیسیٰ پر لکھی لکھائی آسمان سے اُتری تھیں اور اُنہوں نے وہ پکڑ لی تھیں اور نہ اِس کا یہ مطلب ہے کہ جو کتاب کسی کی طرف منسوب ہے وہ لازماً اُسی کی لکھی ہوئی ہے گو عموماً اُسے اُسی کی لکھی ہوئی کہتے تھے مثلاً توریت کو مُوسیٰ کی لکھی ہوئی کہتے

تھے مگر اُس کا مطلب صرف یہ ہوتا تھا کہ توریت مُوسیٰ کی کتاب ہے یعنی مُوسیٰ سے منسوب ہے اور زبُور کے داؤد سے منسُوب ہونے کی وجہ سے اُس کی باتوں کو داؤد کی باتیں کہا جاتا تھا۔

توریت مُوسیٰ پر نازل ہوئی اِس لئے کہا گیا ہے کیونکہ اُس میں موسیٰ کا مذہب۔ اُس کی شریعت۔ اُس کی تاریخ۔ اُس کے آبا کے حالات اور اُس کی عینِ حیات میں اُس کی اُمت کی تاریخ ہے۔ داؤد پر زبُور نازل ہُوا کا مطلب یہ ہے کہ داؤد کو وہ مذہب ملا یعنی مذہب کا وہ طور ملا جس کا خاصا دُعا مناجات اور حمد و ثنا ہے اور انجیل کو عیسیٰ سے اس لئے منسوب کیا گیا کیونکہ اُسے وہ مذہب ملا جو انجیل مقدس میں مرقوم ہے اور انجیل مُقدس کو اس لئے بھی اُس سے منسوب کیا گیا کیونکہ اِس کتاب میں اُس کا مذہب یعنی اُس کے مذہب کی تعلیم۔ اُس کی تاریخ۔ اُس کی امت کی ابتدائی تاریخ اور اُس کے مذہب کی ابتدائی اشاعت اور دنیا میں اس کے مذہب کے قائم ہونے یا شروع ہونے کی تاریخ ہے۔ یعنی اس بات کی بھی تاریخ ہے کہ شروع شروع میں اُس کا مذہب دنیا میں کس طرح قائم ہُوا اُس کی تعلیم اُس کے مذہب اور اُس کی کتاب کا نام انجیل ہے۔

انجیل کے معنی خوشخبری ہیں اور انجیل خُدا کی بادشاہی کی آمد کی خوش خبری ہے۔ مسیح موعود یعنی خُدا کی بادشاہی کے بادشاہ کی آمد کی خوشخبری ہے۔ کامل ہادی سے کامل ہدایت یا کامل مذہب ملنے کی خوشخبری ہے اور کامل اور واحد نجات دہندہ کے ذریعے سے کامل نجات ملنے کی خوشخبری ہے یعنی یہ کتاب اپنی خاصیت اور خوبی کے لحاظ سے خوشخبری

ہی خوشخبری اور انجیل ہی انجیل ہے۔ پس ان کتابوں کا لکھی لکھائی صورت میں موسیٰ داؤد اور عیسیٰ پر اُترنا یا اُن کا انہیں خود لکھنا اَن سائنٹفک اور غیر محققانہ ہے اور یہ حقیقت اور صداقت نہیں ہے بلکہ حقیقت اور صداقت کے منافی ہے۔ حقیقت اور صداقت یہ ہے کہ یہ کتابیں یعنی بائیبل مقدس کی ساری کتابیں الہامی یا کلام الٰہی ہیں۔

تقریری وحی اور آنحضرتؐ :-

وہ وحی جو آنحضرت صلعم پر تقریری صورت میں نازل ہوتی تھی اُس تقریری وحی کو قرآن مجید میں۔ قرآن۔ کتاب۔ فرقان۔ آیات اور کھُلی آیات فرمایا گیا ہے۔ جن دنوں میں قرآن نازل ہو رہا تھا اُن دنوں میں یہ تحریری صورت میں نہیں تھا۔ قرآن کے تحریری مجموعے آنحضرت صلعم کے وصال کے بعد تیار کئے گئے تھے اور وہ مجموعے یہ تھے۔ حضرت علیؓ کا مجموعہ۔ حضرت ابوبکرؓ کا مجموعہ۔ حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ کا مجموعہ۔ حضرت عبداللہؓ ابن مسعود کا مجموعہ۔ حضرت ابی بن کعبؓ کا مجموعہ۔ حضرت عائشہؓ کا مجموعہ اور حضرت عثمانؓ کا مجموعہ۔

ان مجموعوں میں سے کوئی مجموعہ بھی آنحضرت صلعم کی حین حیات میں موجود نہیں تھا۔ اور نہ ہو سکتا تھا کیونکہ قرآن تھوڑا تھوڑا اور حصہ بحصہ اُترتا تھا اِس لئے قرآن مجید میں جہاں جہاں لفظ قرآن آیا ہے اُس سے ان تحریری مجموعوں میں سے کوئی مجموعہ بھی مُراد نہیں ہے۔ لفظ قرآن سے اِن مجموعوں میں سے کسی کی طرف بھی اشارہ نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں جہاں قرآن کے لئے لفظ کتاب

آیا ہے وہ بھی اِس کی تقریری وحی کے لئے ہے اور کسی تحریری مجموعہ کے لئے نہیں ہے اور اسی طرح فرقان۔ آیات اور کھلی آیات وغیرہ جونام بھی قرآن کے لئے استعمال ہوئے ہیں وہ سب تقریری وحی کے لئے ہیں اور کسی لکھی ہوئی کتاب اور کسی لکھے ہوئے مجموعے کے لئے ہرگز نہیں ہیں۔

لفظ قرآن کے معنی اور استعمال:۔

قرآن مجید میں لفظ قرآن کا استعمال ذیل کے مقاموں میں ہُوا ہے۔

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت اور ہدایت کی علانیہ نشانیاں ہیں اور جو فرق کرکے دکھاتا ہے" سورۃ بقرہ رکوع ۲۳ آیت ۱۸۱۔ جو فرق کرکے دکھاتا ہے فرقان کا ترجمہ ہے پس یہاں قرآن کو قرآن اور فرقان فرمایا گیا ہے۔

"کیا وہ قرآن کو نہیں سمجھتے اور اگر وہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اُس میں کثرت سے اختلاف پاتے" سورۃ نسا رکوع ۱۱ آیت ۸۴۔

"اے ایماندارو! اُن باتوں کی بابت سوال نہ کرو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کردی جائیں تو تم کو تکلیف ہوگی لیکن اگر تم (کُل) قرآن نازل ہونے کے بعد اُن کی بابت سوال کروگے تو وہ تم پر ظاہر کردی جائیں گی" سورہ مائدہ رکوع ۱۴ آیت ۱۰۱۔

"جب قرآن پڑھا جارہا ہو تو اُس کو سُنو اور خاموش رہو شاید کہ تم پر رحم ہو" سورۃ اعراف رکوع ۲۴ آیت ۲۰۳۔ قرآن کے پڑھے جانے سے اُس کا زبانی پڑھا جانا مُراد ہے۔ آنحضرت صلعم

قرآن زبانی پڑھکر سُنایا کرتے تھے ۔" سچا وعدہ ہے توریت میں اور انجیل میں اور قرآن میں" سُورۃ توبہ رکوع ۱۴ آیت ۱۱۲ ۔" لیکن جب ہماری کھُلی آیتیں اُن پر پڑھی جاتی ہیں تو وہ جن کو ہم سے ملنے کی اُمید نہیں ۔ کہتے ہیں کہ لا ایک قرآن اِس کے سوا اِس کو بدل ڈال" سُورۃ یونس رکوع ۲ آیت ۱۶ ۔ یہاں "ایک قرآن" سے وہ قرآن مُراد نہیں جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوتا تھا بلکہ کوئی اور قرآن مُراد ہے جس کا کافر مطالبہ کرتے تھے اور جس کے بارے میں وہ کہتے تھے کہ جو قرآن تجھ پر اُترا ہے اِس کے سوا کوئی اور قرآن لا ۔ جو قرآن آنحضرت صلعم پر اُترتا تھا اُس کو یہاں" ہماری کھُلی آیتیں" کہا گیا ہے ۔

"یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہونے کے سوا نہیں ہے کہ کسی کی جعل سازی ہو لیکن یہ اُس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو اِس سے پہلے ہے اور اُس کتاب کی جس میں کوئی شبہ نہیں جہانوں کے رب کی طرف سے تفصیل ہے" سُورۃ یونس رکوع ۴ آیت ۳۸ ۔ یعنی یہ قرآن اللہ ہی کی طرف سے ہے کسی اور کی جعل سازی نہیں ہے اور یہ اُس کی تصدیق کرتا ہے جو اِس سے پہلے ہے اور یہ جہانوں کے رب کی طرف سے اُس کتاب کی تفصیل ہے جس میں کوئی شبہ نہیں ہے ۔

"تو کسی حال میں کیوں نہ ہو اور قرآن میں سے کچھ بھی کیوں نہ پڑھتا ہو اور تم کچھ ہی عمل کیوں نہ کرتے ہو مگر ہم تمہارے پاس موجود ہوتے ہیں جب تم اس کام کو شروع کرتے ہو" سُورۃ یونس رکوع ۷ آیت ۶۲ ۔

یہاں عربی لفظ قرآن آیا ہے جس کا معنی ایک قرآن ہے۔
من قرآن سے یہاں قرآن کا کوئی حصّہ مُراد ہے یعنی قرآن میں سے کچھ یا قرآن میں سے اُس کا ایک حصّہ" بے شک ہم نے اسے عربی میں قرآن نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔ ہم تجھے بہتر سے بہتر قصّہ سناتے ہیں اس طرح سے کہ ہم نے تیری طرف یہ قرآن وحی کیا" سورۃ یوسف رکوع ۱ آیات ۲ و ۳۔ "اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اُس سے پہاڑ چلائے جاتے یا زمین کاٹ دی جاتی یا مُردوں سے کلام کرا دیا جاتا بلکہ تمام کام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں" سورۃ رعد رکوع ۴ آیت ۳۰۔

یہاں "کوئی قرآن" سے وہ قرآن مُراد نہیں جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوا تھا بلکہ کوئی قیاسی قرآن جس سے پہاڑ چلائے جاتے۔ زمین کاٹ دی جاتی اور مُردوں کو زندہ کر کے اُن سے باتیں کروائی جاتیں تو کافر جو اُس قرآن کے مخالف ہیں جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوا وہ پھر بھی ایمان نہ لاتے۔ "یہ کتاب کی اور بیان کرنے والے قرآن کی باتیں ہیں" سورۃ حجر رکوع ۱ آیت ۱۔ یہاں اُس وحی کو جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوتی تھی آیات۔ کتاب اور قرآن فرمایا گیا ہے۔ "ہم نے تجھ کو سات آیتیں جو دُہرائی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا" سورۃ حجر رکوع ۶ آیت ۸۷۔ "کہہ دے۔ بے شک میں تو کھُلے طور پر ڈرانے والا ہوں جس طرح ہم نے اُن جُدا کرنے والوں پر اُتارا۔ جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گویا ہم نے قرآن اُن بانٹنے والوں پر اُتارا ہے" سورۃ حجر رکوع ۶ آیات ۸۹-۹۱۔

کافر قُرآن کی ہنسی اُڑاتے تھے اور ٹھٹھا کر کے کہتے تھے کہ قُرآن
کی فلاں سُورۃ مجھ پر اُتری ہے اور فلاں تجھ پر اور فلاں اُس پر اور
یُوں وہ قُرآن کو جُدا جُدا کرنے والے یا بانٹنے والے تھے کہ گویا اللہ
نے قُرآن اُن بانٹنے والوں یا ٹکڑے ٹکڑے کرنے والوں پر اُتارا
ہے یعنی قُرآن اِن ٹکڑے ٹکڑے کرنے والوں پر نہیں اُتارا گیا تھا بلکہ
آنحضرت صلعم پر اُتارا گیا تھا جو کُھلے طور پر ڈر سُنانے والے تھے۔
"جب تُو قُرآن پڑھنے لگے تو شیطان مردُود سے اللہ کی پناہ مانگ"
سُورۃ نحل رکوع ۱۳ آیت ۱۰۰۔ "تُو" سے آنحضرت صلعم مُراد ہیں۔
"بے شک قُرآن بالکل سیدھی راہ کی ہدایت کرتا ہے اور
ایمانداروں کے لئے خوشخبری سُناتا ہے" سُورۃ بنی اسرائیل رکوع ۱
آیت ۹۔ "ہم نے اِس قرآن میں طرح طرح سے سمجھایا کہ وہ نصیحت
پذیر ہوں مگر اُن کی نفرت بڑھتی ہی رہی" سُورۃ بنی اسرائیل رکوع ۵
آیت ۴۳۔ "جب تُو قُرآن پڑھتا ہے اور ہم تیرے اور اُن کے
درمیان جو ایمان نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ ڈال دیتے ہیں" سُورۃ
بنی اسرائیل رکوع ۵ آیت ۴۷۔ "جس وقت تو قُرآن میں اپنے ربّ
کو تنہا یاد کرتا ہے تو وہ نفرت کر کے اپنی پیٹھ کی جانب مڑ جاتے
ہیں" سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۵ آیت ۴۹۔ "وہ درخت جس پر قُرآن
میں لعنت کی گئی ہے" سُورۃ بنی اسرائیل رکوع ۶ آیت ۶۲۔ "قائم کر نماز
کو سُورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور قُرآن فجر کو۔
بے شک فجر کا قُرآن دیکھا جاتا ہے" سُورۃ بنی اسرائیل رکوع ۹
آیت ۸۰۔

"فجر کا قرآن دیکھا جاتا ہے" یعنی قرآن کا فجر کو پڑھنا سب
کو معلوم ہو جاتا ہے۔ "اور قرآن فجر کو" یعنی اور قرآن فجر کو پڑھا
کر۔ "فجر کا قرآن" یعنی قرآن کا فجر کو پڑھا جانا۔ "دیکھا جاتا ہے"
یعنی سب کو معلوم ہو جاتا ہے۔ ہم قرآن میں سے وہ نازل کرتے
ہیں جو ایمانداروں کے لئے شفا اور رحمت ہے" سورۃ بنی اسرائیل
رکوع ۹ آیت ۸۴۔ یعنی ہم قرآن نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے
لئے شفا اور رحمت ہے۔ "کہہ دے اگر انسان اور جن اکٹھے
ہوں کہ اِس قرآن کی مانند لائیں تو اِس کی مانند نہیں لا سکیں گے
خواہ اُن میں سے بعض بعض کے مددگار ہوں اور بے شک ہم نے
طرح طرح سے لوگوں کے لئے اِس قرآن میں ہر مثال میں سے بیان
کیا ہے" سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۱۰ آیات ۹۰، ۹۱۔

"ہم نے قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اُتارا تاکہ تو اُس کو لوگوں
پر ٹھہر ٹھہر کے پڑھے اور ہم نے اُس کو رفتہ رفتہ اُتارا" سورۃ
بنی اسرائیل رکوع ۱۲ آیت ۱۰۷۔ "رفتہ رفتہ اُتارا" یعنی آہستہ آہستہ
اُتارا۔ "ہم نے اِس قرآن میں لوگوں کو ہر ایک کہاوت پڑھ کر سُنائی"
سورۃ کہف رکوع ۸ آیت ۵۲۔ "تجھ پر قرآن اس لئے نازل نہیں
کیا کہ تو زحمت اُٹھائے مگر اُس کے لئے جو ڈرتا ہے نصیحت
ہے" سورۃ طٰہٰ رکوع ۱ آیت ۱ و ۲۔ "یوں ہم نے قرآن عربی میں
نازل کیا اور طرح طرح سے اُس میں ڈر سُنائے تاکہ لوگ پرہیز گار
بنیں یا اُن کے لئے نصیحت کا باعث ہو پس سچے بادشاہ اللہ کا
مرتبہ بلند ہے اور تو قرآن میں جلدی نہ کر جب تک اُس کی وحی

پوری نہ ہو جائے اور کہہ کہ اَے میرے رب! مجھے اور زیادہ علم دے"
سُورۃ طٰہٰ رکوع ۶ آیات ۱۱۲ و ۱۱۳۔ "اُس نے کہا کہ اَے میرے رب!
میری قوم نے تو اِس قرآن کو ردّی ٹھہرایا ہے" سورۃ فرقان رکوع ۳ آیت ۳۲۔
"جو کافر ہوئے انہوں نے کہا کہ اُس پر قرآن اکٹھا ایک ہی بار کیوں
نہ اُتارا گیا" سُورۃ فرقان رکوع ۳ آیت ۳۴۔ "یہ آیتیں قرآن اور روشن
کتاب کی ہیں۔ ایمانداروں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے"
سُورۃ نمل رکوع ۱ آیات ۱ و ۲۔ "بے شک یہ قرآن ایک حکمت والے
اور جاننے والے کی طرف سے تجھے سکھایا جاتا ہے" سُورۃ نمل
رکوع ۱ آیت ۶۔

"بے شک قرآن تو بنی اسرائیل پر اکثر وہ باتیں ظاہر کرتا ہے جن
میں وہ اختلاف کرتے ہیں" سُورۃ نمل رکوع ۶ آیت ۷۸۔ "ہر ایک چیز
اُسی کے واسطے ہے اور مجھ کو حکم ملا ہے کہ مَیں مُسلمان ہوؤں اور
یہ کہ قرآن پڑھوں" سُورۃ نمل رکوع ۷ آیات ۹۳ و ۹۴۔ "ہم نے اِس
قرآن میں ہر طرح کی مثال لوگوں کے لئے بیان کر دی ہے" سُورۃ روم
رکوع ۶ آیت ۵۸۔ "کافر کہنے لگے کہ ہم تو اِس قرآن پر ہرگز ایمان
نہیں لائیں گے" سُورۃ سبا رکوع ۴ آیت ۳۰۔ "قسم ہے حکمت والے
قرآن کی" سُورۃ یٰسٓ رکوع ۱ آیت ۱۔ "وہ ایک نصیحت اور روشن
قرآن کے سوا نہیں ہے" سُورۃ یٰسٓ رکوع ۵ آیت ۶۹۔ یعنی وہ ایک
نصیحت اور روشن قرآن ہے۔ "قسم ہے قرآن نصیحت کرنے
والے کی" سُورۃ ص رکوع ۱ آیت ۱۔

"ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان کی

ہے کہ شاید وہ نصیحت پذیر ہوں۔ قرآن عربی زبان میں بے عیب
کہ شاید وہ پرہیزگار بن جائیں" سورۃ زُمر رکوع ۳ آیات ۲۸، ۲۹۔" ایسی
کتاب جس کی آیتیں واضح ہیں عربی میں قرآن علم والے لوگوں کے
لئے خوشخبری اور ڈر سُنانے والی" سورۃ حم سجدہ رکوع ۱ آیات ۲ و ۳۔
"کافر کہنے لگے کہ اِس قرآن کو سُنو ہی مت" سورۃ حم سجدہ رکوع ۴ آیت ۲۵۔
"اگر ہم اِس قرآن کو غیر عربی زبان کا بناتے تو یہ ضرور کہتے کہ اِس کی
آیتیں کھول کر بیان کیوں نہیں کی گئیں" سورۃ حم سجدہ رکوع ۵ آیت ۴۴۔
"اِسی طرح ہم نے قرآن عربی میں نازل کیا تاکہ تو مکہ والوں اور اُس
کے آس پاس والوں کو ڈر سُنائے" سورۃ شوریٰ رکوع ۱ آیت ۵۔" ہم
نے اسے عربی میں قرآن بنایا تاکہ تم سمجھو" سورۃ زُخرف رکوع ۱ آیت ۲۔
"کہتے ہیں کہ کیوں نہ یہ قرآن اُن دو بستیوں کے رہنے والوں میں سے
کسی بڑے آدمی پر نازل کیا گیا" سورۃ زُخرف رکوع ۳ آیت ۳۰۔
"جب ہم نے تیری طرف جنّوں میں سے ایک گروہ کو رجوع کیا
جو قرآن سُننے تھے" سورۃ احقاف رکوع ۴ آیت ۲۸۔ "پس کیا
وہ قرآن پر دھیان نہیں کرتے؟ کیا اُن کے دلوں پر قفل لگے ہوئے
ہیں" سورۃ محمد رکوع ۳ آیت ۲۶۔" جلال والے قرآن کی قسم" سورۃ ق
رکوع ۱ آیت ۱۔" پس جو ڈرانے سے ڈرتا ہے اُس کو قرآن سمجھا
دے" سورۃ ق رکوع ۳ آیت ۴۵۔" ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے
آسان کر دیا" سورۃ قمر رکوع ۱ آیت ۲۲۔" ہم نے قرآن کو سمجھنے کے
لئے آسان کر دیا" سورۃ قمر رکوع ۲ آیت ۴۰۔" رحمان نے قرآن سکھلایا"
سورۃ رحمان رکوع ۱ آیت ۱۔" بے شک قرآن بڑی عزت والا ہے"

سورۃ واقعہ رکوع ۳ آیت ۷۶۔ "اگر ہم اِس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو تُو دیکھ لیتا کہ وہ اللہ کے خوف سے تڑ گڑاتا اور پھٹ جاتا" سورۃ حشر رکوع ۳ آیت ۲۱۔ "کہہ کہ مجھ کو وحی ہوتی ہے کہ جنّوں کے ایک گروہ نے سُنا اور وہ بولے کہ ہم نے عجیب قرآن سُنا ہے" سورۃ جنّ رکوع ۱ آیت ۱۔ "قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کر" سورۃ مزمّل رکوع ۱ آیت ۴۔ "جس قدر مقدور ہو قرآن پڑھ لیا کر" سورۃ مزمّل رکوع ۲ آیت ۲۰۔ پڑھنے سے زبانی پڑھنا مراد ہے اور "ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کر" کا مطلب بھی زبانی پڑھنا ہے۔ "بے شک اِس کا جمع کرنا اور اِس کا پڑھنا ہم پر ہے۔ پھر جب ہم پڑھیں تو اِس کے پڑھنے کی پیروی کر" سورۃ قیامت رکوع ۱ آیات ۱۷ و ۱۸۔ "ہم پر ہے" یعنی ہمارے ذمہ ہے۔ "پڑھنے کی پیروی کر" یعنی پیچھے پیچھے پڑھ۔

اِن آیات میں لفظ قرآن دو دفعہ آیا ہے اور یہاں دونوں دفعہ اِس کا مطلب پڑھنا ہے۔ آنحضرت صلعم جلدی جلدی پڑھتے تھے تاکہ وحی کی باتیں یاد ہو جائیں آپ کو فرمایا گیا کہ قرآن یاد کرنے کے لئے جلدی کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب ہم پڑھتے ہیں تو ہمارے پیچھے پیچھے پڑھ۔ "بے شک ہم نے تجھ پر قرآن آہستہ آہستہ نازل کیا" سورۃ دہر رکوع ۲ آیت ۲۳۔ "جب اُن پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے" سورۃ انشقاق رکوع ۱ آیت ۲۱۔ "بلکہ بڑی شان والا قرآن ہے جو لوحِ محفوظ میں ہے" سورۃ بروج رکوع ۱ آیات ۲۱، ۲۲۔ مبارک ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان

نازل کیا" سورۃ فرقان رکوع ۱ آیت ۱۔

ناظرین دیکھ چکے ہیں کہ قرآن مجید میں الفاظ قرآن اور فرقان تحریری وحی کے لئے کسی ایک جگہ بھی استعمال نہیں ہوئے بلکہ جو وحی آنحضرت صلعم پر تقریری صورت میں نازل ہوتی تھی ہر جگہ اُسی کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔

قرآنی وحی تقریری وحی ہے :۔

قرآن مجید میں قرآنی وحی کے لئے لفظ قرآن کی طرح لفظ کتاب ایک دفعہ بھی لکھی ہوئی کتاب کے لئے نہیں آیا بلکہ ہمیشہ تقریری کتاب کے لئے آیا ہے۔ قرآن مجید میں تقریری قرآن ہی کو کتاب کہا گیا ہے۔ کتاب صرف تحریری اور مکتوب ہی نہیں ہوتی بلکہ تقریری اور غیر مکتوب بھی ہوتی ہے۔

مصباح اللغات جو عربی کی ایک ڈکشنری ہے اُس کے صفحہ ۷۱۲ کے پہلے کالم میں کتاب کے معنی یہ لکھے ہیں "الکتاب۔ جس میں لکھا جائے۔ خط۔ صحیفہ۔ فرض۔ حکم۔ اندازہ" پس فرض حکم اور اندازہ ہونے کے معنی میں غیر مرقومہ یا غیر مکتوبہ فرائض احکام اور اندازے وغیرہ بھی کتاب ہوتے ہیں۔

اردو معنوں والی فارسی ڈکشنری جو ایک پرانی ڈکشنری ہے اُس کے صفحہ ۲۳۱ کالم ۲ میں کتاب کے معنی یہ لکھے ہیں نامہ۔ لکھت۔ اندازہ۔ فرض کیا ہوا۔ غلام یا لونڈی کا روپیہ کے عوض نکاح کرنا۔ یہ ڈکشنری اردو معنوں میں غیاث اللغات ہی مختصر صورت میں ہے۔ غیاث اللغات

جس میں الفاظ کے معنی فارسی میں دئے گئے ہیں اُس کے صفحہ ۳۵۶
پر لفظ کتاب کے یہ معنی دئے گئے ہیں۔ نبشتہ و بمعنی نوشتن و اندازہ
و فرض کردہ و آزاد کردن غلام و کنیزک را بمعاوضہ مال ایشاں۔ اُردو معنوں
والی ڈکشنری میں جو "نکاح کرنا" لکھا ہے اِس کی بجائے بھی "آزاد کرنا"
چاہیئے۔

اِن کے علاوہ اور ڈکشنریوں سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر
مرقومہ باتیں بھی کتاب ہی ہوتی ہیں اور یہ تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن
آنحضرت صلعم کی زندگی میں کتابی صورت میں نہیں تھا۔ قرآن کی جو وحی
نازل ہوتی تھی اُس کو اُسی وقت کتاب بھی کہا جاتا تھا جب وہ تقریری
صورت میں نازل ہوتی تھی اور قرآن کی جو مرقومہ موجودہ صورت
ہے اِس میں قرآن یقیناً نہیں تھا اور مکمل کتابی صورت میں ہو بھی
کیسے سکتا تھا کیونکہ یہ ۲۳ سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل
ہُوا تھا۔ اِس کی مکمل کتابی صورت یعنی تحریری صورت آنحضرت صلعم
کے وصال کے بعد ہی ہو سکتی تھی۔

چنانچہ قرآن مجید کی موجودہ صورت خلفائے راشدین میں سے
تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضؓ کی مقرر کردہ جامع قرآن کمیٹی کی ترتیب
دادہ صورت ہے اور سورۃ طور کے پہلے رکوع کے شروع میں جو لکھا
ہے کہ "طور کی قسم اور کشادہ ورق میں لکھی ہوئی کتاب کی قسم" یہاں طور
سے کوہِ سینا اور لکھی ہوئی کتاب سے توریت مراد ہے۔ اُسے
کشادہ ورق میں لکھی ہوئی اِس لئے کہا گیا ہے کیونکہ توریت بڑے
بڑے اور لمبے لمبے طوماروں میں لکھی جاتی تھی لیکن سارے قرآن مجید

میں قرآن کو ایک دفعہ بھی لکھی ہوئی کتاب نہیں فرمایا گیا ہے۔

قرآن مجید میں جن جن مقاموں میں وحی قرآن کے لئے لفظ کتاب ہے وہ درج ذیل ہیں "اس کتاب میں کوئی شک نہیں ہے" سورۃ بقر رکوع ۱ آیت ۱۔ "جب ان کے پاس ایک کتاب اللہ کی طرف سے آئی جو اس کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس ہے" سورۃ بقر رکوع ۱۱ آیت ۸۳۔ "اے ہمارے رب! ان میں ایک رسول برپا کر جو تیری آیتیں ان پر پڑھے۔ جن کو کتاب اور حکمت سکھلاوے اور ان کو ستھرا بنائے" سورۃ بقر رکوع ۱۵ آیت ۱۲۳۔ یہاں تقریری قرآنی وحی کو کتاب اور تیری آیتیں فرمایا گیا ہے۔ یہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی دعا تھی کہ خدا اہل عرب میں ایک رسول برپا کرے جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں ستھرا بنائے۔

"جیسا ہم نے تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تم کو پاک کرتا ہے اور تم کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور جو باتیں تمہیں معلوم نہیں تھیں وہ بتاتا ہے" سورۃ بقر رکوع ۱۸ آیت ۱۴۶۔ یہاں تقریری قرآنی وحی کو کتاب۔ حکمت اور ہماری آیتیں فرمایا گیا ہے۔ "اس نے تجھ پر سچی کتاب نازل کی ہے" سورۃ آل عمران رکوع آیت ۲۔ "وہ اللہ کی کتاب کی طرف بلائے جاتے ہیں" سورہ آل عمران رکوع ۳ آیت ۲۲۔ "یقیناً اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا جبکہ اس نے انہیں میں سے ان پر ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھکر سُناتا ہے اور ان کو پاک بناتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے" سورۃ آل عمران رکوع ۱۷ آیت ۱۵۸۔ یہاں

تقریری قرآنی وحی کو اُس کی آیتیں اور کتاب فرمایا گیا ہے۔
بے شک ہم نے تجھ پر سچی کتاب نازل کی ہے" سورۃ نسا رکوع ۱۶
آیت ۱۰۶۔" اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے" سورۃ نسا
رکوع ۱۷ آیت ۱۱۳۔" اے ایماندارو اللہ اور اُس کے رسُول پر اور جو
کتاب اُس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اُس پر ایمان لاؤ" سورۃ نسا
رکوع ۲۰ آیت ۱۳۵۔" وہ تم پر کتاب میں نازل کر چکا ہے" سورۃ نسا
رکوع ۲۰ آیت ۱۳۹۔" بے شک اللہ کی طرف سے نور اور بیان کرنے
والی کتاب آچکی ہے" سورۃ مائدہ رکوع ۳ آیت ۱۸۔" تجھ پر ہم نے
سچی کتاب نازل کی ہے" سورۃ مائدہ رکوع ۷ آیت ۵۲۔ کتاب جو نازل
کی جاتی تھی وہ تقریری صورت میں نازل کی جاتی تھی۔ تحریری صورت
میں نازل نہیں کی جاتی تھی۔" یہی وہ کتاب ہے جس کو ہم نے بابرکت
نازل کیا ہے" سورۃ انعام رکوع ۱۱ آیت ۹۲۔" یہ وہ ہے جس نے تم پر
مفصل کتاب نازل کی ہے" سورۃ انعام رکوع ۱۴ آیت ۱۱۴۔

"یہ وہ کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے یہ ایک برکت
ہے" سورۃ انعام رکوع ۲۰ آیت ۱۵۶۔" یہ کتاب تجھ پر نازل کی گئی
ہے" سورۃ اعراف رکوع ۱ آیت ۱۔" بے شک ہم اُن کے لئے کتاب
لائے ہیں ہم نے اُسے علم کے ساتھ مفصل بیان کیا ہے اور وہ ایمانداروں
کے لئے ہدایت اور رحمت ہے" سورۃ اعراف رکوع ۶ آیت ۵۰۔
بے شک میرا محافظ اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی ہے" سورۃ اعراف
رکوع ۲۴ آیت ۱۹۵۔" قرابت مند اللہ کی کتاب میں زیادہ قریبی ہیں"
سورۃ انفال رکوع ۱۰ آیت ۷۶۔

"یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں" سورۃ یونس رکوع ۱ آیت ۱۔
یہاں قرآنی وحی کو کتاب اور آیات فرمایا گیا ہے۔" یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں پرکھی گئی ہیں" سورۃ ہود رکوع ۱ آیت ۱۔" یہ بیان کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں" سورۃ یوسف رکوع ۱ آیت ۱۔" یہ کتاب کی آیتیں ہیں" سورۃ رعد رکوع ۱ آیت ۱۔" یہ کتاب ہے جو ہم نے تیری طرف اتاری ہے" سورۃ ابراہیم رکوع ۱ آیت ۱۔" یہ کتاب کی آیتیں ہیں" سورۃ حجر رکوع ۱ آیت ۱۔" ہم نے تجھ پر کتاب سوائے اِس کے نہیں اُتاری کہ تو اُن کے لئے وہ بیان کرے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور جو ایمانداروں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے" سورۃ نحل رکوع ۸ آیت ۶۶۔" ہم نے تجھ پر کتاب نازل کی ہے" سورۃ نحل رکوع ۱۲ آیت ۹۱۔" سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی ہے" سورۃ کہف رکوع ۱ آیت ۱۔" پڑھ جو تیرے ربّ کی کتاب سے تیری طرف وحی ہوئی ہے" سورۃ کہف رکوع ۴ آیت ۲۶۔

"کتاب میں مریم کا ذکر کر" سورۃ مریم رکوع ۲ آیت ۱۶۔" کتاب میں ابراہیم کا ذکر کر" سورۃ مریم رکوع ۳ آیت ۴۲۔" کتاب میں موسیٰ کا ذکر کر" سورۃ مریم رکوع ۴ آیت ۵۲۔" کتاب میں اسمٰعیل کا ذکر کر" سورۃ مریم رکوع ۴ آیت ۵۵۔" کتاب میں اِدریس کا ذکر کر" سورۃ مریم رکوع ۴ آیت ۵۷۔" ہم نے تمہاری طرف کتاب اُتاری ہے اُس میں تمہارا ذکر ہے" سورۃ انبیاء رکوع ۱ آیت ۱۰۔

"یہ ایک سورۃ ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے" سورۃ نور رکوع ۱ آیت ۱۔

یہاں ایک سورۃ کا یعنی سورۃ نورؔ کا تقریری صورت میں نازل ہونا بیان کیا گیا ہے۔ "یہ آیات بیان کرنے والی کتاب کی ہیں" سورۃ شعرا رکوع ۱ آیت ۱۔ "یہ بیان کرنے والی کتاب کی آیات ہیں" سورۃ قصص رکوع ۱ آیت ۱۔ "تجھ کو امید نہیں تھی کہ میری طرف کتاب ڈالی جائے گی مگر تیرے رب کی رحمت سے" سورۃ قصص رکوع ۹ آیت ۸۶۔ یعنی تجھ کو امید نہیں تھی کہ تجھ پر کتاب اُتاری جائے گی مگر وہ تیرے رب کی رحمت سے تجھ پر اُتاری گئی ہے۔

پڑھ جو کچھ کتاب سے تجھ پر وحی کیا گیا ہے" سورۃ عنکبوت رکوع ۵ آیت ۴۴۔ یا جو کتاب تیری طرف وحی کی جاتی ہے اُس کو پڑھ۔ "اُسی طرح ہم نے تیری طرف کتاب نازل کی ہے" سورۃ عنکبوت رکوع ۵ آیت ۴۶۔ "کیا اُن کو یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے تجھ پر کتاب نازل کی ہے جو اُن پر پڑھی جاتی ہے" سورۃ عنکبوت رکوع ۵ آیت ۵۰۔ "جو اُن پر پڑھی جاتی ہے" یعنی جس کی باتیں اُن کو سُنائی جاتی ہیں "یہ آیتیں حکمت والی کتاب کی ہیں" سورۃ لقمان رکوع ۱ آیت ۱۔ "اِس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اِس کتاب کا اُترنا جہانوں کے ربّ کی طرف سے ہے" سورۃ سجدہ رکوع ۱ آیت ۱۔

"اللہ کی کتاب میں رشتے دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں بہ نسبت ایمانداروں اور ہجرت کرنے والوں کے مگر یہ کہ اپنے دوستوں کے ساتھ احسان کرنا چاہو۔ یہ کتاب میں لکھا ہُوا ہے" سورۃ احزاب رکوع ۱ آیت ۶۔ "اللہ کی کتاب میں" کا مطلب ہے اللہ کے حُکم سے۔ یہاں کتاب سے حکم یا فرض مراد ہے۔ یہ اللہ

کی طرف سے فرض ہے۔ اللہ کے حکم اور مقرر کردہ فرض کی رُو سے رشتے دار مومنوں اور مہاجروں سے ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں اور دوسری دفعہ جو لفظ کتاب آیا ہے وہ قرآنی وحی کے لئے نہیں بلکہ کتاب فطرت کے لئے ہے۔ یہ بات فطرت میں پائی جاتی ہے۔ یہ فطری بات ہے۔

"لکھا ہُوا" سے لفظی معنی میں لکھا ہُوا ہونا مراد نہیں بلکہ فطرت میں پایا جانا مراد ہے۔ "یہ کتاب میں لکھا ہُوا ہے" یعنی یہ فطرت میں پایا جاتا ہے۔ یہ فطری بات ہے۔ یہ فطری بات ہے کہ اگر کوئی اپنے دوستوں پر احسان کرنا چاہے تو کرے۔ اپنے دوستوں پر احسان کرنا فطری بات یا فطری امر ہے۔ "بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں۔۔۔" سورۃ فاطر رکوع ۴ آیت ۲۶۔ اللہ کی کتاب پڑھنے سے قرآن کی تقریری وحی کا زبانی پڑھنا مراد ہے۔ "جو کچھ ہم نے تیری طرف کتاب سے وحی بھیجی ہے وہ برحق ہے" سُورۃ فاطر رکوع ۴ آیت ۲۸۔ "ہم نے تیری طرف ایک مبارک کتاب نازل کی ہے" سورۃ ص رکوع ۳ آیت ۲۸۔

"اِس کتاب کا نازل ہونا اللہ کی طرف سے ہے جو قدرت والا حکمت والا ہے۔ بے شک ہم نے تیری طرف حق کے ساتھ یہ کتاب اتاری ہے" سورۃ زُمر رکوع ۱ آیات ۱ و ۲۔ "اللہ نے بہتر بیان نازل کیا ہے ایک کتاب یکساں دہرائی ہوئی" سورۃ زُمر رکوع ۳ آیت ۲۴۔ یعنی جس میں انعام اور اجر کے وعدوں کے ساتھ عذاب کی دھمکیاں بھی ہیں۔ "بے شک ہم نے تجھ پر لوگوں کے لئے حق کے ساتھ

کتاب نازل کی ہے" سورۃ زمر رکوع ۴ آیت ۴۲۔ "اِس کتاب کا نازل
ہونا غالب (اور) علم والے اللہ کی طرف سے ہے"۔ سورۃ مؤمن
رکوع ۱ آیت ۱۔

"جن لوگوں نے کلام کو جھٹلایا اور اُس کو جو ہم نے اپنے
رسولوں پر بھیجا جلد اُن کو معلوم ہو جائے گا" سورۃ مؤمن رکوع ۸
آیت ۷۰۔ یعنی جن لوگوں نے کتاب کو جھٹلایا اور اُس کو جھٹلایا
جو ہم نے اپنے رسولوں پر بھیجا۔ جب انہیں سزا ملے گی تو انہیں
معلوم ہو جائے گا کہ ہم سخت غلطی کرتے تھے اور ہم گمراہ تھے۔
"کہہ کہ میں اُس کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ نے اتاری ہے"
سورۃ شوریٰ رکوع ۲ آیت ۱۴۔ "اللہ وہ ہے جس نے حق کے ساتھ
کتاب اتاری ہے" سورۃ شوریٰ رکوع ۲ آیت ۱۶۔ "قسم ہے بیان
کرنے والی کتاب کی" سورۃ زخرف رکوع ۱ آیت ۱۔ "تو نہیں جانتا
تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے" سورۃ شوریٰ رکوع ۵ آیت ۵۲۔
"بیان کرنے والی کتاب کی قسم۔ بے شک ہم ہی نے اُس کو مبارک
رات میں نازل کیا" سورۃ دخان رکوع ۱ آیات ۱ و ۲۔
"یہ کتاب زبردست اور حکمت والے اللہ کی طرف سے نازل
ہوئی ہے" سورۃ احقاف رکوع ۱ آیت ۱۔ "یہ کتاب عربی
زبان میں تصدیق کرنے والی ہے" سورۃ احقاف رکوع ۲ آیت ۱۱۔
"وہ بولے۔ اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سُنی ہے جو
موسیٰ کے بعد اُتاری گئی ہے" سورۃ احقاف رکوع ۴ آیت ۲۹۔
جنّوں نے قرآن سُنا اور پھر اپنی قوم کو اِس کے بارے میں

خبر دی۔ "وہی ہے جس نے اُمیوں میں ایک رسول انہیں میں سے اُن پر آیتیں پڑھتا ہُوا بھیجا اور وہ اُن کو پاک صاف کرتا اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے" سورۃ جمعہ رکوع ۱ آیت ۲۔ یہاں قرآنی وحی کو کتاب کے علاوہ آیتیں بھی فرمایا گیا ہے۔

ناظرین دیکھ چکے ہیں کہ قرآنی وحی کو کتاب تو بہت دفعہ فرمایا گیا ہے لیکن ایک دفعہ بھی مرقومہ کتاب نہیں فرمایا گیا ہے۔

آیات اور کھُلی آیات:۔

قرآن مجید میں قرآنی وحی کو آیات اور کھلی آیات بھی فرمایا گیا ہے۔ وہ مقام درج ذیل ہیں۔

"ہم نے تیری طرف کھُلی ہوئی آیتیں نازل کی ہیں" سورۃ بقر رکوع ۱۲ آیت ۹۳۔ "اسی طرح اللہ لوگوں کے لئے اپنی آیات بیان کرتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں" سورۃ بقر رکوع ۲۳ آیت ۱۸۳۔ "وہ لوگوں کے لئے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں" سورۃ بقر رکوع ۲۷ آیت ۲۲۱۔ "اللہ کی آیتوں کی ہنسی مت اُڑاؤ" سورۃ بقر رکوع ۲۹ آیت ۲۳۱۔ "اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو" سورۃ بقر رکوع ۳۱ آیت ۲۴۳۔ "یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو تجھ پر ٹھیک ٹھیک پڑھی جاتی ہیں" سورۃ بقر رکوع ۳۳ آیت ۲۵۳۔ "اللہ اسی طرح تمہارے لئے آیات بیان کرتا ہے تاکہ تم فکر کرو" سورۃ بقر رکوع ۳۶ آیت ۲۶۸۔ "بے شک وہ جو اللہ کی آیتوں کے منکر ہوئے اُن کے لئے سخت

عذاب ہے" سورۃ آلِ عمران رکوع ۱ آیت ۳۔ "اے اہلِ کتاب! تم
اللہ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو" سورۃ آلِ عمران رکوع ۷ آیت ۹۳۔
"تو کہہ۔ اے اہلِ کتاب! تم اللہ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو" سورۃ
آلِ عمران رکوع ۱۰ آیت ۹۳۔
"تم کیوں کر انکار کرو گے حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائی
جاتی ہیں اور تم میں اُس کا رسول ہے" سورۃ آلِ عمران رکوع ۱۰
آیت ۹۶۔ "اسی طرح اللہ اپنی آیتیں تم پر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت
پاؤ" سورۃ آلِ عمران رکوع ۱۱ آیت ۹۹۔ "یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم
تجھ پر ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں" سورۃ آلِ عمران رکوع ۱۱
آیت ۱۰۴۔ "وہ کتاب میں تم پر یہ نازل کر چکا ہے کہ جب تم سنو
کہ اللہ کی آیات کا انکار ہو رہا ہے یا اُن پر ٹھٹھا کیا جا رہا ہے تو
اُن کے ساتھ اُس وقت تک مت بیٹھو کہ وہ کسی اور بات کا
ذکر نہ چھیڑیں" سوۃ نساء رکوع ۲۰ آیت ۱۳۹۔ "دیکھ ہم کس طرح آیتیں
بیان کرتے ہیں مگر وہ پھر گریز کرتے ہیں" سورۃ انعام رکوع ۵
آیت ۴۶۔ "ہم نے اُن کی پچھاڑی کاٹ دی جنہوں نے ہماری
آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ایماندار نہیں تھے" سورہ اعراف رکوع ۹
آیت ۷۰۔

"ہم اِسی طرح آیات کو تفصیل وار بیان کرتے ہیں تاکہ وہ رجوع
ہوں" سورۃ اعراف رکوع ۲۲ آیت ۱۷۳۔ "یہ مثال اُن لوگوں کی ہے
جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے۔ یہ قصے انہیں سنا تاکہ
وہ فکر کریں۔ ان لوگوں کی بُری مثال ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو

جھٹلایا ہے اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے" سورۃ اعراف رکوع ۲۲ آیات ۱۷۵ و ۱۷۶۔ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے ہم انہیں بتدریج اُس طرف سے کھینچیں گے کہ انہیں معلوم نہیں" سورۃ اعراف رکوع ۲۳ آیت ۱۸۱۔ یعنی انہیں آہستہ آہستہ کھینچ کر عذاب میں لے جائیں گے۔" اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اُس کی آیتوں کو جھٹلائے" سورۃ یونس رکوع ۲ آیت ۱۸۔" اُس میں ہم نے بیان کرنے والی آیتیں اتاری ہیں تاکہ تم نصیحت پکڑو" سورۃ نور رکوع ۱ آیت ۱۔

"بے شک ہم نے کھلی آیتیں نازل کی ہیں" سورۃ نور رکوع ۶ آیت ۴۵۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو" سورۃ نور رکوع ۸ آیت ۶۱۔" عقل والوں کے لئے ہم اسی طرح کھول کر آیتیں بیان کرتے ہیں" سورۃ روم رکوع ۴ آیت ۲۷۔ "تو تو صرف انہیں کو سُنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں" سورۃ روم رکوع ۵ آیت ۵۲۔ "یہ آیتیں حکمت والی کتاب کی ہیں" سورۃ لقمان رکوع ۱ آیت ۱۔" اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جس کو اُس کے ربّ کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر اُس نے اُن سے منہ موڑ لیا" سورۃ سجدہ رکوع ۲ آیت ۲۲۔ "یاد کرو جو کچھ تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور دانائی پڑھی جاتی ہے" سورۃ احزاب رکوع ۴ آیت ۳۵۔" بے شک وہ جو ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں" سورۃ حم سجدہ رکوع ۵ آیت ۴۰۔" جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا

وہی آگ والے لوگ ہیں" سورۃ تغابن رکوع ا آیت ۱۰۔

نتیجہ :-

قرآن مجید میں جہاں جہاں قرآنی وحی کو آیتیں فرمایا گیا ہے اُس سے تقریری آیتیں مُراد ہیں تحریری آیتیں مراد نہیں ہیں پس چاروں کتابوں کی تصنیف کے بارے میں حقیقت یہ ہے کہ توریت حضرت مُوسیٰ کی وفات کے بعد لکھی گئی تھی۔ زبور حضرت داؤد کی وفات کے بعد لکھا گیا تھا۔ انجیل خُداوند یسُوع مسیح کے آسمان پر جانے کے بعد لکھی گئی تھی اور قرآن آنحضرت صلعم کے وصال کے بعد لکھا گیا تھا۔

V-good

۳

الہامی زبان اور کلام الٰہی

بائبل مقدس الٰہی کلام:۔

بائبل مُقدس کی کتابوں کے مُصنف اور مُولف تصنیف اور تالیف کا کام الہام الٰہی سے سرانجام دیتے تھے اور جس جس طرح سے کتابیں بنائی جاتی ہیں انہوں نے وہ سب اطوار استعمال کئے۔ کتابیں تصنیف اور تالیف سے بنائی جاتی ہیں اُنہوں نے یہ دونوں طور استعمال کئے۔ اُنہوں نے اختصار کا طریق بھی استعمال کیا اور جو جو طریقے انسانوں میں خیالات کے منتقل کرنے یا باتوں کو پہنچانے کے تھے خُدا نے وہ سب استعمال کرائے مثلاً اُس نے نظم نثر اور مکالمہ میں کلام لکھوایا اور جس قسم کا ادب

اُس وقت ہُوا کرتا تھا اُن سب اقسام کے ادب کو استعمال میں لایا شریعت نبوّت حکمت مکاشفہ تاریخ اور جغرافیہ اور اُن کے لکھنے کے لئے موزوں اشخاص کا انتخاب کیا اور ان سب کے ذریعے سے نجات کی تدبیر اور تجویز کو ضبطِ تحریر میں لانے کا کام سرانجام دیا۔ بائیبل میں خدا نے مذہب کی ابتدا اِس کا ترقی کرتے جانا اور اِس کی انتہا بیان کی ہے۔ مذہب کی انتہا بائیبل ہی میں ہے۔ مذہب کی آخری حد بائیبل ہی میں پائی جاتی ہے۔ اُس حد سے آگے مذہب نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ بائیبل کامل مذہب کی کامل کتاب ہے اور قیامت تک کے لئے نور ہدایت اور راہِ نجات ہے یعنی جب تک انسان زمین پر بلے جائیں گے تب تک کے لئے ہدایت کا سرچشمہ اور نجات کا مخزن ہے۔ V-good

خدا سے الہام کی ہوئی کتاب یعنی الہامی کتاب کا خیال و تصور اسرائیلی مذہب کا ابتدائی نظریہ نہیں تھا۔ اسرائیلی قوم میں لکھنے کا فن پہلے تھا ہی نہیں تو اہلِ اسرائیل کو الہامی کتاب کا تصور کیسے آتا۔ یہ قوم مدت مدید تک ایسے حالات میں رہی جن میں ادبی تصانیف وجود میں نہیں آسکتی تھیں لیکن جب اسرائیل میں لکھنے کا فن موجود ہوگیا اور حالات سازگار ہو گئے تو مذہب کی تقریری صورت نے تحریری صورت بھی اختیار کرنا شروع کر دی ہوتے ہوتے اسرائیل کے مذہب نے اُن کتابوں کی صورت اختیار کر لی جنہیں ہم عہدِ عتیق کی کتابیں کہتے ہیں۔

عملِ الٰہی اور عقلِ نبوی :-

کتبِ عہدِ عتیق کو اسرائیلی مذہب میں مرکزیت حاصل ہے۔ ان کتابوں میں اِس حقیقت کو بڑے زور سے بیان کیا گیا ہے کہ عملِ الٰہی عقلِ نبوی پر اثر کرتا تھا اور عملِ الٰہی کی تاثیر سے جو کلامِ الٰہی انبیا کو حاصل ہوتا تھا وہ اُس کی زبانی یا تقریری صورت میں منادی اور تبلیغ کرتے تھے۔ منادی اور تبلیغ کرتے وقت وہ الہامِ الٰہی اور تحریکِ الٰہی سے تبلیغ کرتے تھے۔ چونکہ خُدا ہر ممکن ذریعے سے انسان کی رہنمائی کرتا ہے اِس لئے جب لکھنے کا فن ایجاد ہُوا تو خُدا اِسے بھی انسان کی ہدایت کے کام میں لایا اور جس طرح خُدا تقریر کے ذریعے یا تقریری صورت میں اپنا کلام دیتا تھا اُسی طرح اُس نے تحریر کے ذریعے یا تحریری صورت میں بھی اپنا کلام دیا اور یہ صورت تقریری صورت سے کہیں زیادہ پائیدار تھی اگرچہ قدیمی زمانوں کی تقریری صورت بھی پائدار ہوتی تھی کیونکہ قدیمی زمانے کے لوگوں کی قوتِ حافظہ بہت تیز ہوتی تھی۔ ان زمانوں میں تحریر یا تو لوگوں میں بالکل نہیں پائی جاتی تھی یا بہت کم پائی جاتی تھی۔ صرف محدودے چند شخص ہی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ سب کچھ زبانی یاد رکھنا ہوتا تھا اور سب کچھ زبانی یاد رکھتے تھے یعنی حافظے میں محفوظ رکھتے تھے۔

آج کل بھی اہلِ مشرق کی قوتِ حافظہ اہلِ مغرب کی قوتِ حافظہ کی نسبت بہت تیز ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرق میں

خواندہ اشخاص کی نسبت ناخواندہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جب انسان یاد رکھنے کی باتوں کو تحریر میں یا کاغذ پر محفوظ کر لیتا ہے تو وہ اُسے حافظے میں محفوظ رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا اور وہ اُسے حافظے میں محفوظ نہیں رکھتا لیکن ناخواندہ شخص کو سب کچھ اپنے حافظے میں محفوظ رکھنا ہوتا ہے۔ خواندہ شخص کاغذ پر یا تحریر پر بھروسہ کرتا ہے لیکن ناخواندہ شخص اپنے حافظے پر بھروسہ کرتا ہے اور وہ اپنے حافظے سے مستقل اور پائدار طور پر کام لیتا ہے۔ قدیم زمانوں میں جب تحریر تھی ہی نہیں یا بہت کم تھی اُس وقت صدیوں تک کہانیاں اور باتیں لفظ بلفظ جاری رہتی تھیں اور یوں مذہبی باتیں بھی پائدار ہوتی تھیں اور محفوظ رہتی تھیں تاہم اس میں شک نہیں کہ تحریری صورت زیادہ پائیدار ہوتی ہے۔

الہام تحریر کرنے کا حکم :۔

خدا انبیاء کو بعض اوقات لکھنے کا حکم بھی دیتا تھا۔ "خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ اس بات کو یادگاری کے لئے کتاب میں لکھ دے" (خروج ۱۷: ۱۴) خداوند نے اِشعیا نبی کو حکم دیا کہ "اب جا کر اُن کے سامنے اِسے تختی پر لکھ اور کتاب میں قلمبند کر تاکہ آئندہ ابدالآباد تک قائم رہے" (اِشعیا ۳۰: ۸) "وہ کلام جو خداوند کی طرف سے ارمیا پر نازل ہوا۔ خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ یہ سب باتیں جو میں نے تجھے کہی ہیں کتاب میں لکھ" (ارمیا ۳۰: ۱-۲) خداوند نے حبقوق نبی سے فرمایا کہ "رؤیا کو تختیوں پر ایسی صفائی سے لکھ کہ لوگ دوڑتے دوڑتے بھی پڑھ سکیں" حبقوق ۲: ۲۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ رؤیا کو تختیوں پر نہایت

صفائی سے لکھ۔" یہ کلام خداوند کی طرف سے ارمیا پر نازل ہوا کہ کتاب
کا ایک طومار لے اور وہ سب کلام جو مَیں نے اسرائیل اور یہوداہ
اور تمام اقوام کے خلاف تجھ سے کیا اُس دن سے لیکر جب سے
مَیں تجھ سے کلام کرنے لگا یعنی یوشیاہ کے ایام سے آج کے دن
تک اُس میں لکھ" (ارمیا ۳۶: ۱-۲) اِشعیا نے اُس نبوت کو جسے اس
نے تحریر کیا تھا خُداوند کی کتاب کہا۔ ملاحظہ ہو" تم خُداوند کی
کتاب میں ڈھونڈو اور پڑھو" (اشعیا ۳۴: ۱۶) خُداوند نے موسیٰ کو جو
یہ فرمایا تھا کہ اِس بات کو یادگاری کے لئے کتاب میں لکھ دے
وہ بات بنی اسرائیل کی عمالیق کی فتح کی بات تھی اور کتاب میں لکھ
دے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ توریت کی کتاب میں لکھ دے بلکہ
اس کا مطلب یہ ہے کہ عمالیق پر فتح کے واقعہ کی کتابت کر۔ اُسے
لکھ۔ اُسے ضبطِ تحریر میں لا۔

یہودیوں میں یہ عقیدہ پایا جاتا تھا کہ نوشتہ یعنی مُقدس
کتابیں الٰہی الہام سے ضبطِ تحریر میں آئی تھیں۔ ان کو مُقدس کتابیں
کہا گیا ہے۔" ہماری تسلّی ان مُقدس کتابوں میں ہے جو ہمارے
پاس ہیں" (۱ مکابیین ۱۲: ۹) یوشیاہ بادشاہ نے عہد کی کتاب
کو تسلیم کیا۔ یہ کتاب الہام کے عقیدے کے تسلیم کرنے کی طرف
اقدام تھا۔ اس کتاب کو بادشاہ نے خُدا کا کلام سمجھ کر قبول کیا۔
" تب بادشاہ نے بُلا بھیجا اور یہوداہ اور یروشلیم کے سب
بزرگ اُس کے پاس جمع ہوئے اور یہوداہ کے سب آدمی
اور یروشلیم کے سب رہنے والے اور کاہن اور انبیا اور سب

لوگ کیا چھوٹے کیا بڑے اُس کے ساتھ تھے اور اُس نے عہد کی کتاب جو خداوند کے گھر میں پائی گئی تھی اُس کی سب باتیں اُن کے کانوں میں پڑھ کر سنائیں" (۲۔ ملوک ۲۳: ۱-۲)

عہد کی کتاب کو سننے اور تسلیم کرنے والوں میں انبیا بھی تھے لہٰذا عہد کی کتاب یقیناً خدا کی کتاب تھی اور خدا کا کلام تھی۔ جب عزرا نے لوگوں کو شریعت کی کتاب پڑھ کر سنائی جس کا ذکر نحمیاہ کے آٹھویں باب میں ہے تو یہ عقیدہ ناقابلِ تنسیخ اور اٹل قوت سمجھا گیا۔" انہوں نے عزرا فقیہ سے کہا کہ موسیٰ کی شریعت کی کتاب لائے جس کا خداوند نے اسرائیل کو حکم دیا" (نحمیاہ ۸: ۱) یہودیوں میں کتابوں کے الہامی ہونے کی بابت جو تعلیم بعد میں پائی گئی وہ اُسی تعلیم کی ترقی و تکمیل یافتہ صورت تھی جو اِن دو واقعات میں پائی جاتی تھی یعنی یوشیاہ بادشاہ کا عہد کی کتاب کو خدا کا کلام تسلیم کر کے پڑھ کر سنانے کا واقعہ اور عزرا کا موسیٰ کی شریعت کی کتاب کو کلامِ الٰہی سمجھ کر پڑھ کر سنانے کا واقعہ۔ پُرانے عہد نامے میں سینکڑوں بار لکھا ہے کہ خداوند فرماتا ہے۔ خداوند خدا فرماتا ہے۔ خدا نے فرمایا اور نبیوں کی کتابوں میں کئی بار لکھا ہے کہ خدا کا کلام فلاں نبی پر نازل ہُوا۔

جس طرح دوسری تعلیمیں آہستہ آہستہ معلوم ہوئیں اور اُن میں ترقی ہوتی رہی حتیٰ کہ وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گئیں اُسی طرح کتابوں کے الہامی یا کلامِ الٰہی ہونے کی تعلیم بھی بتدریج کامل ہوتی گئی۔ پہلے توریت الہامی مانی گئی پھر انبیا یعنی صحائفِ انبیا اور پھر نوشتے

اور نوشتوں کے لکھے جانے کے زمانے میں عہدِ عتیق کے دوسرے قانون کی سات کتابیں بھی ضبطِ تحریر میں آئیں اور ان میں سے کچھ تو نوشتوں کے ساتھ اور کچھ نوشتوں کے بعد الہامی تسلیم کی گئیں۔ ان سات کتابوں میں سے کچھ تو اُس وقت لکھی گئیں جب نوشتے لکھے گئے اور وہ اُسی زمانے میں تسلیم کی گئیں جب نوشتے تسلیم کئے گئے لیکن کچھ کتابیں اِن کے بعد لکھی گئیں اور بعد میں تسلیم کی گئیں مگر عہدِ عتیق کی کوئی کتاب بھی پہلی صدی قبل مسیح کے بعد کی نہیں ہے خواہ وہ پہلے قانون کی ہو خواہ دوسرے قانون کی۔ پرانے عہد نامے کی کتابیں مختلف زمانوں میں لکھی گئیں اور مختلف زمانوں میں الہامی تسلیم کی گئیں اور یوں سارا پرانا عہد نامہ الہامی مانا گیا اور مانا جاتا رہا ہے۔ عہدِ جدید میں اِن کتابوں کا الہامی ہونا تسلیم کیا گیا ہے۔ خُداوند یسوعؔ مسیح نے فرمایا کہ "یہ نہ سمجھو کہ مَیں توریت یا انبیا کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ کامل کرنے آیا ہوں"۔ (متی ۵: ۱۷)۔ خُداوند یسوعؔ مسیح نے یہ تعلیم بھی دی کہ کتابِ مُقدّس جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ "کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں ہے" (یوحنا ۱۰: ۳۵)

"لکھا ہے"

جب پرانے عہد نامے کی کسی کتاب کی کسی بات کا کوئی حوالہ دینا ہوتا تھا یا حوالہ پیش کیا جاتا تھا تو یہودی یہ محاورہ پیش کرتے تھے کہ "لکھا ہے" یا "یہ لکھا ہے" یہودی لوگ اسی طرح

کہا کرتے تھے اور اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ الہامی کتابوں میں لکھا ہے یا کلام الہٰی میں یہ لکھا ہے چنانچہ جب بیابان میں یسوع کی آزمائش ہوئی تو اس نے پہلی آزمائش کے جواب میں کہا کہ "لکھا ہے کہ آدمی صرف روٹی ہی سے جیتا نہیں رہے گا بلکہ ہر بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے" متی ۴: ۴۔ دوسری آزمائش کے وقت شیطان نے بھی یہی محاورہ استعمال کیا کہ "لکھا ہے کہ وہ تیری بابت اپنے فرشتوں کو حکم دے گا تو وہ تجھے ہاتھوں پر اٹھا لیں گے ایسا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے" متی ۴: ۶۔ خداوند نے اسے جواب دیا کہ "یہ بھی لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کی آزمائش نہ کر" متی ۴: ۷۔ تیسری آزمائش کے جواب میں خداوند نے فرمایا کہ "لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر" متی ۴: ۱۰۔ "کیا تم نے نہیں پڑھا؟" متی ۱۹: ۴۔ یعنی کیا تم نے کلام الہٰی میں نہیں پڑھا۔ "لکھا ہے کہ میں چرواہے کو ماروں گا تو گلے کی بھیڑیں پراگندہ ہو جائیں گی" متی ۲۶: ۳۱۔ "ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور انبیا اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں پوری ہوں" لوقا ۲۴: ۴۴۔

پھر نے عہد نامے کے اقتباسات پیش کرنے سے ان کا الہامی ہونا ظاہر کیا گیا ہے۔ "اس نے ان سے کہا پس داؤد روح کی ہدایت سے کیونکر اسے خداوند کہتا ہے کہ خداوند نے میرے خداوند سے کہا میری دہنی طرف بیٹھ جب تک میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کے نیچے نہ کر دوں" متی ۲۲: ۴۳-۴۴۔ "یسوع

نے اُن سے کہا کہ کیا تم نے کتابِ مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے ردّ کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا یہ خُداوند کی طرف سے ہُوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے" متی ۲۱ : ۴۲۔ یسُوع نے جواب میں اُن سے کہا کہ تم گمراہ ہو کیونکہ نہ کتابِ مقدس کو جانتے ہو اور نہ خُدا کی قدرت کو" متی ۲۲ : ۲۹۔ مُردوں کے جی اُٹھنے کی بابت جو خُدا نے تمہیں فرمایا تھا کیا تم نے وہ نہیں پڑھا؟" متی ۲۲ : ۳۱۔

" خُدا نے فرمایا ہے کہ تُو باپ کی اور ماں کی عزت کر اور جو باپ یا ماں کو بُرا کہے وہ ضرور جان سے مارا جائے مگر تم کہتے ہو کہ جو کوئی باپ یا ماں سے کہے کہ جس چیز کا تجھ کو مجھ سے فائدہ پہنچ سکتا ہے وہ خُدا کی نذر ہو چکی ہے تو وہ اپنے باپ کی یا اپنی ماں کی عزت نہ کرے پس تم نے اپنی روایت سے خُدا کا کلام ردّ کر دیا ہے۔ اَے ریاکارو! اشعیا نے تمہارے بارے میں کیا خوب نبوت کی تھی کہ یہ اُمت زبان سے تو میری تعریف کرتی ہے مگر ان کا دل مجھ سے دُور ہے اور یہ بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں کیونکہ انسانی احکام کی تعلیم دیتے ہیں" متی ۱۵ : ۴۔۹۔ "اُن کے بارے میں اشعیا کی یہ پیشینگوئی پوری ہوتی ہے کہ تم کانوں سے سُنو گے لیکن ہرگز نہیں سمجھو گے اور آنکھوں سے دیکھو گے مگر ہرگز معلوم نہیں کرو گے" متی ۱۳ : ۱۴۔ "یہ وہی ہے جس کی بابت لکھا ہے کہ دیکھ مَیں اپنا پیغمبر تیرے آگے بھیجتا ہُوں جو تیرے آگے تیری راہ تیار کرے گا" متی ۱۱ : ۱۰۔ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ زنا نہ کر" متی ۵ : ۲۷۔

"کہا گیا تھا کہ جھوٹی قسم نہ کھانا بلکہ اپنی قسمیں خُداوند کے لئے پوری کرنا" متی ۵: ۳۳۔ "کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت" متی ۵: ۳۹۔ "کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ" متی ۵: ۴۳۔ یہ خُداوند یسُوع کے کلام کے حوالے ہیں اور اِن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خُداوند یسُوع مسیح پُرانے عہدنامے کی کتابوں کے خُدا کا کلام ہونے اور اِن کے الہامی ہونے کی تعلیم دیتا ہے۔

عہدِ جدید میں عہدِ عتیق کی تصدیق :۔

عہدِ جدید میں عہدِ عتیق کے سینکڑوں اقتباسات پائے جاتے ہیں جنہیں کلامِ الٰہی سمجھ کر اقتباس کیا گیا ہے۔ یسُوع مسیح کے علاوہ اوروں نے بھی کتبِ عہدِ عتیق کے الہامی ہونے کی تصدیق کی ہے اور یہ تصدیق کتبِ عہدِ جدید میں پائی جاتی ہے۔ عہدِ جدید میں اِن کتابوں کو نوشتہ یا نوشتے کہا گیا ہے اور یہ لفظ عہدِ جدید میں اِکاون دفعہ آیا ہے اور اِس سے عہدِ عتیق کا کوئی حِصّہ یا حِصّے مُراد ہوتے ہیں۔ عہدِ جدید کے مصنفین کا پختہ اعتقاد یہ تھا کہ اِس نوشتے کے الفاظ میں رُوح القدس نے انسانوں کے ذریعے سے کلام کیا۔ مُقدّس پطرس نے فرمایا کہ "اے بھائیو! اُس نوشتے کا پورا ہونا ضرور تھا جو روح القدس نے داؤد کی زبانی اُس یہوداہ کے حق میں پہلے سے کہا تھا جو یسُوع کے پکڑنے والوں کا رہنما ہُوا تھا" اعمال ۱: ۱۶۔

عہدِ جدید کے مصنفوں کے دل میں خُدا کا کلام اور نوشتہ بالکل یکساں چیزیں تھیں۔ وہ اِن کو ایک دوسرے کے معنی میں استعمال کرتے تھے۔ خُدا کا کلام اور نوشتہ مترادف اور ہم معنی ہیں یعنی خُدا کے کلام سے نوشتہ اور نوشتے سے خُدا کا کلام مُراد ہوتا ہے۔ رومیوں ۹ : ۷ میں ہے کہ "نوشتہ فرعون سے کہتا ہے کہ مَیں نے تجھے اِسی لئے برپا کیا ہے کہ تیری وجہ سے اپنی قدرت ظاہر کروں اور میرا نام روئے زمین پر مشہور ہو" اور خروج ۹ : ۱۶ میں آیا ہے کہ یہ خُداوند کے الفاظ تھے جنہیں موسیٰ کو فرعون سے مخاطب ہو کر اُسے کہنا تھے پس یہاں خُدا کے کلام کو عین نوشتہ کہا گیا ہے۔ غلاطیوں ۳ : ۸ میں بھی نوشتے اور خُدا کے کلام کی عینیت ظاہر ہوتی ہے "نوشتے نے پیش بینی کر کے کہ خُدا غیر قوموں کو ایمان سے راستباز ٹھہراتا ہے ابرہام کو پہلے ہی یہ خوشخبری دی کہ کل اقوام تجھ میں برکت پائیں گی"۔ تکوین ۱۲ : ۳ میں یہ خُداوند کے کلمات ہیں اور عہدِ عتیق کی مقدس کتابوں کے ہیں اُنہیں خُدا کے کلمات کہا گیا ہے۔

چنانچہ عبرانیوں ۳ : ۷ میں آیا ہے کہ جس طرح رُوح القدس فرماتا ہے اگر آج تم اُس کی آواز سنو تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو جس طرح غصہ دلانے کے وقت آزمائش کے دن بیابان میں کیا تھا" یہ کلمات زبور ۹۴ (۹۵) : ۷۔ ۸ میں پائے جاتے ہیں اور یہاں زبور کے کلمات کو روح القدس کا کلام کہا گیا ہے۔ زبور ۲ : ۱ کا اعمال ۴ : ۲۵۔ ۲۶ میں اقتباس کیا گیا ہے کہ

"تُو ہی نے رُوح القدس کے وسیلے سے ہمارے باپ اپنے خادم داؤد کی زبانی فرمایا کہ قوموں نے کیوں دھوم مچائی ہے اور اُمتوں نے کیوں باطل خیال کئے ہیں؟ خُداوند اور اُس کے مسیح کی مخالفت کو زمین کے بادشاہ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور سردار جمع ہو گئے ہیں" دوسرے زبُور میں یوُں آیا ہے کہ "قومیں کس لئے طیش میں ہیں اور لوگ کیوں باطل خیال باندھتے ہیں۔ خُداوند اور اُس کے مسیح کے خلاف زمین کے بادشاہ صف آرائی کر کے اور حاکم آپس میں مشورہ کر کے کہتے ہیں" زبور ۲:۱-۲۔ اِس زبور کی اس بات کے ساتھ یہ نہیں لکھا ہے کہ خُداوند خُدا فرماتا ہے۔ یہ محض کتاب کا متن اور اُس کی عبارت ہے مگر کتاب کی ایسی عبارت کو بھی خُدا کا کلام کہا گیا ہے۔

پس کتاب مقدس کی وہ عبارت بھی خُدا کا کلام ہوتی ہے جس کے ساتھ یہ نہ لکھا ہُوا ہو کہ خُداوند یوں فرماتا ہے مقدس کتابوں کی ساری عبارت کو خُدا کا کلام مانا جاتا تھا نہ کہ صرف اُس عبارت اور اتنی عبارت کو جس کے ساتھ یہ لکھا ہُوا ہوتا تھا کہ خُداوند فرماتا ہے۔ اشعیا ۵۵:۳۔ اور زبُور ۱۶:۱۰ کا اقتباس اعمال ۱۳:۳۴-۳۵ میں پایا جاتا ہے اور زبُور ۱۶:۱۰ جو اِس زبُور کے بنانے والے کا کلام ہے اُسے خُدا کا کلام کہا گیا ہے اور رومیوں ۱۵:۹-۱۲ اور عبرانیوں ۱:۵-۱۳ سے اِس امر کی بخوبی تصدیق ہوتی ہے کہ نوشتے کی باتیں خُدا کا کلام ہیں۔

۲۔ تیموتاؤس ۳:۱۵-۱۷ میں صاف پایا جاتا ہے کہ نوشتہ

خُدا کے الہام سے ہے اور یہاں اِس کے الہامی ہونے اور دیے جانے کا مقصد بھی پایا گیا ہے۔ "تو بچپن ہی سے اُن پاک نوشتوں سے واقف ہے جو تجھے اُس ایمان کے وسیلے سے جو مسیح یسُوعؔ میں ہے نجات پانے کے لئے دانائی بخش سکتے ہیں۔ ہر ایک نوشتہ جو خُدا کے الہام سے ہے تعلیم اور الزام اور نصیحت اور راستبازی میں تربیت کرنے کے لئے فائدہ مند ہے تاکہ مردِ خُدا کامل اور ہر ایک نیک کام کے لئے بالکل تیار ہو جائے" اور ۲۔پطرس ۱: ۱۹-۲۱ میں بھی نوشتے کو خُدا کا کلام اور نبیوں کا کلام کہا گیا۔ ہے اور نیز اس کو نبوّت کہا گیا ہے اور خُدا کا کلام پانے والے مُلہمین رُوح القدس کی تحریک سے خُدا کی طرف سے بولتے تھے۔ "سب سے پہلے یہ یاد رکھو کہ کسی نوشتے کی کوئی نبوّت شخصی تفسیر سے نہیں ہوتی کیونکہ نبوّت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی رُوح القدس کی تحریک سے خُدا کی طرف سے بولا کرتے تھے" یہاں تک عہدِ عتیق کے الہامی ہونے کا بیان کیا گیا ہے کہ از روئے بائیبل عہدِ عتیق الہامی اور کلامِ الٰہی ہے۔ اب عہدِ جدید کے الہامی ہونے کا بیان کیا جاتا ہے۔

عہدِ جدید کی اندرونی شہادتیں:۔

عہدِ جدید یا انجیلِ مقدس کی کتابوں کے الہامی ہونے کے بارے میں بھی اندرونی شہادت موجود ہے۔ مُقدّس یُوحنّا رسول

کے مکاشفہ کی کتاب میں اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے: "یسوع مسیح کا مکاشفہ جو اُسے خدا کی طرف سے اس لئے ہوا کہ اپنے بندوں کو وہ باتیں دکھائے جن کا جلد ہونا ضرور ہے اور اُس نے اپنے فرشتے کو بھیج کر اُس کی معرفت اُنہیں اپنے بندے یوحنا پر ظاہر کیا جس نے خدا کے کلام اور یسوع مسیح کی گواہی کی شہادت دی یعنی ان سب چیزوں کی جو اُس نے دیکھی تھیں اِس نبوت کے کلمات کا پڑھنے والا اور اِس کے سننے والے اور جو کچھ اِس میں لکھا ہے اُس پر عمل کرنے والے مبارک ہیں کیونکہ وقت نزدیک ہے"۔ مکاشفہ ۱:۱-۳۔

"پڑھنے والا" اور "لکھا ہے" سے ظاہر ہے کہ نبوت کے کلمات یا مکاشفہ مکتوب کلام یعنی کتاب ہے۔ "دیکھ میں جلد آنے والا ہوں مُبارک ہے وہ جو اِس کتاب کی نبوت کے کلمات پر عمل کرتا ہے" مکاشفہ ۲۲: ۷۔ "پھر اُس نے مجھ سے کہا کہ تو اِس کتاب کی نبوت کے کلمات پر مہر نہ لگا کیونکہ وقت نزدیک ہے" مکاشفہ ۲۲: ۱۰۔ "میں ہر ایک کے لئے جو اس کتاب کی نبوت کے کلمات سُنتا ہے یہ گواہی دیتا ہوں کہ اگر کوئی ان باتوں میں کچھ بڑھائے تو خدا وہ آفتیں اُس پر بڑھائے گا جو اِس کتاب میں لکھی ہوئی ہیں اور اگر کوئی نبوت کی اس کتاب کے کلمات میں سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اُس کا حصہ زندگی کے اس درخت اور مقدس شہر میں سے نکال دے گا جن کا اِس کتاب میں ذکر ہے" مکاشفہ ۲۲: ۱۸-۱۹۔

مُقدّس پطرس رسول کے دوسرے خط کے تیسرے باب کی سولھویں آیت میں وہ مقدّس پولُس رسول کے خطوں کو پُرانے عہد نامے کی کتابوں کے برابر الہامی مانتا ہے۔ اِس باب کی پندرھویں اور سولھویں آیات میں لکھا ہے کہ "ہمارے پیارے بھائی پولُس نے بھی اُس حکمت کے موافق جو اُسے عنایت ہوئی تمھیں لکھا ہے اور اپنے سب خطوں میں اِن باتوں کا ذکر کیا ہے جن میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اور جاہل اور بے قیام لوگ اُن کے معنوں کو بھی اور صحیفوں کی طرح کھینچ تان کر اپنے لئے ہلاکت پیدا کرتے ہیں" ۲۔پطرس ۳: ۱۵۔۱۶۔ "اور صحیفوں" سے پُرانے عہد نامہ کی کتابیں مُراد ہیں۔ ۱۔تیمُتھیُس ۵: ۱۸ میں ہے "نوشتہ کہتا ہے کہ دائیں میں چلتے ہوئے بیل کا مُنہ نہ باندھنا" تو تثنیہ شرع ۲۵: ۴ کا اقتباس ہے اور "مزدور اپنی مزدوری کا حقدار ہے" یہ لُوقا ۱۰: ۷ کا اقتباس ہے اور وہ دونوں اقتباسوں کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ "نوشتہ یہ کہتا ہے" پس وہ لُوقا کی انجیل کو بھی نوشتہ کہتا ہے اور جبکہ اس کی انجیل نوشتہ ہے تو اُس کی دوسری تصنیف یعنی اعمال کی کتاب بھی نوشتہ ہے۔

مُقدّس مرقس اپنی تصنیف کو اُس کے پہلے باب کی پہلی آیت میں یسُوع مسیح کی انجیل کہتا ہے اور سچی انجیل ہونا خُدا کا کلام ہونا ہے۔ ملاحظہ ہو "اُس نے اُن سے کہا کہ تم تمام دنیا میں جاکر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو" مرقس ۱۶: ۱۵۔ انجیل کی منادی خُدا کے کلام کی منادی ہے لہٰذا "یسوع مسیح کی انجیل" یسوع مسیح کے

بارے میں خُدا کا کلام ہے جس میں یسُوع مسیح کا کام اور کلام بیان
کیا گیا ہے۔ "بادشاہی کی اِس انجیل کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ
سب قوموں کے لئے گواہی ہو" متی ۲۴: ۱۴۔ "پولوس کی طرف
سے جو یسوع مسیح کا بندہ ہے اور رسول ہونے کے لئے بلایا گیا
اور خُدا کی اُس انجیل کے لئے مخصوص کیا گیا ہے جس کا اُس نے
پیشتر سے اپنے نبیوں کی معرفت کتابِ مقدس میں اپنے بیٹے
ہمارے خُداوند یسُوع مسیح کی نسبت وعدہ کیا تھا" رومیوں ۱:۱-۳۔
"مَیں انجیل سے شرماتا نہیں اِس لئے کہ وہ ہر ایک ایمان لانے
والے کے واسطے پہلے یہودی پھر یُونانی کے واسطے نجات کے
لئے خُدا کی قدرت ہے" رومیوں ۱: ۱۶۔ "مَیں سب کچھ انجیل کی
خاطر کرتا ہُوں تاکہ اوروں کے ساتھ اُس میں شریک ہوؤں"۔

رسُول۔ شاگرد اور رسُولی آبا مُلہمین تھے:۔

خُداوند یسُوع مسیح کے رسول اور اُن کے شاگرد جو رسُولی
زمانے میں تبلیغ انجیل کرتے تھے وہ مُلہمین تھے وہ خُدا کے
کلام کی منادی کرتے تھے کلام خواہ تقریری ہوتا تھا خواہ تحریری
وہ خُدا کا کلام ہوتا تھا۔ بارہ مُلہمین تو حواری یا رسول تھے۔ حواری
ملکِ حبشہ یا ایبی سینا کی زبان حبشہ کا لفظ ہے اور اِس کا
معنی رسول ہے۔ بارہ رسولوں میں سے یہوداہ اسکریوطی نے
اپنے آپ کو پھانسی دے کر خودکشی کر لی تھی اور اُس کی جگہ
متیاہ چن لیا گیا تھا۔ مقدس پولوس رسول کو خُداوند یسوع مسیح

نے خود رسول مقرر کیا۔

بارہ رسولوں کے شاگرد جو رسولی زمانے میں ہوئے اُن کے نام یہ ہیں۔ مرقس۔ لُوقا۔ طیطس۔ تیموتاؤس۔ برنباس۔ سیلاس۔ ستفنس۔ فیلبوس۔ سوستھینس۔ ترتیئس۔ تخکس۔ ارِسترخس۔ یوستُس۔ اِپفراس۔ دیماس۔ ارخپُّس۔ سلوانُس۔ فلیمون۔ گیئس۔ دیمیتریُس۔ کلیمنٹ رومی۔ اِگناشیئس۔ پولیکارپ۔ پاپیاس۔ ارِستوُن یا ارِستیون وغیرہ۔

رسولوں کے جو شاگرد اُن کے ہم خدمت تھے وہ رسولی آبا یا رسولی بزرگ کہلاتے ہیں۔ رسولوں کے علاوہ خُداوند یسُوع مسیح نے اپنے ستّر اور شاگرد خُدا کی بادشاہی کی منادی کرنے کے لئے مقرر کئے تھے۔ اِن کی تقرری کا ذکر مقدس لُوقا کی انجیل کے دسویں باب کی پہلی آیت میں ہے۔ بعض قلمی نسخوں میں اِن کی تعداد ستّر کی بجائے بہتّر لکھی ہے لیکن ماہرینِ تنقید متن کہتے ہیں کہ ستّر کی قرأت مُعتبر ہے۔ یہ دوسرے درجے کے حواری یا رسُول تھے۔ رسُولی آبا کا زمانہ ۱۵۰ سنہ ء تک پہنچتا ہے۔

خُدا نے رسُولوں۔ دوسرے درجے کے رسولوں اور رسولی آبا میں سے کچھ خدّامِ مسیح سے عہدِ جدید کی کتابیں لکھوائیں۔ یہ سب کے سب زبانی کلامِ الٰہی سنانے والے تھے لیکن ان میں سے کچھ مبلغین نے الہامِ الٰہی سے الہامی کتابیں بھی تحریر کیں جو مجموعۂ کُتبِ عہدِ جدید میں شامل ہیں۔

عام طور پر علما یہ مانتے ہیں کہ عہدِ جدید کی کتابوں کی تصنیف

کا اختتام پہلی صدی مسیحی کے آخر یا دوسری صدی کے ابتدائی سالوں میں ہوا۔ بعض کے نزدیک انجیلی کتابوں کے لکھے جانے کا زمانہ قریباً ۵۰ء سے لیکر ۱۲۵ء تک ہے اور رسولی بزرگوں کا زمانہ قریباً ۱۵۰ء یا ۱۶۰ء تک ہے۔ یعنی یہ وہ زمانہ تھا جس میں رسولی آبا موجود تھے۔ عہدِ جدید کی کوئی کتاب اگر دوسری صدی کے نصف یا وسط کے قریب کی بھی لکھی ہوئی ہوتی تو وہ بھی قانونی اور الہامی ہوتی کیونکہ وہ رسولی آبا کے زمانے کی ہوتی اور عہدِ جدید کی کتابیں لکھوانے کے لئے خدا نے صرف رسولوں ہی کو نہیں بلکہ رسولوں کے شاگردوں کو بھی مقرر کیا۔ مرقس اور لوقا رسولوں کے شاگرد تھے اور خدا نے اِن سے بھی الہامی کتابیں لکھوائیں۔ اِن کی طرح رسولوں کے دیگر شاگردوں سے بھی یہی کام لیا جا سکتا تھا اور ان کو بھی الہامی کتابیں لکھنے کے لئے مقرر کیا جا سکتا تھا۔

عہدِ جدید کی سب کتابیں رسولوں اور اُن کے شاگردوں کی لکھی ہوئی ہیں لہٰذا یہ سب کی سب یقیناً الہامی اور خدا کا کلام ہیں کیونکہ جس طرح اُن کا تقریری کلام خدا کا کلام ہوتا تھا اُسی طرح اُن کا تحریری کلام بھی خدا کا کلام تھا۔ بعض یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان کتابوں میں سے ہر ایک کتاب میں یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہر ایک کتاب میں اس لئے نہیں لکھا ہے کیونکہ یہ لکھا ہوا ہونا لازمی نہیں ہے۔ مسیحی اُمت نئی اُمت ہے نیا اسرائیل ہے۔ اہلِ خدا ہے۔ رسولی زمانے میں اِس میں رسول انبیا اور ملہمین تھے۔ اہلِ خدا کے رسولوں اور اُن کے شاگردوں نے ان کتابوں کو لکھا۔ اِن کتابوں کا اُن کی

تصنیف ہونا بذاتِ خود اِس بات کا ثبوت ہے کہ مُلہمین کی تصنیف ہونے کے باعث بنفسِہٖ یہ کتابیں خُدا کا کلام ہیں۔ اگر کتابوں میں کلامِ الٰہی ہونے کا جھوٹا دعوےٰ کیا گیا ہو تو وہ کلام الٰہی نہیں ہوتیں۔

ہر چیز اپنی خاصیت سے پہچانی اور جانی جاتی ہے۔ بائیبل مقدس کی خاصیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خُدا کی کتاب یعنی خُدا کا کلام ہے۔ انجیل کی کتابوں میں سے ہر کتاب میں نہیں لکھا کہ یہ الہامی کتاب ہے اور خُدا کا کلام ہے۔ رسولوں اور اُن کے مُلہم شاگردوں کا مُصنّف ہونا ہی اِس بات کا کافی ووافی ثبوت ہے کہ یہ الہامی کتابیں ہیں اور خُدا کا کلام ہیں۔ اِن پر اِس لیبل کی ضرورت نہیں کہ یہ خُدا کا کلام ہیں۔ یہ لیبل جھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔ یہ لیبل کسی کتاب کو خُدا کا کلام ثابت نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی کتاب خُدا کا کلام نہ ہو تو یہ لیبل کس کام کا ہے۔ یہ لیبل سوائے دھوکے اور فریب کے اور کیا ہوگا اور جو کتاب فی الحقیقت خُدا کا کلام ہے اس پر یہ لیبل نہ بھی ہو تو پھر بھی وہ خُدا کا کلام ہی ہے۔ انجیل مقدس کی ہر کتاب کسی مُلہم کی لکھی ہوئی ہے۔ یہ کتابیں مسیحی کلیسیا کے اشخاص نے لکھیں۔ مسیحی کلیسیا میں لکھیں اور مسیحی کلیسیا کے لئے لکھیں۔ مسیحی کلیسیا نے رُوح القدس کی مدد اور روشنی سے بعض کتابوں کو جلد اور بعض کو بدیر۔ بعض کو آسانی اور بعض کو محنت سے جان اور پہچان لیا کہ یہ کتابیں الہامی ہیں۔ جن کتابوں کے بارے میں کلیسیا نے فیصلہ کیا ہُوا

ہے کہ یہ الہامی ہیں وہ یقیناً الہامی اور قانونی ہیں اور ان میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

تقریروں میں الہام:۔

رسولوں اور اُن کے ہم خدمت شاگردوں کے تقریری کلام کو اعمال کی کتاب میں بار بار کلام خُدا کا کلام یا خُداوند کا کلام کہا گیا ہے۔ اِس میں ان کے وعظوں اور اُن کی تقریروں کو خُدا کا کلام کہا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ جب وہ دُعا کر چکے تو جس مکان میں جمع تھے وہ ہل گیا اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے۔ اور خُدا کا کلام دلیری سے سُناتے رہے" اعمال ۴: ۳۱۔

"خُدا کا کلام پھیلتا رہا اور یروشلیم میں شاگردوں کا شمار بہت ہی بڑھتا گیا اور کاہنوں کا بڑا گروہ اِس دین کے تحت میں ہو گیا" اعمال ۶: ۷۔ "جب رسولوں نے جو یروشلیم میں تھے سُنا کہ سامریوں نے خُدا کا کلام قبول کر لیا ہے تو پطرس اور یوحنا کو اُن کے پاس بھیجا" اعمال ۸: ۱۴۔ "رسولوں اور بھائیوں نے جو یہودیہ میں تھے سُنا کہ غیر قوموں نے بھی خُدا کا کلام قبول کر لیا ہے" اعمال ۱۱: ۱۔

"دوسرے سبت کو تقریباً سارا شہر خُدا کا کلام سُننے کو اکٹھا ہوا" اعمال ۱۳: ۴۴۔

"وہ رُوح القدس کے بھیجے ہوئے سلوکیہ کو گئے اور وہاں سے جہاز پر کپرس کو چلے اور سلمیس میں پہنچ کر یہودیوں کے عبادت خانوں میں خُدا کا کلام سُنانے لگے" اعمال ۱۳: ۴۔۵۔

"سرگیس پولوس صوبہ دار ۔ ۔ ۔ جو صاحب تمیز آدمی تھا۔ اُس نے برنباس اور ساؤل کو بلاکر خُدا کا کلام سُننا چاہا" اعمال ۱۳: ۷"پولوس اور برنباس دلیر ہو کر کہنے لگے کہ ضرور تھا کہ خُدا کا کلام پہلے تمہیں سُنایا جائے لیکن چونکہ تم اِس کو رد کرتے ہو اور اپنے آپ کو ہمیشہ کی زندگی کے ناقابل ٹھہراتے ہو تو دیکھو ہم غیر قوموں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں" اعمال ۱۳: ۴۶"غیر قوم والے یہ سُنکر خوش ہوئے اور خُدا کے کلام کی بڑائی کرنے لگے اور جتنے ہمیشہ کی زندگی کے لئے مقرر کئے گئے تھے ایمان لے آئے اور اُس تمام علاقے میں خُدا کا کلام پھیل گیا" اعمال ۱۳: ۴۸۔ ۴۹"۔ چند روز بعد پولوس نے برنباس سے کہا کہ جن شہروں میں ہم نے خُدا کا کلام سُنایا تھا آؤ پھر اُن میں چل کر بھائیوں کو دیکھیں کہ کیسے ہیں" اعمال ۱۵: ۳۶ "جب تھسلنیکے کے یہودیوں کو معلوم ہُوا کہ پولوس بیریہ میں بھی خُدا کا کلام سُناتا ہے تو وہاں بھی جاکر لوگوں کو ابھارا اور اُن میں کھلبلی ڈالی" اعمال ۱۷: ۱۳"۔ وہ ڈیڑھ برس اُن میں رہ کر خُدا کا کلام سکھاتا رہا" اعمال ۱۸: ۱۱۔ اور اِن مقاموں میں خُداوند کا کلام بیان کیا گیا ہے ملاحظہ ہو۔ "پھر وہ گواہی دے کر اور خُداوند کا کلام سُناکر یروشلیم کو واپس ہوئے" اعمال ۸: ۲۵۔ "پولوس اور برنباس انطاکیہ ہی میں رہے اور بہت سے اور لوگوں کے ساتھ خُداوند کا کلام سکھاتے اور اُس کی منادی کرتے رہے" اعمال ۱۵: ۳۵۔" اُنہوں نے اُس کو اور اُس کے سب گھر والوں کو خُداوند کا کلام سُنایا" اعمال ۱۶: ۳۲۔" دو برس تک یہی ہوتا

دیا یہاں تک کہ آسیہ کے رہنے والوں کیا یہودی کیا یونانی سب نے خُداوند کا کلام سُنا" اعمال ۱۹ : ۱۰۔ "خُداوند کا کلام زور پکڑ کر پھیلتا اور غالب ہوتا گیا" اعمال ۱۹ : ۲۰۔

کلام کے سننے والوں میں "اور ان مقاموں میں کلام کہا گیا ہے" سے بہتیرے ایمان لائے یہاں تک کہ مردوں کی تعداد پانچ ہزار کے قریب ہو گئی" اعمال ۴ : ۴۔ "اب اے خُداوند! اُن کی دھمکیوں کو دیکھ اور اپنے بندوں کو یہ توفیق دے کہ وہ تیرا کلام کمال دلیری کے ساتھ سُنائیں" اعمال ۴ : ۲۹۔ "ہم تو دُعا میں اور کلام کی خدمت میں مشغول رہیں گے" اعمال ۶ : ۴۔ "جو پراگندہ ہوئے تھے وہ کلام کی خوشخبری دیتے پھرے" اعمال ۸ : ۴۔ "پطرس یہ باتیں کہہ ہی رہا تھا کہ رُوح القدس اُن سب پر نازل ہُوا جو کلام سُن رہے تھے" اعمال ۱۰ : ۴۴۔ "پرگہ میں کلام سُنا کر اتلیہ کو گئے" اعمال ۱۴ : ۲۵۔ "وہ فروگیہ اور گلتیہ کے علاقے میں سے گزرے کیونکہ رُوح القدس نے اُنہیں آسیہ میں کلام سنانے سے منع کیا" اعمال ۱۶ : ۶۔ "یہ لوگ تھسلنیکے کے یہودیوں سے نیک ذات تھے کیونکہ اُنہوں نے بڑے شوق سے کلام کو قبول کیا" اعمال ۱۷ : ۱۱۔

انجیل کا کلام نجات کا کلام ہے "اے بھائیو! ابراہیم کے فرزندو اور اَے خُداترسو! اِس نجات کا کلام ہمارے پاس بھیجا گیا" اعمال ۱۳ : ۲۶۔ یہ خُدا کے فضل کا کلام ہے "اب میں تمہیں خُدا اور اس کے فضل کے کلام کے سپرد کرتا ہوں جو تمہاری ترقی کر سکتا ہے اور تمام مقدسوں میں شریک کر کے میراث دے سکتا ہے" اعمال ۲۰ : ۳۲۔

رومیوں کے خط سے لے کر مکاشفہ کی کتاب تک کلام الٰہی کے بارے میں مندرجہ ذیل گواہی پائی جاتی ہے۔

خُدا کا کلام۔ "ہم نے شرم کی پوشیدہ باتوں کو ترک کر دیا ہے اور مکاری کی چال نہیں چلتے۔ نہ خُدا کے کلام میں آمیزش کرتے ہیں بلکہ حق ظاہر کر کے خُدا کے روبرو ہر ایک آدمی کے دل میں اپنی نیکی بٹھاتے ہیں" ۲۔کرنتھیوں ۴: ۲۔ "میں خُدا کے اُس انتظام کے مطابق خادم بنا جو تمہارے واسطے میرے سپرد ہُوا تاکہ میں خُدا کے کلام کی پوری پوری منادی کروں" کلسیوں ۱: ۲۵۔ "ہم بھی بلاناغہ خُدا کا شکر کرتے ہیں کہ جب خُدا کا کلام ہماری معرفت تمہارے پاس پہنچا تو تم نے اُسے آدمیوں کا کلام سمجھ کر نہیں بلکہ جیسا حقیقت میں ہے خُدا کا کلام جان کر قبول کیا اور وہ تم میں جو ایمان لائے ہو تاثیر بھی کر رہا ہے" ۱۔تھسلنیکیوں ۲: ۱۳۔ "میری اُس خوشخبری کے موافق جس کے لئے میں بدکار کی طرح دکھ اٹھاتا ہُوں یہاں تک کہ قید ہُوں مگر خدا کا کلام قید نہیں" ۲۔تیموتاؤس ۲: ۸-۹۔ "وقت کے خیال سے تو تمہیں اُستاد ہونا چاہیئے تھا مگر اب اس بات کی حاجت ہے کہ کوئی شخص خُدا کے کلام کے ابتدائی اصول تمہیں پھر سکھائے" عبرانیوں ۵: ۱۲۔ "متقی اور پاک دامن اور گھر کا کاروبار کرنے والی اور مہربان ہوں اور اپنے اپنے شوہر کے تابع رہیں تاکہ خُدا کا کلام بدنام نہ ہو" طیطس ۲: ۵ "خدا کا کلام زندہ اور مؤثر اور ہر ایک دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے اور جان اور روح اور بند بند اور گودے گودے کو جُدا کر کے گزر جاتا ہے اور دل کے خیالوں اور ارادوں کو جانچتا

ہے" عبرانیوں ۴: ۱۲- "تم فانی تخم سے نہیں بلکہ غیر فانی سے خدا کے کلام کے وسیلے سے جو زندہ اور قائم ہے نئے سرے سے پیدا ہوئے ہو" ۱- پطرس ۱: ۲۳-

"خدا کا کلام تم میں قائم رہتا ہے" ۱- یوحنا ۲: ۱۴- "یسوع مسیح کا مکاشفہ جو اُسے خدا کی طرف سے اِس لئے ہُوا کہ اپنے بندوں کو وہ باتیں دکھائے جن کا ہونا ضرور ہے اور اُس نے اپنے فرشتے کو بھیج کر اُس کی معرفت اُنہیں اپنے بندے یوحنا پر ظاہر کیا جس نے خدا کے کلام اور یسوع مسیح کی گواہی کو یعنی ان سب چیزوں کو جو اُس نے دیکھی تھیں شہادت دی" مکاشفہ ۱: ۱-۲- "میں یوحنا جو تمہارا بھائی اور یسوع کی مصیبت اور بادشاہی اور صبر میں تمہارا شریک ہوں۔ خدا کے کلام اور یسوع کی نسبت گواہی دینے کے باعث اُس ٹاپو میں تھا جو پتمس کہلاتا ہے" مکاشفہ ۱: ۹ "پھر میں نے تخت دیکھے اور لوگ اُن پر بیٹھ گئے اور عدالت اُن کے سپرد کی گئی اور اُن کی روحوں کو بھی دیکھا جن کے سر یسوع کی گواہی دینے اور خدا کے کلام کے سبب سے کاٹے گئے تھے" مکاشفہ ۲۰: ۴-

خداوند کا کلام: "تمہارے ہاں سے نہ فقط مقدونیہ اور اخیہ میں خداوند کے کلام کا چرچا پھیلا ہے بلکہ تمہارا ایمان جو خدا پر ہے ہر جگہ ایسا مشہور ہو گیا ہے کہ ہمارے کہنے کی کچھ حاجت نہیں" ۱- تھسلنیکیوں ۱: ۸- "اے بھائیو! ہمارے حق میں دعا کرو کہ خداوند کا کلام ایسا جلد پھیل جائے اور جلال پائے جیسا تم میں" ۲- تھسلنیکیوں ۳: ۱- خداوند کا کلام ابد تک قائم رہے گا یہ وہی خوشخبری

کا کلام ہے جس کی ہم منادی کرتے ہیں" رومیوں ۱۰ : ۸ ۔" ایمان کے کلام پر جو اِس تعلیم کے موافق ہے قائم ہو" ططس ۱ : ۹ ۔

صلیب کا پیغام :" صلیب کا پیغام ہلاک ہونے والوں کے نزدیک تو بیوقوفی ہے مگر ہم نجات پانے والوں کے نزدیک خُدا کی قدرت ہے" ۱۔ کرنتھیوں ۱ : ۱۸ ۔

تقریر اور منادی (تقریری کلام) خُدا کی قدرت اور رُوح سے ثابت ہوتی ہے اور خُدا کی قدرت پر موقوف ہے :" میری تقریر اور میری منادی میں حکمت کی لبھانے والی باتیں نہیں تھیں بلکہ وہ روح اور قدرت سے ثابت ہوتی تھی تاکہ تمہارا ایمان انسان کی حکمت پر نہیں بلکہ خُدا کی قدرت پر موقوف ہو" ۱۔ کرنتھیوں ۲ : ۴ ۔ ۵ ۔

میل ملاپ کا پیغام :" مطلب یہ ہے کہ خُدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل ملاپ کر لیا اور اُن کی تقصیروں کو اُن کے ذمے نہ لگایا اور اُس نے میل ملاپ کا پیغام ہمیں سونپ دیا ہے" ۲۔ کرنتھیوں ۵ : ۱۹ ۔

کلام :" جیسے تم ہر بات میں ایمان اور کلام اور علم اور پوری سرگرمی اور اُس محبت میں جو ہم سے رکھتے ہو سبقت لے گئے ہو ویسے ہی اِس خیرات کے کام میں بھی سبقت لے جاؤ" ۲۔ کرنتھیوں ۸ : ۷ ۔" کلام کی تعلیم پانے والا تعلیم دینے والے کو سب اچھی چیزوں میں شریک کرے" غلاطیوں ۶ : ۶ ۔" جو بزرگ اچھا انتظام کرتے ہیں خاص کر وہ جو کلام سنانے اور تعلیم دینے میں محنت کرتے ہیں دو چند عزت کے لائق سمجھے جائیں" ۱۔ تیموتاؤس ۵ : ۱۷ ۔" تو کلام

کی منادی کر"۔ ۲۔ تیمو تاؤس ۴: ۲۔ "کلام پر عمل کرنے والے بنو نہ محض سُننے والے جو اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں کیونکہ جو کوئی کلام کا سُننے والا ہو اور اُس پر عمل کرنے والا نہ ہو وہ اُس شخص کی مانند ہے جو اپنی قدرتی صورت آئینے میں دیکھتا ہے اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو دیکھ کر چلا جاتا اور فوراً بھول جاتا ہے کہ میں کیسا تھا" یعقوب ۱: ۲۲-۲۴۔ خط مؤثر اور زبردست ہیں۔ اُس کے خط تو البتہ مؤثر اور زبردست ہیں لیکن جب خود موجود ہوتا ہے تو کمزور سا معلوم ہوتا ہے" ۲۔ کرنتھیوں ۱۰: ۱۰۔

کلام کے ساتھ پانی سے غُسل دینا۔ "مسیح نے بھی کلیسیا سے محبت کرکے اپنے آپ کو اُس کے واسطے موت کے حوالے کر دیا تاکہ اُس کو کلام کے ساتھ پانی سے غُسل دے کر اور صاف کرکے مقدس بنائے" افسیوں ۵: ۲۵-۲۶۔

خُدا کا کلام نجات کا خود اور رُوح کی تلوار ہے۔ "نجات کا خود اور رُوح کی تلوار جو خُدا کا کلام ہے لے لو" افسیوں ۶: ۱۷۔

کلام انجیل یا خوشخبری کا بھید ہے۔ "سب مقدسوں کے واسطے بلاناغہ دُعا کیا کرو اور میرے لئے بھی تاکہ بولنے کے وقت مجھے کلام کرنے کی توفیق ہو جس سے میں خوشخبری کے بھید کو دلیری سے ظاہر کروں" افسیوں ۶: ۱۸-۱۹۔

خوشخبری یا انجیل کا کلام۔ "یہ وہی خوشخبری کا کلام ہے جو تمہیں سُنایا گیا تھا" ۱۔ پطرس ۱: ۲۵۔ نجات کے لئے کلام۔ "وہ ہمیں غیر قوموں کو اُن کی نجات کے لئے کلام سُنانے سے منع

کرتے ہیں تاکہ اُن کے گناہوں کا پیمانہ ہمیشہ بھرتا رہے لیکن اُن پر انتہا کا غضب آ گیا ہے" ا۔ تھسلنیکیوں ۲: ۱۶۔

کلام کی دو صورتیں ہیں زبانی اور خط یعنی تقریری اور تحریری۔ "اے بھائیو! ثابت قدم رہو اور جن روایتوں کی تم نے ہماری زبانی یا خط کے ذریعے سے تعلیم پائی ہے اُن پر قائم رہو" ۲۔ تھسلنیکیوں ۲: ۱۵۔

سچائی یا حق کا کلام۔ "اپنے آپ کو خُدا کے سامنے مقبول اور ایسے کام کرنے والے کی طرح پیش کرنے کی کوشش کر جس کو شرمندہ ہونا نہ پڑے اور جو حق کے کلام کو درستی سے کام میں لاتا ہو" ۲۔ تیموتاؤس ۲: ۱۵۔

اپنا کلام یعنی خُدا کا اپنا کلام۔ "اُس نے مناسب وقتوں پر اپنے کلام کو اُس پیغام میں ظاہر کیا جو ہمارے منجی خُدا کے حکم کے مطابق میرے سُپرد ہُوا" طیطس ۱: ۳۔

راستبازی کا کلام۔ "دودھ پیتے ہوئے کو راستبازی کے کلام کا تجربہ نہیں ہوتا اِس لئے کہ وہ بچہ ہے" عبرانیوں ۵: ۱۳۔

خُدا کا عمدہ کلام۔ "جن لوگوں کے دل ایک بار روشن ہو گئے اور وہ آسمانی بخشش کا مزہ چکھ چکے اور رُوح القدس میں شریک ہو گئے اور خُدا کے عمدہ کلام اور آئندہ جہان کی قوتوں کا ذائقہ لے چکے" عبرانیوں ۶: ۴-۵۔

قسم کا کلام۔ "شریعت تو کمزور آدمیوں کو سردار کاہن مقرر کرتی ہے مگر اُس قسم کا کلام جو شریعت کے بعد کھائی گئی اُس بیٹے کو مقرر کرتا ہے جو ہمیشہ کے لئے کامل کیا گیا ہے" عبرانیوں ۷: ۲۸۔

نصیحت کا کلام: "اَے بھائیو! مَیں تم سے التماس کرتا ہُوں کہ اِس نصیحت کے کلام کی برداشت کرو" عبرانیوں ۱۳: ۲۲۔

کلام حق: "اُس نے اپنی مرضی سے ہمیں کلامِ حق کے وسیلے سے پیدا کیا تاکہ اُس کی مخلوقات میں سے ہم ایک طرح کے پہلے پھل ہوں" یعقوب ۱: ۱۸۔ "کلامِ حق سے" ۲-کرنتھیوں ۶: ۷۔ "اُسی میں تم پر بھی جب تم نے کلامِ حق کو سُنا جو تمہاری نجات کی خوشخبری ہے اور اُس پر ایمان لائے پاک موعودہ رُوح کی مُہر لگی" افسیوں ۱: ۱۳۔

نجات بخش کلام۔ "ساری نجاست اور بدی کے فُضلے کو دور کرکے اُس کلام کو حلیمی سے قبول کرلو جو دل میں بویا گیا اور تمہاری روحوں کو نجات دے سکتا ہے" یعقوب ۱: ۲۱۔

نبوّت کا کلام۔ "اِس نبوّت کی کتاب کا پڑھنے والا اور اس کے سُننے والے اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس پر عمل کرنے والے مبارک ہیں کیونکہ وقت نزدیک ہے" مکاشفہ ۱: ۳۔

میرا کلام یعنی یسُوع مسیح کا کلام۔ "میں تیرے کاموں کو جانتا ہُوں (دیکھ مَیں نے تیرے سامنے ایک دروازہ کھول رکھا ہے کوئی اُسے بند نہیں کرسکتا) کہ تجھ میں تھوڑا سا زور ہے اور تُو نے میرے کلام پر عمل کیا ہے اور میرے نام کا انکار نہیں کیا" مکاشفہ ۳: ۸۔

صبر کا میرا کلام یعنی صبر کرنے کے بارے میں میرا کلام: "تُو نے میرے صبر کے کلام پر عمل کیا ہے اِس لئے میں بھی آزمائش کے اُس وقت تیری حفاظت کروں گا جو زمین کے رہنے والوں کے

آزمانے کے لئے تمام دُنیا پر آنے والا ہے" مکاشفہ ۳ : ۱۰

مندرجہ بالا مقاموں اور حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ انجیل کے مذہب کے مبلغین اوّلین خُدا کے کلام کی منادی کرتے تھے اور وہ خُدا کا کلام تقریری اور تحریری صورت میں پیش کرتے تھے تحریری صورت میں خُدا کا کلام پیش کرنے کی مثالیں مقدس مرقس کی انجیل ۔ مُقدّس یُوحنّا کی انجیل ۔ مُقدّس پولوس کے خطوط اور مکاشفہ کی کتاب ہیں ۔ جبکہ اُن کا تقریری کلام خُدا کا کلام تھا تو اُن کا تحریری کلام خُدا کا کلام کیوں نہیں ہے ۔ اِسی طرح متی ۔ یُوحنا ۔ یعقوب ۔ پطرس اور یہوداہ کی تصانیف بھی خُدا کا کلام ہے ۔

کلام کی منادی یعنی انجیل کی منادی کا بیان ملاحظہ ہو" پرگہ میں کلام سُنا کر اتلیہ میں گئے" اعمال ۱۴ : ۲۵ ۔ " بھائیو! تم جانتے ہو کہ بہت عرصہ ہُوا جب خُدا نے تم لوگوں میں سے مجھے چُنا تھا کہ غیر قومیں میری زبان سے انجیل کا کلام سُن کر ایمان لائیں" اعمال ۱۵ : ۱۷ ۔ " اَے بھائیو! ابراہیم کے فرزندو! اور اَے خُدا ترسو! اِس نجات کا کلام ہمارے پاس بھیجا گیا ہے" اعمال ۱۳ : ۲۶ ۔ " جب وہ دُعا کر چکے تو جس مکان میں جمع تھے وہ ہل گیا اور وہ سب رُوح القدس سے بھر گئے اور خُدا کا کلام دلیری سے سُناتے رہے" اعمال ۴ : ۳۱ ۔ " ان بارہ شاگردوں کی جماعت کو اپنے پاس بلا کر کہا مناسب نہیں کہ ہم خُدا کے کلام کو چھوڑ کر کھانے پینے کا انتظام کریں" اعمال ۶ : ۲ " خدا کا کلام پھیلتا رہا اور یروشلیم میں شاگردوں کا شمار بہت ہی بڑھتا گیا اور کاہنوں کا بڑا گروہ اس دین

کے تحت میں ہو گیا" اعمال ۶: ۷۔ "جب رسُولوں نے جو یروشلیم میں تھے سُنا کہ سامریوں نے خُدا کا کلام قبول کر لیا ہے تو پطرس اور یوحنا کو اُن کے پاس بھیجا" اعمال ۸: ۱۴ "رسولوں اور بھائیوں نے جو یہودیہ میں تھے سُنا کہ غیر قوموں نے بھی خُدا کا کلام قبول کر لیا ہے" اعمال ۱۱: ۱۔

"سرگیئس پولس صوبے دار ۔۔۔ جو صاحب تمیز آدمی تھا اُس نے برنباس اور ساؤل کو بلا کر خُدا کا کلام سُننا چاہا" اعمال ۱۳: ۷ "دوسرے سبت کو تقریباً سارا شہر خُدا کا کلام سُننے کو اکٹھا ہُوا" اعمال ۱۳: ۴۴۔ "پولس اور برنباس دلیر ہو کر کہنے لگے کہ ضرور تھا کہ خُدا کا کلام پہلے تمہیں سُنایا جائے" اعمال ۱۳: ۴۶۔ "غیر قوم والے یہ سُنکر خوش ہوئے اور خُدا کے کلام کی بڑائی کرنے لگے اور جتنے ہمیشہ کی زندگی کے لئے مقرر کئے گئے تھے ایمان لے آئے اور اُس تمام علاقے میں خُدا کا کلام پھیل گیا" اعمال ۱۳: ۴۸۔۴۹۔ "اِس طرح خُداوند کا کلام زور پکڑ کر پھیلتا اور غالب ہوتا گیا" اعمال ۱۹: ۲۰۔

انجیل کا الہام پہلے تقریری پھر تحریری:۔

انجیل کے مذہب کا کلام پہلے تقریری تھا لیکن پھر تحریر میں بھی لایا گیا۔ رسول اور اُن کے شاگرد زیادہ تر زبانی صورت میں کلامِ الٰہی سنایا کرتے تھے لیکن خُدا نے اُن میں سے کچھ مبلغین کو کلامِ الٰہی لکھنے کے لئے مقرر کیا اور وہ انجیلِ مقدس کی ستائیس کتابوں

یعنی عہدِ جدید کو ضبطِ تحریر میں لائے لہذا عہدِ جدید بھی عہدِ عتیق کی طرح خدا کا کلام ہے۔

الہامی کتاب لکھی لکھائی نہیں آتی :-

مذاہب عالم کی کوئی بھی مقدس کتاب تحریری صورت میں یا لکھی لکھائی نہیں ملی تھی۔ سب پہلے زبانی صورت میں تھیں اور بعد میں لکھی گئیں۔ وید پہلے زبانی تھے اور بعد میں تحریر میں لائے گئے۔ زرتشتیوں کی ژند اوستا اور بدھوں کی تری پٹا کا اور سکھوں کے گرنتھ صاحب کا بھی یہی حال ہے۔ قرآن مجید بھی تحریری صورت میں نازل نہیں ہوتا تھا بلکہ تقریری صورت میں یا زبانی نازل ہوتا تھا۔ وہ کاغذ پر نہیں اتارا جاتا تھا بلکہ آنحضرت صلعم کے دل پر اتارا جاتا تھا۔ اس کی اشاعت اور تبلیغ بھی زبانی اور تقریری صورت ہی میں ہوتی رہی اور آنحضرت صلعم کے وصال کے بعد جامعین قرآن نے اسے کتابی صورت میں جمع کیا اور آپؐ کے وصال کے بعد کتابی صورت میں آیا۔ قرآن مجید میں جس قرآن کو خدا کا کلام فرمایا گیا ہے وہ تحریری قرآن نہیں بلکہ تقریری قرآن ہے۔ قرآن مجید میں جس قرآن کو کتاب کہا گیا ہے اس سے بھی لکھا ہوا قرآن مراد نہیں بلکہ تقریری قرآن ہی کو کتاب کہا گیا ہے۔

کتاب صرف تحریری کلام ہی نہیں ہوتا بلکہ تقریری کلام بھی کتاب ہوتا ہے۔ مصباح اللغات جو عربی کی ایک ڈکشنری ہے اُس کے صفحہ ۱۲ کے پہلے کالم میں کتاب کے معنی یہ لکھے ہیں" الکتاب۔

"الکتاب۔ جس میں لکھا جائے۔ خط۔ صحیفہ۔ فرض۔ حکم۔ اندازہ" پس
فرض حکم اور اندازہ ہونے کے معنی میں غیر مرقومہ فرائض احکام اور
اندازے وغیرہ بھی کتاب ہوتے ہیں۔ اردو معنوں والی فارسی
ڈکشنری غیاث اللغات صفحہ ۲۳۱ کالم ۲ میں کتاب کے یہ معنی لکھے
ہیں۔ نامہ۔ لکھت۔ اندازہ۔ فرض کیا ہوا۔ غلام یا لونڈی کا روپیہ
کے عوض نکاح کرنا۔ غیاث اللغات جس میں الفاظ کے معنی فارسی
میں دئے ہوئے ہیں اُس کے صفحہ ۳۵۶ پر لفظِ کتاب کے یہ
معنی دئے گئے ہیں۔ نبشتہ و بمعنی نوشتن و اندازہ و فرض کردہ
و آزاد کردن غلام و کنیزک را بمعاوضۂ مالِ الیشان۔ پس اردو معنوں
والی ڈکشنری میں بھی "نکاح کرنا" کی بجائے "آزاد کرنا" چاہیئے تھا۔

اِن کے علاوہ اور ڈکشنریوں سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر
مرقومہ باتیں بھی کتاب ہوتی ہیں اور یہ تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن
مجید آنحضرت صلعم کی زندگی میں کتابی صورت میں نہیں تھا اور قرآن
مجید کی جو موجودہ کتابی صورت ہے اِس میں یقیناً نہیں تھا اور مکمل کتابی
صورت میں ہو بھی کیسے سکتا تھا کیونکہ یہ تئیس ۲۳ سال کے عرصے میں
تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہُوا تھا۔ اِس کی مکمل کتابی صورت آنحضرت صلعم
کے وصال کے بعد ہی ہو سکتی تھی چنانچہ قرآن مجید کی موجودہ صورت
خلفائے راشدین میں سے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان کی مقرر کردہ
جامع قرآن کمیٹی کی ترتیب دادہ کتابی صورت ہے۔

مبلغین اور جامعین ملہمین تھے:۔

عہدِ جدید کی کتابیں لکھنے والے مسیح کی زندگی کے حالات اُس کی تعلیمات اور اُس کی کلیسیا کی ابتدائی تاریخ کے جامعین ہی نہیں تھے بلکہ وہ اُنہیں الہام الٰہی سے تصنیف کرنے والے بھی تھے کیونکہ وہ مصنفین ہونے سے پہلے اور تصنیف کے وقت ملہمین تھے۔ بائیبل مقدس کی باتوں کے جمع کرنے والوں اور اُن کے لکھنے والوں کی امتیازی فوقیت یہ ہے کہ وُہ ملہمین تھے یعنی جنہوں نے بائیبل مقدس کی باتوں کو جمع کر کے لکھا اُنہوں نے اُنہیں الہام الٰہی ہی سے لکھا تھا کیونکہ وہ نبی رسول اور پیغمبر یعنی مُلہم تھے۔ سب نبی رسول اور پیغمبر ملہم ہوتے تھے اور بائیبل مقدس نبیوں رسولوں اور پیغمبروں کی لکھی ہوئی ہے لہٰذا یہ مُلہمین کی لکھی ہوئی ہے۔ بائیبل مقدس کی کتابوں کے لکھنے والوں کا مُلہم ہونا یعنی نبی رسول اور پیغمبر ہونا اور دیگر مقدس کتابوں کے جمع کرنے اور لکھنے والوں کا مُلہم نہ ہونا بائیبل مقدس کے لکھنے والوں کی امتیازی فوقیت ہے اور اُن کی تصانیف کی بھی امتیازی فوقیت ہے۔

انجیل کی تبلیغ کرنے والے رسول جب تقریری صورت میں کلامِ الٰہی کی اشاعت و تبلیغ کا کام کرتے تھے تو وہ اپنے ساتھیوں کو بھی اِس کام میں شریک کیا کرتے تھے اور اسی طرح تحریری صورت میں کلام الٰہی پیش کرنے کے کام میں بھی اپنے ساتھیوں کو شریک کرتے تھے اور جس طرح اُن کے ساتھیوں نے زبانی اشاعت

کی اُسی طرح انہوں نے تحریر و تصنیف سے بھی اشاعت کی مثلاً مقدس مرقس نے دوسری انجیل اور مقدس لُوقا نے تیسری انجیل اور اعمال کی کتاب لکھی اور اور رسولوں کی طرح مقدس پولوس رسُول بھی اپنے شاگردوں اور ساتھیوں کو تبلیغی سفروں میں اپنے ساتھ رکھتا تھا اور الہامی خط لکھتے وقت بھی اپنے ساتھیوں کو اپنے اس کلام میں شریک کرتا تھا۔ یعنی جب وہ کسی کو خط بھیجتا تھا تو صرف اپنی ہی طرف سے نہیں بلکہ اپنے ساتھ اپنے ساتھیوں کی طرف سے بھی بھیجتا تھا۔

خُداوند یسُوع مسیح کے رسول اپنے آپ کو خُدا کے بندے یسوع مسیح کے بندے خُدا کے رسُول اور یسُوع مسیح کے رسُول کہتے تھے۔ تو اُن کا تحریر کردہ کلام وحی والہام کیوں نہیں ہے اُن کی تصنیفات بالضرور کلامِ الٰہی ہیں۔ اُن کا اپنے آپ کو رسول اور بندہ کہنے کا مطلب خُدا کی طرف سے بھیجا ہُوا ہونا اور اُس کا خادم ہونا ہے" پولوس کی طرف سے جو یسُوع مسیح کا بندہ ہے اور رسول ہونے کے لئے بلایا گیا اور خُدا کی انجیل کے لئے مخصوص کیا گیا" رومیوں ۱:۱ "پولوس کی طرف سے جو خُدا کی مرضی سے یسُوع مسیح کا رسول ہونے کے لئے بلایا گیا اور بھائی سوستھینس کی طرف سے" ۱۔کرنتھیوں ۱:۱۔"پولوس کی طرف سے جو خدا کی مرضی سے مسیح یسُوع کا رسول ہے اور بھائی تیمتھیس کی طرف سے" ۲۔کرنتھیوں ۱:۱۔"پولوس کی طرف سے جو نہ انسانوں کی جانب سے نہ انسان کے سبب سے بلکہ یسُوع مسیح اور خُدا باپ کے سبب سے جس نے اُس کو مُردوں میں سے

بلایا رسُول ہے" غلاطیوں ۱:۱۔ "پولوس کی طرف سے جو خُدا کی مرضی سے مسیح یسوع کا رسول ہے" افسیوں ۱:۱۔ مسیح یسوع کے بندوں پولوس اور تیمتھیس کی طرف سے" فلپیوں ۱:۱۔

پولوس کی طرف سے جو خُدا کی مرضی سے مسیح یسوع کا رسول ہے اور بھائی تیمتھیس کی طرف سے" کلسیوں ۱:۱۔ "پولوس اور سلوانس اور تیمتھیس کی طرف سے" ۱۔تھسلنیکیوں ۱:۱ اور ۲۔تھسلنیکیوں ۱:۱۔ "پولوس کی طرف سے جو ہمارے منجی خُدا اور ہمارے امید گاہ مسیح یسوع کے حُکم سے مسیح یسوع کا رسول ہے" ۱۔تیمتھیس ۱:۱۔ "پولوس کی طرف سے جو اُس زندگی کے وعدے کے موافق جو مسیح یسوع میں ہے خُدا کی مرضی سے یسوع مسیح کا رسول ہے" ۲۔تیموتاوس ۱:۱۔ "پولوس کی طرف سے جو خُدا کا بندہ اور یسوع مسیح کا رسول ہے" طیطس ۱:۱۔ "پولوس رسول کی طرف سے جو مسیح یسوع کا قیدی ہے اور بھائی تیمتھیس کی طرف سے" فلیمون ۱:۱۔ "خُدا کے اور خُداوند یسوع مسیح کے بندے یعقوب کی طرف سے" یعقوب ۱:۱۔ "پطرس کی طرف سے جو یسوع مسیح کا رسول ہے" ۱۔پطرس ۱:۱۔ "شمعون پطرس کی طرف سے جو مسیح یسوع کا بندہ اور رسول ہے" ۲۔پطرس ۱:۱۔ "یہوداہ کی طرف سے جو مسیح یسوع کا بندہ اور یعقوب کا بھائی ہے" یہوداہ ۱:۱۔ "یسوع مسیح کا مکاشفہ جو اُسے خُدا کی طرف سے اِس لئے ہُوا کہ اپنے بندوں کو وہ باتیں دکھائے جن کا جلد ہونا ضرور ہے اور اُس نے اپنے فرشتے کو بھیج کر اُنہیں اپنے بندے یوحنا پر ظاہر کیا۔۔۔ اِس نبوت کی کتاب کا پڑھنے

والا اور اُس کے سننے والے اور جو کچھ اُس میں لکھا ہے اُس پر عمل کرنے والے مبارک ہیں کیونکہ وقت نزدیک ہے" مکاشفہ ۱:۱-۳۔

انجیل سے مُراد تمام عہدِ جدید ہے:-

انجیل کے مجموعے کی کتابیں بمنزلہ سُورتوں کے ہیں اس لئے ہر ایک کتاب کے بارے میں یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ خُدا کا کلام ہے بلکہ انجیل کو خُدا کا کلام کہا گیا ہے۔ رومیوں ۱:۱ میں اِسے" خُدا کی انجیل" اعمال ۲۰:۲۴ میں خدا کے فضل کی انجیل" رومیوں ۱:۱۶ میں" نجات کے لئے خُدا کی قدرت" اور افسیوں ۱:۱۳ میں" کلام حق" یا" نجات کی انجیل" کہا گیا ہے۔

قرآن مجید میں متعدد بار قرآن کو کلام الٰہی فرمایا گیا ہے لیکن ہر سورۃ میں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا ہے اور نہ کسی سورۃ میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ فلاں سورۃ ہے اور نہ کسی سورۃ کا نام لے کر اُس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ سورۃ خُدا کا کلام ہے صرف سورۃ نور میں لکھا ہے کہ یہ سورۃ ہم نے اتاری ہے لیکن اس سورۃ میں اس سورۃ کا نام لے کر نہیں کہا گیا ہے کہ یہ سورۃ نور ہم نے اُتاری ہے اور کسی سورۃ میں یہ نہیں آیا ہے کہ یہ سورۃ ہم نے اتاری ہے جیسے کہ سورۃ نور کے بارے میں آیا ہے۔

بعض اشخاص کو اس سے بڑی ٹھوکر لگتی ہے کہ انجیل میں خطوط و مکاتیب بھی شامل ہیں۔ خط بھی ادب کی ایک طرز ہے جیسے خطوطِ غالب۔ تو خُدا کا کلام خط کی صورت میں کیوں نہیں ہو

سکتا۔ خُدا کے کلام میں مذہب پیش کرنا ہوتا ہے خواہ ادب کی کوئی قسم ہو۔ ادب کی ہر قسم میں مذہب پیش کیا جا سکتا ہے۔ جب خطوں میں مذہب ہی پیش کیا گیا ہو تو پھر اِس طرزِ ادب کے بارے میں اعتراض کی گنجائش کہاں رہتی ہے خُدا کی کتاب انسانوں کی طرف خُدا کا خط ہی تو ہے۔ بائبل مقدس ساری کی ساری آسمانی باپ کی چٹھی ہے جو اُس نے آسمان سے اپنے فرزندوں کے پاس زمین پر بھیجی اور خط کا پہلے ایک شخص یا ایک کلیسیا یا ایک جماعت کو بھیجا جانا بھی قابلِ اعتراض نہیں۔

کتاب ادب کی خواہ کسی قسم کی ہو وہ پہلے کسی خاص شخص یا خاص جماعت ہی کے حوالے کی جاتی ہے۔ خُدا اپنا کلام پہلے ایک شخص کو یعنی نبی رسول یا پیغمبر کو دیتا ہے اور پھر اُس سے اوروں کو ملتا ہے۔ انجیل کا کوئی خط یا کوئی کتاب پہلے کسی خاص شخص یا خاص جماعت کے لئے ہوتے تھے لیکن وہ صرف اُسی شخص یا اُسی جماعت کے لئے نہیں ہوتے تھے بلکہ اُس کے ذریعے سے سب کے لئے ہوتے تھے۔

جب کوئی نبی کسی ایک شخص کو خُدا کے کلام کی بات سناتا تھا یا ایک جماعت کے سامنے وعظ کرتا تھا تو وہ الہامی بات اور الہامی وعظ اور الہامی تقریر صرف اُسی شخص اور اُس جماعت ہی کے لئے نہیں ہوتی تھی بلکہ سب کے لئے ہوتی تھی۔ حضرت موسیٰ نے کوہِ سینا کے مقام پر اسرائیلیوں کو شریعت سنائی اور پھر موآب کے میدان میں دوبارہ شریعت سنائی تو کیا وہ شریعت صرف اُنہیں کے لئے

تھی جن کو کوہِ سینا کے علاقے اور موآب کے میدان میں سنائی گئی تھی ؟
خُداوند یسُوع نے پہاڑ پر وعظ کیا جسے پہاڑی وعظ کہتے ہیں۔ کیا وہ وعظ
صرف اُنہیں کے لئے تھا جو اُس وقت اُس پہاڑ پر موجود تھے ؟ نہیں!
وہ وعظ قیامت تک کے لئے ہے اور سب کے لئے ہے پس
لُوقا کی انجیل اور اعمال کی کتاب جو تھیوفیلس کے لئے لکھی گئیں وہ صرف
اُسی کے لئے نہیں تھیں بلکہ اُس کے ذریعے سے قیامت تک کے
سب انسانوں کے لئے تھیں۔ مقدس پولوس کے خطوط جو تمیتھیس طیطس
اور فلیمون کو لکھے گئے وہ صرف اُنہیں کے لئے نہیں تھے اور اُس کے
جو خطوط مختلف کلیسیاؤں کو لکھے گئے وہ جس جس کلیسیا کو لکھے گئے
وہ صرف اُس اُس کلیسیا ہی کے لئے نہیں تھے بلکہ سب کے لئے
تھے۔

خُدا کا کلام کسی نبی کو دیا جاتا ہے لیکن وہ کلام صرف اُس کے
لئے نہیں ہوتا جس کو دیا جاتا ہے بلکہ اوروں کے لئے بھی ہوتا ہے اسی
طرح جو کتاب یا خط کسی ایک شخص یا ایک جماعت کو دئے جاتے
تھے وہ صرف اُسی شخص یا اُسی جماعت کے لئے نہیں ہوتے تھے
بلکہ سب کے لئے ہوتے تھے۔ جو خط ایک کلیسیا کو لکھا جاتا تھا
اسے دوسری کلیسیاؤں کو بھی پڑھنے کی ہدایت دی جاتی تھی یعنی
بعض خط شروع ہی سے گشتی خط ہوتے تھے جس سے ظاہر ہے کہ
جو خط ایک کلیسیا کو بھیجا جاتا تھا وہ صرف اُسی کے لئے نہیں ہوتا
تھا مثلاً جو خط کلُسیوں کو لکھا گیا اُس میں اُنہیں یہ ہدایت دی گئی
کہ " جب یہ خط تم میں پڑھ لیا جائے تو ایسا کرنا کہ لودیکیہ کی کلیسیا میں

بھی پڑھا جائے اور اُس خط کو جو یہ دیکھیہ سے آئے تم بھی پڑھنا" کلسیوں ۴: ۱۶-
جو خط لودیکیہ سے آنے کو تھا وہ افسیوں کا خط تھا۔ کلسیوں اور افسیوں
کے خطوط گشتی خطوط تھے اور یوں ہر خط اور ہر کتاب گشتی ہوتی ہے
یعنی سب کے لئے اور سب زمانوں کے لئے ہوتی ہے۔

قرآن مجید۔ بطور مجموعہ الہامی ہے:۔

قرآن مجید سورۃ علق کی پہلی پانچ آیتوں سے اُترنا شروع
ہُوا۔ اُس میں پہلی بات یہ آئی ہے کہ اپنے ربّ کے نام سے پڑھ
جس نے خلق کیا" یہ پڑھنا صرف ایک ہی کے لئے نہیں بلکہ سب کے
لئے ہے یعنی یہ کہ سب لوگ اسے پڑھیں اور سیکھیں اور اس سے
ہدایت پائیں۔ قرآن آنحضرت صلعم کے دل پر اتارا گیا تھا "اُس
نے اسے اللہ کے حکم سے تیرے دل پر اُتارا ہے جو پہلے کی تصدیق
کرتا ہے" سورۃ بقر رکوع ۱۲ آیت ۹۱۔ "بے شک اِسے عالموں کے
ربّ نے نازل کیا ہے اور رُوح الامین اِسے تیرے دِل پر لے کر
اُترا تاکہ تُو صاف عربی زبان میں ڈر سُنانے والوں میں ہو بیشک
یہ پہلوں کی کتاب میں ہے" سورۃ شعرا رکوع ۱۱ آیات ۱۹۲ تا ۱۹۶۔ مگر
آنحضرت صلعم کے دل میں سب کے دلوں میں اُترنے کے لئے
اُتارا گیا تھا۔ "اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا" یا "اپنے قریب کے
بسنے والوں کو ڈرا" سورۃ شعرا رکوع ۱۱ آیت ۲۱۴۔ یہ ڈرانا صرف
رشتے داروں اور پڑوسیوں اور اہلِ مکہ ہی کے لئے نہیں تھا بلکہ
آپؐ کی رسالت کی پوری حدود کے لئے تھا۔

"اسی طرح ہم نے تجھ پر عربی زبان میں قرآن نازل کیا کہ تُو بڑی بستی (مکہ) اور اُس کے آس پاس والوں کو ڈرائے" سورۃ شوریٰ رکوع ۱ آیت ۵۔ کیا اِس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن صرف رشتے داروں۔ پڑوسیوں اور اہلِ مکہ ہی کے لئے ہے؟ مکہ اور اُس کے گردونواح کو ڈرانے کا مطلب یہ نہیں کہ قرآن کی تعلیم صرف یہیں تک کے لئے تھی بلکہ ان کے علاوہ اوروں کے لئے بھی تھی" ہم نے اُنہیں میں سے ایک مرد کی طرف وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈرائے" سورۃ یونس رکوع ۱ آیت ۲۔ یعنی اللہ نے اہلِ عرب میں سے حضرت محمدؐ کی طرف وحی بھیجی کہ اہلِ عرب کو ڈرائے" نازل کیا ہُوا ہے زبردست مہربان کا تاکہ تُو اُن لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور وہ خود بھی غافل ہیں" سورۃ یٰس رکوع ۱ آیات ۴ و ۵۔ یعنی قرآن اہلِ عرب کو ڈرانے کے لئے نازل کیا ہُوا ہے۔

"ہم نے اُن میں اُنہیں میں کا ایک رسول بھیجا" سورۃ مومنون رکوع ۲ آیت ۳۳۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ عرب میں عربی قوم کے ایک شخص یعنی آنحضرت صلعم کو اُن کے لیے رسول بنا کر بھیجا" اے کمبل میں لپٹے ہوئے کھڑا ہو اور ڈرا" سورۃ مدثر رکوع ۱ آیات ۱ و ۲۔ یہ بھی آنحضرت صلعم ہی سے خطاب ہے کہ اہلِ عرب کو ڈرا" کچھ شک نہیں ہے کہ اِس کتاب کا نازل ہونا عالموں کے ربّ کی طرف سے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اِس کو خود بخود بنا لیا ہے۔ نہیں۔ یہ تو تیرے ربّ کی طرف سے برحق ہے تاکہ اُن لوگوں کو ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ راہ پر آجائیں" سورۃ سجدہ رکوع ۱ آیات ۱ اور ۲۔

یعنی قرآن اہلِ عرب کو ڈرانے کے لئے ہے اور آنحضرت صلعم انہیں ڈرانے والے ہیں۔" یہی وہ کتاب ہے جس کو ہم نے بابرکت نازل کیا اور تصدیق کرنے والی اُس کی جو اُن کے ہاتھوں میں ہے تاکہ تُو مکہ والوں کو اور جو اُس کے گرد ہیں اُنہیں ڈرائے" سورۃ انعام رکوع ۱۱ آیت ۹۲" یہ کتاب جس کو ہم نے تجھ پر نازل کیا ہے تاکہ تو لوگوں کو اُن کے رب کے حکم سے اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے آئے ---- ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا بجز اس کے کہ وہ اپنے لوگوں ہی کی زبان میں گفتگو کرتا تھا تاکہ اُن کو سمجھائے" سورۃ ابراہیم رکوع ۱ آیات ۱ و ۴۔ لوگوں کو روشنی میں لے آئے یعنی عرب کے لوگوں کو روشنی میں لے آئے۔

ہر رسُول اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تاکہ اپنی قوم کے لوگوں کو سمجھا سکے اور آنحضرت صلعم عربی بولتے تھے تاکہ اہلِ عرب کو سمجھائیں اور وہ لوگ اُس پیغام کو سمجھ سکیں اور اس پیغام سے ہدایت پاسکیں۔

"یہ وہ کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے یہ ایک برکت ہے اس کی پیروی کرو اور پرہیزگار بنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اِس واسطے کہ نہ کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے صرف دو ہی فرقوں پر اُتری تھی اور ہم اُن کے پڑھنے سے غافل تھے" سورۃ انعام رکوع ۲۰ آیات ۱۵۶ و ۱۵۷۔

یعنی تم اہلِ عرب یہ نہ کہو اور یہ عذر نہ کرسکو کہ کتاب تو یہود و نصاریٰ ہی پر اُتری تھی جو عبرانی اور یونانی میں تھی۔ ہم اُسے نہ تو پڑھ سکتے تھے اور نہ سمجھ سکتے تھے۔ تمہارے پاس کتاب اُترنے سے پہلے اور تمہارے وجود میں آنے سے پہلے کتاب یہود و نصاریٰ پر اُتری تھی

لیکن اب وہ تمہارے لئے تمہاری زبان میں اُتری ہے پس یہ کتاب اہلِ عرب کے لئے ہے۔ بے شک اسے جہانوں کے ربّ نے نازل کیا ہے اور رُوح الامین اسے تیرے دل پر لے کر اُترا تاکہ تُو ڈر سُنانے والوں میں ہو صاف عربی زبان میں۔ بے شک یہ پہلوں کی کتاب میں ہے" سورۃ شعرٰا رکوع ۱۱ آیات ۱۹۲ تا ۱۹۶۔ بے شک یہ پہلوں کی کتاب میں ہے یعنی یہود و نصاریٰ کی کتاب میں ہے جو پہلے اہلِ کتاب ہیں۔ "تُو کہہ اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسُول ہُوں"۔ سُورۃ اعراف رکوع ۲۰ آیت ۱۵۷۔ تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہُوں یعنی تم سب اہلِ عرب کی طرف اللہ کا رسول ہُوں"۔ "ہم نے تجھ کو عام لوگوں کے لئے خوشخبری سُنانے والا اور ڈر سُنانے والا بنا کر بھیجا ہے" سورۃ سبا رکوع ۳ آیت ۲۷۔ عام لوگوں کے لئے یعنی عرب کے عام لوگوں کے لئے"۔ "ہم نے تجھے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے" سورۃ انبیا رکوع ۷ آیت ۱۰۷۔ جہان کے لئے یا جہانوں کے لئے کا مطلب جہانوں یا جہان کے لوگوں کے لئے ہے یا یہ کہ عالمین کے لئے یعنی لوگوں کے لئے ہے اس سے بھی اہلِ عرب ہی مراد ہیں۔ اگر اس سے ساری دنیا کے سب زمانوں کے لوگ سمجھے جائیں جو قیامت تک ہوں گے تو یہ بھی ایک طرح سے راست اور درست ہے کیونکہ سب انبیا جہانوں کے لئے رحمت ہوتے ہیں اگرچہ ذاتی اور شخصی طور پر وہ ایک خاص جگہ اور خاص وقت کے لئے ہوتے ہیں لیکن ان کا پیغام جہانوں اور زمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہوتا ہے۔

الہامی کتاب عالمگیر ہوتی ہے :۔

کوئی مذہب اور کوئی کتاب خاص خواص کے باعث عالمگیر ہوتے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح کی تعلیم اُس کے مذہب اور اُس کی کتاب میں وہ سب خواص پائے جاتے ہیں جن کے باعث کوئی مذہب اور کتاب عالمگیر ہوتے ہیں۔ انبیا کے کلام میں بعض باتیں سب کے لئے اور سب وقتوں کے لئے ہوتی ہیں اور بعض باتیں محدود لوگوں اور محدود زمانے کے لئے ہوتی ہیں اور یوں اُن کا مذہب عملاً عالمگیر نہیں ہوتا۔ عملاً کیا تعلیماً بھی عالمگیر نہیں ہوتا۔

قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات کے نقل کرنے کی غرض یہ ہے کہ یہ دکھایا جائے کہ جو کلام خاص جگہ میں خاص لوگوں کو سُنایا جائے وہ صرف اُسی جگہ اُنہیں لوگوں اور اُسی وقت کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اور جگہوں اور لوگوں اور اور وقتوں کے لئے بھی ہوتا ہے مثلاً جو کلام مکہ اور اُس کے گردونواح میں سُنایا گیا وہ صرف اُنہیں لوگوں اُنہیں جگہوں اور اُنہیں وقتوں کے لئے نہیں تھا بلکہ اور لوگوں اور جگہوں اور اور وقتوں کے لئے بھی تھا۔

اِسی طرح انجیل کی وہ کتابیں جو خاص شخصوں یا خاص کلیسیاؤں کو لکھی گئیں وہ اوروں کے لئے اور اور وقتوں کے لئے بھی تھیں اور جیسا مسیحی مذہب کا خاصہ ہے اُس کے مطابق وہ کتابیں سب انسانوں سب مکانوں اور سب زمانوں کے لئے ہیں۔ انجیل کا کلام جو ایک کو سُنایا گیا مثلاً نیکودیمس کو رات کے وقت۔ اور

سامری عورت کو کنوئیں پر دن کے وقت یا ایک شخص یا ایک کلیسیا کو تحریری صورت میں بھیجا گیا وہ ساری دنیا کے لئے روزِ قیامت تک کے سب زمانوں کے لئے تھا۔ یسوع مسیح کے مذہب کا کلام اور پیغام عالمگیر ہے اور وہ اصولوں اور خاصیتوں کے لحاظ سے عالمگیر ہے اور علاوہ اس کے وقت، تعداد، رقبے اور اختیار کے لحاظ سے بھی عالمگیر ہے۔ "تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ" متی ۲۸: ۱۹۔ یہ تعداد کی عالمگیری ہے۔ "میں دنیا کے آخر تک سب دن تمہارے ساتھ ہوں" متی ۲۸: ۲۰۔ یہ وقت کی عالمگیری ہے۔ "جب رُوح القدس تم پر نازل ہو گا تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے" اعمال ۱: ۸۔ یہ رقبے کی عالمگیری ہے "آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے" متی ۲۸: ۱۸۔ یہ اختیار کی عالمگیری ہے پس انجیل کا مذہب انجیل کا کلام و پیغام انجیل کی نجات اور انجیل کی کتابیں قیامت تک کے سب زمانوں کے سب انسانوں کے لئے ہیں۔

(۴)

ابتدائی کلیسیا اور الہام

نبی کا کام اور پیغام :-

جس طرح عہدِ عتیق کے زمانے میں انبیا مبعوث ہوتے تھے اُسی طرح عہدِ جدید کے ابتدائی زمانے میں مسیحی کلیسیا میں انبیا کے پائے جانے کا بیان پایا جاتا ہے۔ اسرائیل کی تاریخ میں نبوی تصور آہستہ آہستہ تکمیل کو پہنچا یعنی یہ کہ نبی ہونا کیا ہوتا ہے۔ نبی کا کام اسرائیلی قوم کو خُدا اور اُس کی مرضی اور اُس کی تعالیم کے بارے میں تعلیم دینا ہوتا تھا۔ وہ قوم کو لاحق ہونے والے خطروں سے بھی آگاہ کرتا تھا۔ مصیبت اور دکھ کے وقت تسلی دیتا تھا اور مستقبل کی جس بات کے بتانے کی ضرورت ہوتی تھی وہ بتاتا تھا۔ سُننے

حالت میں کبھی کوئی نبی غیر قوم والوں کی ہدایت کے لئے بھی بھیجا جاتا تھا جیسے حضرت یونس کو نینوہ کے اشوریوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا تھا۔

سچے نبیوں کا کام یہ تھا کہ وہ خُداوند کے بارے میں غور کرتے۔ اُس کا دھیان کرتے۔ اُس کی نافرمانی یا گناہ کے ساتھ جنگ کرتے۔ راستبازی کی تبلیغ کرتے۔ لوگوں کو راستباز بنانے کے لئے سعیٔ بلیغ کرتے۔ نبی سب سے پہلے اپنی ذات میں اخلاقی ارتفاع پایا جانا ضروری سمجھتے۔ نبی کو مکمل طور پر خُداوند ہی کا ہونا ہوتا تھا۔ سارا نبی خُداوند کا ہونا تھا۔ اُسے خُداوند کی بلاشرط اطاعت اور فرمانبرداری کرنا ہوتی تھی۔ خُداوند حزقی ایل نبی سے فرماتا ہے کہ "اے آدم زاد! تو میرا کلام سُن۔ تو اُس سرکش خاندان کی مانند سرکشی نہ کر۔ اپنا مُنہ کھول اور جو کچھ میں تجھے دیتا ہوں کھالے" حزقی ایل ۲: ۸۔

نبی کو سب کچھ ترک کرنا ہوتا تھا۔ جس جس چیز کو ترک کرنا ضروری ہوتا تھا وہ وہ چیز اُسے ترک کرنا ہوتی تھی۔ اگر خاندانی زندگی کا ترک کرنا ضروری ہوتا تو اُسے معاشرتی خوشیاں اور خاندانی زندگی بھی ترک کرنا ہوتی تھی۔ ارمیا اپنے بارے میں کہتا ہے کہ "نہ میں خوشی منانے والوں کی محفل میں بیٹھا اور نہ شادماں ہُوا۔ تیرے ہاتھ کے سبب سے میں تنہا بیٹھا" ارمیا ۱۵: ۱۷۔ "تُو بیوی نہ کرنا۔ اِس جگہ تیرے ہاں بیٹے بیٹیاں نہ ہوں" ارمیا ۱۶: ۲۔ اگر خُداوند منع فرماتا تو نبی کو اپنی بیوی کا ماتم بھی نہیں کرنا ہوتا

تھا" پھر خُداوند کا کلام مجھ پر نازل ہُوا کہ "اے آدمزاد! دیکھ میں تیری منظورِ نظر کو ایک ہی ضرب میں تجھ سے جُدا کر دوں گا لیکن تُو نہ ماتم کرنا نہ رونا اور نہ آنسو بہانا۔ چُپکے آہیں بھرنا۔ مُردے پر نوحہ نہ کرنا۔ سر پر اپنی پگڑی باندھنا اور پاؤں میں جوتی پہننا اور اپنے ہونٹوں کو نہ ڈھانپنا اور لوگوں کی روٹی نہ کھانا سو میں نے صبح کو لوگوں سے کلام کیا اور شام کو میری بیوی مر گئی اور صبح کو میں نے وہی کیا جس کا مجھے حکم ملا تھا" حزقی ایل ۲۴: ۱۵-۱۸۔

اگر خُداوند کسی مصلحت کی بنا پر یہ چاہتا کہ کوئی نبی ایسی عورت سے شادی کرے جو بعد میں بدکار ہو جانے والی ہو تو اُسے اِس حکم کی بھی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا لازمی ہوتا تھا اور یہ حکم خُداوند نے ہوسیع نبی کو دیا تھا ملاحظہ ہو" جب خداوند نے شروع میں ہوسیع کی معرفت کلام کیا تو اُس کو فرمایا کہ جا ایک بدکار بیوی اور بدکاری کی اولاد اپنے لئے لے کیونکہ ملک نے خُداوند کو چھوڑ کر بڑی بدکاری کی ہے ہوسیع ۱: ۲ اِس بیوی نے نبی کے ساتھ شادی کرنے کے بعد بدکاری کی تھی یعنی بے وفا ہو گئی تھی لیکن نبی اُس سے پھر بھی محبت کرتا رہا۔ بدکاری کی اولاد سے حرام کے بچے مراد نہیں بلکہ وہ بچے مراد ہیں جو بدکار عورت سے پیدا ہوئے۔ اِس عورت سے نبی کے تین بچے پیدا ہوئے اور وہ تینوں نبی کے اپنے بچے تھے۔ بے وفا ہو جانے والی عورت سے شادی کرنا ایک علامت ہے۔ جس طرح نبی نے ایک ایسی عورت سے شادی کی جو بعد میں بے وفا ہو گئی اسی طرح

اسرائیلی قوم سینائی عہد کے بعد بدکار بنتی رہی۔

اسرائیلی قوم خُداوند کی روحانی اور مجازی بیوی ہے اور خُداوند اُس کا روحانی خاوند ہے۔ خُداوند کو چھوڑ کر بُتوں اور جھوٹے معبُودوں کی پرستش کرنا خُداوند کے ساتھ بے وفائی کرنا ہے بُت پرستی کرنا روحانی زناکاری ہے۔ جس طرح زانیہ اور مرد کے ساتھ زنا کرنے سے اپنے خاوند کو چھوڑ کر اور مرد کی ہو جاتی ہے اُسی طرح بُت پرستی کرنے سے خُداوند کی قوم خُداوند کو چھوڑ کر اور معبودوں کی ہو جاتی تھی۔ اور پتھروں کے ساتھ زنا کرنا پتھر کے بتوں کی پوجا کرنا تھی اور یہ روحانی یا مجازی زناکاری تھی۔ اسرائیلی قوم کی بدکاری سے اُس کی روحانی بدکاری یعنی بُت پرستی مراد ہے سچے خُدا کی عبادت کرنے کی بجائے اور اور دیوتاؤں یا معبُودوں کے بتوں کی پوجا کرنا روحانی بدکاری کرنا تھا اور جس طرح ہوسیع نبی اپنی بے وفا بیوی سے محبت کرتا رہا اُسی طرح خُداوند بھی اپنی بے وفا قوم اسرائیل سے محبت کرتا رہا اور اسرائیلی لوگ جو خُداوند کے اپنے بچّے تھے وہ بُت پرستی کرنے کے باعث بدکاری کی اولاد تھے اور وہ اِس لئے بھی بدکاری کی اولاد تھے کیونکہ وہ بے وفا قوم کے افراد اور شرکا تھے اِسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ ملک نے خُداوند کو چھوڑ کر بڑی بدکاری کی ہے یعنی اہلِ مُلک نے خُداوند کو چھوڑ کر غیر معبودوں کی پُوجا اور سخت بُت پرستی کی ہے۔ پس اسرائیل کی بے وفائی اور خُداوند کی پائیدار وفاداری کو علامتی صورت میں ظاہر کرنے کے لئے

خُداوند نے ہوسیع نبی کو ایسی عورت سے شادی کرنے کا حکم دیا جسے بعد میں بے وفا ہو جانا تھا لیکن نبی کو اُسے پھر بھی محبّت کرتے رہنا تھا۔

کسی نبی کو اپنے دشمنوں کی مخالفانہ باتوں سے نہیں ڈرنا ہوتا تھا۔ ملاحظہ ہو "تب انہوں نے کہا کہ آؤ ہم ارمیا کی مخالفت میں منصُوبے باندھیں کیونکہ شریعت کاہن سے جاتی نہیں رہے گی اور نہ مشورت مشیر سے اور نہ کلام نبی سے۔ آؤ ہم اُسے زبان سے ماریں اور اُس کی کسی بات پر توجہ نہ کریں" ارمیا ۱۸: ۱۸۔ اُسے اپنے ہمعصروں کے کاموں سے نہیں ڈرنا ہوتا تھا۔ "مَیں نے تیری پیشانی کو ہیرے کی مانند چقماق سے بھی زیادہ سخت کر دیا ہے اُن سے نہ ڈر اور اُن سے ہراساں نہ ہو اگرچہ وہ باغی خاندان ہیں" حزقی ایل ۳: ۹۔

جو کچھ خُداوند کے لئے مخصوص نہیں کیا جا سکتا تھا نبی کو وہ اپنے پاس سے دور کر دینا ہوتا تھا اور اپنا آپ خُداوند کے تابع کر دینا ہوتا تھا تاکہ وہ اِسے نئے سرے سے معمور کرے۔ ملاحظہ ہو "تیرا کلام مِلا اور مَیں نے اُسے نوش کیا اور تیری باتیں میرے دل کی خوشی اور خرّمی تھیں کیونکہ اَے خُداوند ربّ الافواج میں تیرے نام سے کہلاتا ہُوں" ارمیا ۱۵: ۱۶۔ اور خُداوند کے مقاصد اور اُس کی تدابیر کو سُننے کے لئے اپنا مُصفّا کان اُس کی طرف پھیرنا ہوتا تھا۔ اِس متابعت کے لئے کبھی بڑی جدوجہد درکار ہوتی تھی۔ ملاحظہ ہو "مَیں دن بھر ہنسی کا باعث بنتا ہوں۔

ہر ایک میری ہنسی اڑاتا ہے کیونکہ جب جب میں کلام کرتا ہوں تو زور زور سے پکارتا ہوں۔ میں نے غضب اور ہلاکت کا اعلان کیا کیونکہ خدا وند کا کلام دن بھر میری ملامت اور ہنسی کا باعث ہوتا ہے" ارمیا ۲۰: ۷-۸- یعنی خدا وند کا کلام سنانے کے باعث لوگ دن بھر مجھے ملامت کرتے اور میری ہنسی اڑاتے ہیں۔

مسیحی نبی کی منزلت :-

اب ہم عہدِ جدید کی طرف آتے ہیں کہ اِس میں مسیحی نبی کی کیا منزلت ہے۔ خدا کی ایسی آواز جو نبیوں کے ذریعے سے آتی تھی یوحنا اصطباغی سے بہت عرصہ پہلے سے خاموش چلی آتی تھی۔ یوحنا نے ایلیاہ کی یاد تازہ کر دی۔ لوگوں نے ایک دفعہ پھر آدمی کے منہ سے الٰہی آواز سنی" وہ نبی بلکہ نبی سے بھی بڑا تھا" لوقا ۷: ۲۶- یسوع کے کام کو کئی بار نبوی کام کہا گیا ہے اور اُس کے سامعین اُسے "ایک بڑا نبی" کہتے تھے۔ لوقا ۷: ۱۶-

خدا کا نیا اسرائیل اپنی الٰہی رسالت کو سرانجام دینے کے لئے پرانے اسرائیل سے کم لیس نہیں تھا جس طرح قدیم اسرائیل میں انبیا پیدا ہوئے اُسی طرح جدید اسرائیل میں بھی انبیا پیدا ہوئے۔ جدید اسرائیل کے لوگ اہلِ خدا ہیں۔ وہ جہان کا نور اور زمین کا نمک ہیں۔ ان کا کام اہلِ جہان تک کلامِ الٰہی پہنچانا اور انہیں وسائلِ نجات مہیا کرنا ہے۔

جدید اسرائیل مسیحی اُمت یا مسیحی کلیسیا ہے۔ اہلِ خُدا یا مسیحی اُمت اپنی ابتدا ہی سے اہلِ جہان کو خُدا کا کلام سُناتی رہی ہے اور قیامت تک سناتی رہے گی نجات کے وسائل مہیا کرتی رہے گی۔ اہلِ جہان کو منّور اور روشن کرتی رہے گی اور اُنہیں سنوارتی اور خُدا کے مقبول اور پسندیدہ بناتی رہے گی۔

لہٰذا یہ امت بحیثیت مجموعی نبی اُمت ہے۔ یہ قدیم اسرائیل سے کسی صورت میں بھی کم نہیں ہے بلکہ ہر صورت میں اُس سے بدرجہا اعلیٰ ہے۔ یہ اپنے آغاز سے یعنی پنتیکوست کے دن سے لے کر قیامت تک نبی اُمت ہے۔ پنتیکوست کے دن یوایل نبی کی بات یاد میں لائی گئی اُس دن سے اُس کے یہ کلمات پورے ہونا شروع ہوئے کہ "اِس کے بعد میں ہر فردِ بشر پر اپنی روح نازل کروں گا اور تمہارے بیٹے بیٹیاں نبوت کریں گے۔ تمہارے بوڑھے خواب اور جوان رُؤیا دیکھیں گے بلکہ میں اُن ایام میں اپنے غلاموں اور لونڈیوں پر بھی اپنی روح نازل کروں گا اور میں زمین و آسمان میں عجائب ظاہر کروں گا یعنی خون اور آگ اور دھوئیں کے ستون اِس سے پیشتر کہ خُداوند کا خوفناک روزِ عظیم آئے۔ آفتاب تاریک اور مہتاب خون ہو جائے گا اور جو کوئی خداوند کا نام لے گا نجات پائے گا"۔ یوئیل ۲ : ۲۸ - ۳۲۔

اعمال ۲ : ۱۷ - ۲۱۔

مسیحی کلیسیا میں انبیا کا وجود اور اُن کا کام ذیل میں دئے ہوئے اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے اعمال کی کتاب میں آیا ہے کہ "اُنہیں

دنوں میں چند نبی یروشلیم سے انطاکیہ میں آئے۔ اُن میں سے ایک نے جس کا نام اگبُس تھا کھڑے ہوکر روح کی ہدایت سے ظاہر کیا کہ تمام دنیا میں بڑا کال پڑے گا اور یہ کلودیئس کے عہد میں واقع ہُوا" اعمال ۱۱: ۲۷-۲۸ "جب شاگردوں کو تلاش کر لیا تو ہم سات روز وہاں رہے۔ انہوں نے روح کی معرفت پولوس سے کہا کہ یروشلیم میں قدم نہ رکھنا" اعمال ۱۱: ۴ "دوسرے دن ہم روانہ ہوکر قیصریہ میں آئے اور فلپس مبشر کے گھر جو اُن ساتوں میں سے تھا اُتر کر اُس کے ساتھ رہے۔ اُس کی چار کنواری بیٹیاں تھیں جو نبوت کرتی تھیں اور جب ہم وہاں بہت روز رہے تو اگبُس نامی ایک نبی یہودیہ سے آیا اُس نے ہمارے پاس آکر پولوس کا کمر بند لیا اور اپنے ہاتھ پاؤں باندھ کر کہا کہ رُوح القدس یوں فرماتا ہے کہ جس شخص کا یہ کمر بند ہے یہودی اُس کو یروشلیم میں اِسی طرح باندھیں گے اور غیر قوموں کے ہاتھ میں حوالے کریں گے" اعمال ۲۱: ۸-۱۱ یہوداہ اور سیلاس "رخصت ہوکر انطاکیہ میں پہنچے اور جماعت کو اکٹھا کرکے خط دے دیا وہ پڑھ کر اُس کے تسلی بخش مضمون سے خوش ہوئے اور یہوداہ اور سیلاس نے جو خود بھی نبی تھے بھائیوں کو بہت سی نصیحت کرکے مضبوط کر دیا" اعمال ۱۵: ۳۰-۳۲۔

اگبُس ہونے والے واقعات کی خبر دینے والا تھا لیکن اُن کا کام خاص کر نصیحت کرنا ایمان میں مضبوط کرنا اور تبلیغ انجیل کرنا تھا اور ان کے علاوہ خُدا کی مرضی کا ظاہر کرنا ہوتا تھا

مثلاً جیسے کہ انطاکیہ میں ہُوا جبکہ مقدس پولوس اور مقدس برنباس اپنے پہلے تبلیغی سفر یا دوسرے پر بھیجے گئے تھے" انطاکیہ میں اُس کلیسیا کے متعلق جو وہاں تھی کئی نبی اور معلم تھے یعنی برنباس اور شمعون جو کالا کہلاتا ہے اور لُوکیئس کُرینی اور مناہیم جو چوتھائی مُلک کے حاکم ہیرودیس کے ساتھ پلا تھا اور ساؤل۔ جب وہ خُداوند کی عبادت کر رہے تھے اور روزے رکھ رہے تھے تو رُوح القدس نے کہا کہ میرے لئے برنباس اور ساؤل کو اُس کام کے لئے مخصوص کر دو جس کے لئے میں نے اُن کو بلایا ہے تب اُنہوں نے روزہ رکھ کر اور دُعا کر کے اور اُن پر ہاتھ رکھ کر اُنہیں رخصت کیا" اعمال ۱۳: ۱-۳۔ اور پھر نبوت ہی سے بتا یا گیا کہ تیموتاؤس پولوس رسول کا مخصوص شدہ ساتھی ہے" اے فرزند تیمتھیس! اُن پیشنگوئیوں کے موافق جو پہلے تیری بابت کی گئی تھیں مَیں یہ حُکم تیرے سپرد کرتا ہُوں" ۱۔ تیموتاؤس ۱: ۱۸۔ "اُس نعمت سے غافل نہ رہ جو تجھے حاصل ہے اور نبوت کے ذریعے سے بزرگوں کے ہاتھ رکھتے وقت تجھے ملی تھی" ۱۔ تیموتاؤس ۴: ۱۴۔

اِس کے علاوہ اُن کے کام کا ایک حِصہ مسیحی مجمع میں اُسے نصیحت کرنا اور شکر گزاری کرنا تھا۔ دیکھئے" جو نبوت کرتا ہے وہ کلیسیا کی ترقی کرتا ہے" ۱۔ کرنتھیوں ۴: ۱۴۔ "تُو تو بے شک اچھی طرح سے شکر کرتا ہے" ۱۔ کرنتھیوں ۱۴: ۱۷۔ یعنی جب تو نبوت سے بیگانی زبان بولتا ہے تو تُو بیگانی زبان میں اچھی طرح سے شکر کرتا ہے لیکن جو بیگانی زبان کو نہیں سمجھتا اُس کی ترقی نہیں ہوتی۔

نبوّت کی نعمت :-

مقدس پولوس رسول ایک یُونانی کلیسیا کو اپنے ابتدائی خط میں لکھتا ہے کہ " نبوتوں کی حقارت نہ کرو"۔ ا۔تسالنیکیوں ۵: ۲۰۔ مقدس پولوس کو بھی خُداوند کی طرف سے رُویا اور مکاشفے حاصل ہوتے تھے۔ دیکھئے" مجھے فخر کرنا ضرور ہوا اگرچہ مفید نہیں پس جو رُویا اور مکاشفے خُداوند کی طرف سے عنایت ہوئے اُن کا میں ذکر کرتا ہوں" ۲۔کرنتھیوں ۱۲: ۱۔"ساؤل نے جس کا نام پولوس بھی ہے رُوح القدس سے معمور ہو کر اُس پر غور سے نظر کی" اعمال ۱۳: ۹۔"جب بہت عرصہ گزر گیا اور جہاز کا سفر اس لئے خطرناک ہو گیا کہ روزے کا دن گزر چکا تھا تو پولوس نے اُنہیں یہ کہہ کر نصیحت کی کہ اے صاحبو! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر میں تکلیف اور بہت نقصان ہوگا۔ نہ صرف مال اور جہاز کا بلکہ ہماری جانوں کا بھی" اعمال ۲۷: ۹-۱۰۔" پولوس نے اُن کے بیچ میں کھڑے ہو کر کہا۔ اے صاحبو! لازم تھا کہ تم میری بات مان کر کریتے سے روانہ نہ ہوتے تو یہ تکلیف اور نقصان نہ اُٹھاتے مگر اب میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ خاطر جمع رکھو کیونکہ تم میں سے کسی کی جان کا نقصان نہیں ہوگا مگر جہاز کا کیونکہ خُدا جس کا میں ہوں اور جس کی عبادت بھی کرتا ہوں اس کے فرشتے نے اس رات کو میرے پاس آکر کہا کہ اے پولوس نہ ڈر۔ ضرور ہے کہ تو قیصر کے سامنے حاضر ہو اور دیکھ جتنے لوگ تیرے ساتھ جہاز میں سوار ہیں اُن سب کی خُدا نے تیری

خاطر جان بخشی کی اس لئے اُے مساجو! خاطر جمع رکھو کیونکہ مَیں خُدا کا یقین کرتا ہُوں کہ جیسا مجھ سے کہا گیا ہے ویسا ہی ہو گا" اعمال ۲۷ : ۲۱ - ۲۵ -

چونکہ کُرنتھ میں مجمع میں غیر زبانیں بولنے والے کچھ بے قاعدگیاں کرتے تھے اس لئے کرنتھیوں کے پہلے خط کے چودھویں باب میں مجمع سے خطاب کرنے کے بارے میں مقدس پولوس یہ ہدایات دیتا ہے کہ اگر کوئی غیر زبان بولے جس کو لوگ نہ سمجھتے ہوں تو کوئی ترجمہ کرنے والا بھی ہونا چاہیئے تاکہ مجمع کی تعمیر اور ترقی ہو۔ اگر ترجمہ کرنے والا نہ ہو تو مجمع کو کچھ فائدہ نہیں پہنچے گا۔ نبوت خُدا سے الہام کی ہوئی نصیحت آگاہی تسلی اور اصلاح ہے۔ یہ روحانی نعمتوں میں سے بہترین ہے کیونکہ اس سے کلیسیا کی تعمیر ہوتی ہے۔

کرنتھی مسیحی غیر زبانیں بولنے کو ترجیح دیتے اور فائق سمجھتے تھے رسول انہیں بتاتا ہے کہ نبوت کرنا غیر زبانیں بولنے پر فوقیت رکھتا ہے واضح ہو کہ اُن میں یہ عیب تھا کہ وہ بے ترتیبی اور بد انتظامی کے ساتھ بندگی کرتے تھے۔ کوئی اٹھ کر زبور پڑھنے لگ جاتا کوئی گیت گانے لگ جاتا کوئی تعلیم دینے لگتا کوئی بیگانی زبان بولنے لگتا۔ کوئی ترجمہ کرنے لگتا اور کبھی دو تین مل کر اکٹھے گانے اور بولنے لگتے تھے۔ وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے تھے کہ ایسی بے ترتیبی سے گانا بولنا وغیرہ بے فائدہ اور لاحاصل ہے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ جب ہم پر پاک رُوح کا

نزول ہوتا ہے تو ایسی حالت میں رُوح کو ضبط کرنا اور اختیار میں لانا مشکل بلکہ محال ہے۔ رسول فرماتا ہے کہ خواہ کوئی زبور پڑھے خواہ گائے خواہ تعلیم دے خواہ زبانیں بولے وہ اپنی ہی خوشی اور اپنے ہی فائدے کا خیال نہ کرے بلکہ ساری جماعت کی ترقی کا خیال رکھے روحانی نعمتوں کا استعمال اسی غرض کے لئے ہونا چاہیئے۔

اس باب کی بتیسویں آیت میں لکھا ہے کہ نبیوں کی روحیں نبیوں کے تابع ہیں پس جب کوئی بولتا ہو تو دوسرا خاموش رہے۔ اگر کوئی کہے کہ مَیں خدا کے پیغام اور اُس کی رُوح سے معمور ہوں اور وہ فی الواقع ایسا ہی ہو تو وہ اپنے آپ کو ضبط کر سکتا ہے کیونکہ سچے نبی کا ایک نشان یہ ہے کہ وہ اپنی روح پر اختیار رکھتا ہے۔ وہ کبھی بے لگام نہیں ہوتا۔ اُس باب میں نبوّت کے بارے میں یہ آیا ہے کہ "روحانی نعمتوں کی آرزو رکھو خصوصاً اس کی کہ نبوّت کرو" ۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۱۔ "جو نبوّت کرتا ہے وہ آدمیوں سے ترقی اور نصیحت اور تسلی کی باتیں کہتا ہے" ۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۳۔ "جو نبوّت کرتا ہے وہ کلیسیا کی ترقی کرتا ہے" ۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۴۔ "مَیں زیادہ تر یہی چاہتا ہوں کہ نبوّت کرو" ۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۵۔ "اگر بیگانی زبانیں بولنے والا کلیسیا کی ترقی کے لئے ترجمہ نہ کرے تو نبوّت کرنے والا اُس سے بڑا ہے" ۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۵۔ "اگر مَیں ---مکاشفہ یا علم یا نبوّت یا تعلیم کی باتیں تم سے نہ کہوں تو تم کو مجھ سے کیا فائدہ ہوگا؟" ۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۶۔ نبوّت ایمان داروں

کے لئے نشان ہے" ا۔کرنتھیوں ۱۴: ۲۲) "اگر سب نبوت کریں اور
کوئی بے ایمان یا ناواقف اندر آجائے تو سب اسے قائل کر
دیں گے اور سب اُسے پرکھ لیں گے اور اُس کے دل کے بھید
ظاہر ہو جائیں گے اور وہ منہ کے بل گر کر خُدا کو سجدہ کرے گا
اور اقرار کرے گا کہ بے شک خُدا تم میں ہے" ا۔کرنتھیوں
۱۴: ۲۴-۲۵- "اگر دوسرے پاس بیٹھنے والے پر وحی اُترے تو
پہلا خاموش ہو جائے" ا۔کرنتھیوں ۱۴: ۳۰- "نبیوں میں سے دو یا
تین بولیں اور باقی اُن کے کلام کو پرکھیں" ا۔کرنتھیوں ۱۴: ۲۹- "اگر کوئی
اپنے آپ کو نبی یا روحانی سمجھے تو یہ جان لے کہ جو باتیں مَیں تمہیں
لکھتا ہوں وہ خُداوند کے حکم ہیں" ا۔کرنتھیوں ۱۴: ۳۷- "نبیوں کی
رُوحیں نبیوں کے تابع ہیں" ا۔کرنتھیوں ۱۴: ۳۲- "اے بھائیو! نبوت
کرنے کی آرزو رکھو اور زبانیں بولنے سے منع نہ کرو۔ مگر سب باتیں
شائستگی اور قرینے کے ساتھ عمل میں آئیں" ا۔کرنتھیوں ۱۴: ۳۹-۴۰-
نبوّت پاک کلام کا بیان اور اُس کی تفسیر کرنا ہوتا ہے "اُس توفیق
کے موافق جو ہم کو دی گئی ہے ہمیں طرح طرح کی نعمتیں ملی ہیں اِس لئے
جس کو نبوّت ملی ہے وہ ایمان کے اندازے کے موافق نبوّت کرے"
رومیوں ۱۲: ۶- غیر قوموں کو مسیحی بنانے کا "بھید مجھے مکاشفہ سے
معلوم ہُوا چنانچہ مَیں نے پہلے اُس کا مختصر حال لکھا ہے جسے پڑھ
کر تم معلوم کر سکتے ہو کہ مَیں مسیح کا وہ بھید کس قدر سمجھتا ہوں جو
اور زمانوں میں بنی آدم کو اِس طرح معلوم نہیں ہُوا تھا جس طرح
اُس کے مقدس رسولوں اور نبیوں پر رُوح میں اب ظاہر

ہوگیا ہے" افسیوں ۳: ۳-۵۔
پس ظاہر ہے کہ عہدِ جدید کے انبیا عہدِ عتیق کے انبیا سے شمہ بھر
بھی کم نہیں تھے یہ عین اُسی طرح کے تھے اور اُن کے بالکل برابر تھے
"نبوتوں کی حقارت نہ کرو" ۱۔ تھسلنیکیوں ۵: ۲۰۔ تسلی اور نصیحت کے
الہامی کلمات یا الہامی باتیں جو خُدا کے ساتھ خاص رابطہ ہونے کی
وجہ سے جماعت کے شرکا بولیں اُن کی حقارت نہ کرو بلکہ انہیں
پسند کرو اور قبول کرو۔

یہاں نبوتوں سے عارضی الہامی کلام مراد ہے یعنی مسیحی مجمع
میں عبادت کے وقت بعض شخصوں کو تسلی اور نصیحت دینے کے
لئے الہام ہوتا تھا اور وہ الہام سے تسلی دیتے اور نصیحت کرتے
تھے۔ ایسے شخص پائدار اور دائمی طور پر مُلہم نہیں ہوتے تھے بلکہ
محض عارضی طور پر اور کسی خاص وقت الہام سے نصیحت کرتے
تھے۔ یہ حقیقی معنی میں یعنی دائمی طور پر نبی نہیں ہوتے تھے پس
مسیحی کلیسیا میں دو طرح کے ملہم ہوتے تھے عارضی اور دائمی۔

مسیحی انبیا سے وہی انبیا مراد ہیں جو ساری عمر کے لئے نبی
ہوتے تھے اور وہ رسولوں کے مبلغ شاگرد ہوتے تھے مثلاً
برنباس۔ شمعون۔ لوکیئس۔ مناہیم۔ اگبس۔ یہوداہ۔ سیلاس۔
مرقس اور لوقا وغیرہ۔ ساؤل یعنی پولوس کو بھی اعمال ۱۳: ۱ میں نبی
کہا گیا ہے کیونکہ وہ رسول تھا اور متیاہ سمیت یسوع مسیح کے
بارہ رسول بھی نبی تھے خُداوند اُس کلام کو جس کی وہ منادی کرتے
تھے معجزوں کے وسیلے سے اُس کا کلامِ الٰہی ہونا ثابت کرتا رہا۔

دیکھئے "خُداوند یسُوع اُن سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اُٹھایا گیا اور خُدا کی دہنی طرف بیٹھ گیا۔ پھر انہوں نے نکل کر ہر جگہ منادی کی اور خُداوند اُن کے ساتھ کام کرتا رہا۔ اور کلام کو اُن معجزوں کے وسیلے سے ثابت کرتا رہا جو ساتھ ساتھ ہوتے تھے" مرقس ۱۶ : ۱۹-۲۰ -

مسیحی اُمّت نبی اُمّت :-

مسیحی اُمّت نبی اُمّت اِس لئے ہے کیونکہ خُداوند یسُوع مسیح کے رسولوں اور مسیحی نبیوں کے زمانے میں یہ الہامِ الٰہی سے کلامِ خُدا پیش کرتی سکھاتی اور سُناتی تھی اور جب خُداوند یسُوع مسیح کے رسولوں اور مسیحی نبیوں کا زمانہ ختم ہوگیا تو اُس کے بعد مسیحی اُمّت الہام سے تو کلام نہیں سُناتی لیکن الہامی کلام سُناتی ہے یعنی وہ کلام سُناتی ہے جو پرانے عہد نامے کے انبیا اور مُلہمین اور نئے عہد نامے کے رسولوں اور مسیحی نبیوں اور ملہموں کے ذریعے سے ملا اور وہ کلام خُدا کا کلام ہے اور مسیحی کلیسیا وہ کلام سُناتی ہے اور قیامت تک سُناتی رہے گی اِس لئے مسیحی کلیسیا یا مسیحی اُمّت خُداوند یسُوع مسیح کے رسولوں مسیحی نبیوں اور ملہموں کے زمانے سے لے کر قیامت تک نبی اُمّت ہے۔ "اب تم ... مقدسوں کے ہم وطن اور خُدا کے گھرانے کے ہوگئے ہو اور رسولوں اور نبیوں کی نیو پر جس کے کونے کا پتھر خود مسیح یسُوع ہے تعمیر کئے گئے ہو" افسیوں ۲ : ۱۹-۲۰- اور مسیح کا بھید "اُس کے پاک رسولوں اور نبیوں" پر ظاہر کیا گیا ہے افسیوں ۳ : ۵ -

اور جو خداوند سب آسمانوں سے بھی اوپر چڑھ گیا اُس کی بخشی ہوئی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ اُس نے اپنی کلیسیا کو "بعض کو رسول اور بعض کو نبی اور بعض کو مبشر اور بعض کو چرواہے اور اُستاد بنا کر دے دیا" افسیوں ۴: ۱۱۔ خدا نے اپنی کلیسیا میں" پہلے رسول اور دوسرے نبی" مقرر کئے ا۔کرنتھیوں ۱۲: ۲۸۔ مکاشفہ کی کتاب کو اس کے پہلے اور آخری باب میں صاف طور پر "نبوت" کہا گیا ہے مکاشفہ ۱: ۳ و ۲۲: ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۸ و ۱۹۔ اور اس کتاب کے مصنف کو مکاشفہ ۲۲: ۹ میں "نبیوں" کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے یعنی نبی لوگ نبی ہونے کی وجہ سے تیرے بھائی اور ہم خدمت ہیں اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو فرشتہ مقدس یوحنا پر ظاہر ہوا وہ اُسے نبی مانتا ہے اور اپنے آپ کو اُس کا اور اس کے بھائی نبیوں کا ہم خدمت کہتا ہے۔

بابل سے مکاشفہ کی کتاب میں روم اور رومن سلطنت مراد ہے

بابل نے نبیوں اور مقدسوں کا خون بہایا ہے اور اُس کے گرنے پر مقدسوں اور رسولوں اور نبیوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ خوشی کریں۔ دیکھئے "اے آسمان اور اے مقدسو اور رسولو اور نبیو اُس پر خوشی کرو کیونکہ خدا نے انصاف کر کے اُس سے تمہارا بدلہ لے لیا ہے" مکاشفہ ۱۸: ۲۰۔ "نبیوں اور مقدسوں اور زمین کے اور سب مقتولوں کا خون اُس میں پایا گیا" مکاشفہ ۱۸: ۲۴۔ نبیوں اور مقدسوں کا خون اُس میں پایا گیا یعنی روم اور رومن سلطنت نے مسیحی انبیا اور مسیحی مومنین کو قتل کیا۔ اور زمین کے اور سب مقتولوں کا خون

اُس میں پایا گیا یعنی توسیعِ سلطنتِ روم اور قیامِ سلطنتِ روم کی غرض سے بہت سے ملکوں کے لوگوں کو تہ تیغ اور ہلاک کیا۔

رسُولی بزرگوں کے زمانے کی کتاب دیداخے:۔

رسولی آبا یا رسُولی بزرگوں کے زمانے کی ایک کتاب کا یونانی نام دیداخے ہے۔ دیداخے کا معنیٰ تعلیم ہے۔ اِس کتاب کو رسولوں کی تعلیم یا بارہ رسولوں کی تعلیم بھی کہتے ہیں۔ اِس کی تاریخ تصنیف پہلی صدی مسیحی کے آخری سالوں یعنی ۸۰ء اور ۱۰۰ء کے درمیان ہے یا دوسری صدی مسیحی کے شروع میں ہے۔ یہ شام یا فلسطین میں لکھی گئی تھی۔ جس وقت یہ کتاب لکھی گئی اُس وقت کچھ رسول ابھی زندہ تھے کیونکہ اس کی گیارھویں فصل کے تیسرے اور چوتھے فقرے میں لکھا ہے کہ "تم رسولوں اور نبیوں کی بابت انجیل کے حکم کے مطابق اِس طرح عمل کرو اور ہر ایک رسول جو تمہارے پاس آئے تم اُس کو ایسا قبول کرو جیسا خُداوند کو" اس کتاب میں مسیحی نبیوں کی کلیسیا میں موجودگی کا ذکر پایا جاتا ہے۔ دیکھئے "نبیوں کو اجازت دو کہ جس قدر چاہیں شکرگزاری کریں" ۱۰ : ۷۔ یعنی نبیوں کو جس قدر چاہیں شکرگزاری کرنے دو

"جو شخص تمہیں متذکرہ بالا باتیں سکھلانے آئے تم اُسے قبول کرو لیکن اگر سکھلانے والا خود برباد کرنے کے لئے کوئی اور تعلیم سکھلائے تو تم اُس کی مت سُنو لیکن اگر وہ خداوند کی راستبازی اور علم کو ترقی دینے کے لئے سکھلائے تو تم اُسے

قبول کرو جیسا خُداوند کو اور تم رسولوں اور نبیوں کی بابت انجیل کے حکم
کے مطابق اُس طرح عمل کرو اور ہر ایک رسول جو تمہارے پاس
آئے تم اُس کو ایسا قبول کرو جیسا خُداوند کو مگر وہ تمہارے
درمیان صرف ایک ہی دن رہے اور اگر ضرورت ہو تو دوسرے
دن بھی لیکن اگر وہ تیسرے دن رہے تو وہ جھوٹا نبی ہے اور
جب وہ روانہ ہو تا وقتیکہ وہ کہیں رات کو ٹِکے روٹی کے سوا کچھ
نہ پائے اور اگر وہ روپیہ مانگے تو وہ جھوٹا نبی ہے اور ہر ایک نبی
جو روح سے بولتا ہے تم اُسے نہ تو آزماؤ اور نہ اُس کی نکتہ چینی
کرو کیونکہ ہر ایک گناہ تو معاف ہو جائے گا مگر یہ گناہ معاف
نہیں کیا جائے گا تِس پر بھی نہ ہر ایک جو روح سے بولتا ہے نبی
ہے مگر وہی جو خُداوند کی راہیں رکھے پس انہیں راہوں سے
نبی اور جھوٹا نبی پہچانا جائے گا اور ہر ایک نبی جو رُوح سے میز کو
آراستہ کرتا ہے اس سے نہیں کھائے گا اور اگر کھاتا ہے تو
وہ جھوٹا نبی ہے اور ہر ایک نبی جو سچائی کی تعلیم دیتا ہے اگر
اُس پر جس کی وہ تعلیم دیتا ہے وہ عمل نہیں کرتا تو وہ جھوٹا نبی
ہے اور ہر ایک مقبول اور سچا نبی جو کلیسیا کے دنیاوی بھید
پر عمل کرتا ہے اور جو کچھ کہ وہ خود کرتا ہے اُس پر عمل کرنے کی
تعلیم نہیں دیتا تو اُس کی عدالت نہ کرو کیونکہ اُس کی عدالت
خُدا کے سامنے ہے اِس لئے کہ اسی طرح سے قدیم زمانے کے
نبیوں نے بھی کیا ہے لیکن جو رُوح سے کہے کہ مجھے روپیہ یا کوئی
اور شے دو تو اُس کی مت سُننا لیکن اگر وہ دیگر محتاجوں کیلئے

کچھ مانگے تو تم میں سے کوئی اُس پر الزام نہ لگائے" دیداخے ۱۱:۱-۱۲۔

"ہر ایک سچا نبی جو تمہارے درمیان رہنا چاہتا ہے وہ اپنی خوراک کا حقدار ہے علیٰ ہذا القیاس سچا اُستاد بھی مثل مزدور اپنی خوراک کا حقدار ہے پس انگور کے کولھو اور کھلیان سے اور اپنے بیلوں اور بھیڑوں کا پہلا پھل نبیوں کو دے کیونکہ وہ تمہارے سردار کاہن ہیں۔ اگر نبی تمہارے درمیان نہیں ہیں تو غریبوں کو دے۔ اگر تُو غلہ بنائے تو پہلا پھل لے کر حکم کے مطابق دے۔ اسی طرح جب تو مے کا یا تیل کا مرتبان کھولے تو پہلا پھل لے کر نبیوں کو دے" دیداخے یا رسولوں کی تعلیم ۱۳:۱-۶۔ "اپنے لئے خُداوند کے لائق اسقفوں اور ڈیکنوں کو مقرر کرو۔ ایسے آدمیوں کو جو حلیم اور سچے اور مقبول شدہ ہوں اور زر دوست نہ ہوں کیونکہ وہ بھی نبیوں اور اُستادوں والی خدمت تمہارے لئے عمل میں لاتے ہیں پس تم انہیں حقیر مت جانو کیونکہ وہ نبیوں اور رسولوں کے ساتھ تمہارے معززین ہیں" رسولوں کی تعلیم ۱۵:۱-۲

سچا اور جھوٹا نبی:۔

رسولی بزرگوں کے زمانے کی ایک اور کتاب ہرمس کا چوپان نامی ہے اِس میں نبیوں کے موجود ہونے اور سچے اور جھوٹے نبیوں کی علامتوں اور پہچان کو بیان کیا گیا ہے۔ رسولوں کی تعلیم کی کتاب تو مشرق میں لکھی گئی تھی لیکن یہ کتاب مغرب میں روم میں لکھی

گئی تھی۔ اِس کتاب کا مُصنّف ہرمس ہے۔ یہ پوپ مقدس پائس اوّل کا بھائی تھا۔ پوپ پائس اوّل سنہ ۱۴۰ء سے سنہ ۱۵۵ء تک گدّی نشین رہا۔ ہرمس نے یہ کتاب سنہ ۱۴۰ء کے قریب لکھی تھی۔ بعض علما کی رائے ہے کہ یہ کتاب سنہ ۱۴۰ء اور سنہ ۱۵۵ء کے درمیانی عرصے میں کسی وقت تصنیف کی گئی تھی۔ اِس میں نبیوں کے بارے میں یہ مندرج ہے:-

"مَیں اُسے کہتا ہُوں۔ اَے خُداوند! آدمی کس طرح سے جانیگا کہ اُن میں سے کون نبی ہے اور کون جھوٹا نبی۔ وہ کہتا ہے کہ دونوں نبیوں کی بابت سُن لے اور جیسا کہ مَیں تجھے بتاؤں گا اُسی طرح تو نبی اور جھُوٹے نبی کو پرکھ سکتا ہے۔ اُس کی زندگی سے تُو اُس شخص کو آزما لینا جو الٰہی روح رکھتا ہے۔ پہلے تو وہ شخص جو الٰہی روح رکھتا ہے جو اُوپر سے ہے حلیم اور سنجیدہ اور فروتن ہے اور تمام برائیوں سے اور اِس دُنیا کی باطل خواہشوں سے پرہیز کرتا ہے اور اپنے آپ کو تمام لوگوں سے نیچ سمجھتا ہے اور جب اُس سے پوچھا جائے تو وہ کسی کو کچھ جواب نہیں دیتا اور نہ وہ خلوت ہی میں بولتا ہے اور نہ روح القدس ہی بولتا ہے جب کوئی چاہے کہ وہ اُس سے بولے بلکہ وہ اُس وقت بولتا ہے جبکہ خُدا چاہتا ہے کہ وہ بولے۔

پس جب وہ شخص جو الٰہی رُوح رکھتا ہے اُن راستبازوں کی مجلس میں آتا ہے جو الٰہی رُوح پر ایمان رکھتے ہیں اور اُن آدمیوں کی مجلس کی طرف سے خُدا کے حضور سفارش ہوتی ہے تب نبوی

روح کا فرشتہ جو اُس کے ساتھ ہوتا ہے اُس شخص کو معمور کر دیتا ہے اور وہ شخص رُوح القدس سے بھر کر خُداوند کی مرضی کے مطابق اُس جماعت سے بولتا ہے پس اس طرح وہ الٰہی روح ظاہر ہو جائیگی لیکن جس قدر خُداوند کی الٰہی روح کی بابت ہے وہی قدرت ہے۔

وہ کہتا ہے اب زمینی اور خالی اور طاقت نہ رکھنے والی رُوح کی بابت سُن جو بیوقوف ہے۔ پہلے تو وہ شخص جو خیال کرتا ہے کہ مجھ میں رُوح ہے اپنے آپ کو بُلند کرتا ہے اور اوّل کُرسی (یعنی پہلے درجے کی کُرسی) چاہتا ہے اور براہِ راست جلد باز اور بے حیا اور بکواسی اور بہت سی عیش و عشرتوں اور دیگر بہت سے فریبوں میں مائل ہوتا ہے اور اپنی نبوّت کی اُجرت لیتا ہے اور اگر اُجرت نہ لے تو نبوّت بھی نہیں کرتا پس کیا الٰہی روح مزدوری لے سکتی اور نبوت کر سکتی ہے؟

خُدا کا نبی یہ کام کرنا پسند نہیں کرے گا بلکہ ایسے نبیوں کی رُوح زمینی ہے پھر راستبازوں کی مجلس کے وہ مطلقاً نزدیک نہیں جاتا بلکہ اُن سے بھاگتا ہے اور دو دلوں اور خالی آدمیوں کے ساتھ لگا رہتا ہے اور کونوں پر اُن کے ساتھ نبوّت کرتا ہے اور ہر طرح کی خالی باتیں اُن کی خواہشوں کے مطابق بولتا ہے کیونکہ وہ جواب بھی خالی لوگوں کو دیتا ہے اور اگر خالی برتن خالی برتنوں کے ساتھ رکھا جائے تو وہ نہیں ٹوٹتا بلکہ ایک دوسرے سے موافق ہو جاتا ہے لیکن جب وہ شخص الٰہی رُوح رکھنے والے راستبازوں کی مجلس میں جاتا ہے اور وہ سفارش کرتے ہیں

تو وہ آدمی خالی ہو جاتا ہے اور زمینی روح ڈر کے مارے اُس سے
فرار ہو جاتی ہے اور وہ شخص گونگا اور بالکل چُور چُور ہو جاتا ہے
اور بولنے کی اُس میں بالکل طاقت نہیں رہتی کیونکہ اگر تم نے
پانی کو کسی حوض میں ڈال دو اور اُن میں وہ خالی برتن رکھو اور پھر
چاہو کہ اُس حوض کو خالی کر دو تو وہ خالی برتن تم خالی ہی پاؤ گے
اسی طرح سے خالی انبیا بھی ہیں جب وہ راستبازوں کی روحوں
کے درمیان آتے ہیں تو جیسے وہ آتے ہیں ویسے ہی معلوم پڑتے
ہیں۔ تُو نے دونوں قسموں کی زندگی معلوم کر لی ہے۔

پس تُو اس آدمی کو جو کہتا ہے کہ میں روح رکھتا ہوں اُس کی
زندگی اور کاموں سے پرکھ لے لیکن تُو اُس روح پر ایمان رکھ جو خُدا
کی طرف سے آتی اور طاقت رکھتی ہے مگر زمینی اور خالی روح پر
ہرگز اعتبار مت کر اس لئے کہ اُس میں طاقت نہیں ہے کیونکہ وہ
ابلیس کی طرف سے آتی ہے پس تُو وہ تمثیل سُن جو میں تجھے بتاؤنگا۔
ایک پتھر لے اور آسمان کی طرف پھینک اور دیکھ اگر تُو اُس کو چھو
سکے یا پانی کی پچکاری لے اور اُس پانی کو آسمان کی طرف پھینک۔
دیکھ اگر تُو آسمان کو شگاف کر سکے۔ میں اُسے کہتا ہوں اے خُداوند۔
یہ باتیں کس طرح ہو سکتی ہیں۔ یہ دونوں باتیں جن کا تُو نے ذکر کیا
ہے ناممکن ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ جس طرح یہ باتیں ناممکن ہیں اُسی
طرح زمینی روحیں ناطاقت اور کمزور ہیں اور اُس طاقت کو لے
جو اُوپر سے آتی ہے۔

اولے کا کنکر چھوٹا سا ہوتا ہے اور وہ جب آدمی کے سر پر

گرتا ہے تو اُس سے کیسا درد ہوتا ہے یا پھر اُس قطرے کو
جو چھپر سے گرتا ہے اور پتھر میں شگاف ڈال دیتا
ہے پس تو دیکھتا ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی چیزیں جو آسمان سے گرتی
ہیں بڑی طاقت رکھتی ہیں اسی طرح وہ الٰہی روح جو اُوپر سے آتی
ہے طاقتور ہوتی ہے پس تو اس رُوح پر اعتبار رکھ مگر دوسری
سے بھاگ" شبان ہرمس۔ ۱۱۔ حکم (گیارھواں حکم) فقرات ۷ تا ۲۱۔

اُس نے مجھے ایک تخت پر آدمی بیٹھے ہوئے اور ایک اور
آدمی کو کرسی پر بیٹھا ہُوا دکھلایا اور وہ مجھ سے کہتا ہے۔ کیا لوگ
تخت پر بیٹھے ہوئے تجھے نظر آتے ہیں؟ مَیں اُسے کہتا ہوں۔ ہاں
جناب۔ مَیں دیکھ رہا ہُوں۔ وہ کہتا ہے وہ ایماندار لوگ ہیں
اور جو کرسی پر بیٹھا ہُوا ہے وہ جھوٹا نبی ہے جو خُدا کے خادموں
کی عقل کو برباد کرتا ہے۔ دینداروں کی عقل کو نہیں بلکہ دو دلوں کی
عقل کو۔ پس یہ دو دلے لوگ اُس کے پاس یُوں جاتے ہیں جیسے
نجومی کے پاس اور اُس سے پوچھتے ہیں کہ ہم پر کیا واقع ہوگا۔
وہ جھوٹا نبی اپنے آپ میں الٰہی روح کی کوئی بات نہ رکھ کر اُن کے
سوالات کے مطابق اور اُن کی بُری خواہشوں کے مطابق بولتا ہے
اور اُن کی حسبِ مرضی اُن کی روحوں کو معمور کرتا ہے کیونکہ وہ خود
خالی ہو کر خالیوں کا خالی جواب دیتا ہے اس لئے کہ جو کچھ اس
سے پوچھا جائے وہ اُس کا جواب آدمی کے خالی پن کے مطابق
دیتا ہے مگر کوئی کوئی سچی بات بھی بولتا ہے کیونکہ ابلیس اُس
کو اپنی رُوح بھر دیتا ہے اگر ممکن ہو تو راستبازوں میں سے کسی

کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔

پس جتنے لوگ خداوند کے ایمان میں مضبوط اور سچائی سے ملبّس ہیں وہ ایسی رُوحوں سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ اُن سے دُور رہتے ہیں مگر جتنے لوگ دو دلے ہیں وہ اکثر اپنے ارادے بدلتے رہتے ہیں۔ وہ غیر قوموں کی طرح فالگوئی کیا کرتے ہیں اور بُت پرستی کر کے اپنے اوپر عظیم تر گناہ لاتے ہیں کیونکہ جو کسی امر کی بابت جھوٹے نبی سے سوال کرتا ہے وہ بُت پرست ہے اور سچائی سے خالی اور بے وقوف ہے۔ اس لئے خُدا کی طرف سے دی ہُوئی ہر ایک رُوح کسی سے سوال نہیں کرتی بلکہ الٰہی طاقت رکھ کر ہر ایک بات اپنے ہی ساتھ بولتی ہے اس لئے کہ وہ اوپر سے الٰہی رُوح کی طاقت سے ہے مگر وہ رُوح جس سے مشورت لی گئی ہے اور جو لوگوں کی خواہشوں کے موافق بولتی ہے وہ زمینی بوالہوس ہے وہ قدرت نہیں رکھتی اور اگر اُس سے سوال نہ کیا جائے تو وہ مطلقاً نہیں بولتی" شبانِ ہرمس۔ گیارھواں حُکم۔ فقرات ۱ تا ۶۔

گیارھویں حُکم کے پہلے فقرے میں یہ لکھا ہے کہ" ایک اور آدمی کرسی پر بیٹھا ہُوا دکھایا" اِس آدمی سے جھوٹا نبی مارشیُن مراد ہے۔ وہ ۱۳۹ سنہ م میں روم میں آیا اور ۱۴۲ سنہ م یا ۱۴۴ سنہ م تک روم میں رہا اور یہاں اپنی بدعتی تعلیم دیتا رہا۔ بارھویں فقرے میں لکھا ہے کہ" وہ اوّل کرسی چاہتا ہے" اوّل کرسی سے پوپیت مراد ہے یعنی یہ کہ وہ پوپ بننا چاہتا ہے۔ یہ بہت

بڑا بدعتی یا جھوٹا نبی تھا اور اِس نے کلیسیا کو بہت نقصان پہنچایا۔
جسٹن شہید نے اپنی فسٹ اپالوجی (پہلا معذرت نامہ) ۱۵۰ء میں لکھی۔ وہ اِس میں لکھتا ہے کہ مارشیئن جو پنطس کا باشندہ تھا اب تک زندہ ہے اور اپنے شاگردوں کو کسی اور خُدا پر جو خالق موجودات سے بڑا ہے ایمان لانے کی تعلیم دیتا ہے" مارشیئن کے بہت پیرو ہو گئے۔ جسٹن شہید اُس کے پیروؤں کی کثیر تعداد کے بارے میں یوں رقمطراز ہے کہ "اس نے ہر قوم کے بے شمار لوگوں سے کفر بکوایا ہے" اِس کی بدعت نے دوسری صدی کے آخر میں ہولناک صورت اختیار کر لی۔ چونکہ وہ بڑا سیاح بھی تھا اس لئے اُس کی بدعت جا بجا پھیل گئی اور اتنی دیر تک جڑ پکڑے رہی کہ چوتھی صدی کے اختتام میں بھی وہ اٹلی مصر فلسطین عرب آرام کپرس اور فارس میں موجود تھی۔

مارشیئن کی تعلیم :-

مارشیئن یہ تعلیم دیتا تھا کہ پرانے عہد نامے کا خُدا اُس خُدا سے جو مسیح میں ظاہر ہُوا بالکل مختلف ہے۔ پرانے عہد نامے کا خُدا عدل وانصاف والا اور سخت شریعت دینے والا خُدا ہے۔ اُس کا عدل اور اُس کی شریعت آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت تھی لیکن وہ شریعت جو مسیح کے وسیلے دنیا میں آئی فضل اور رحم سے پُر ہے اور اس اصول پر مبنی ہے کہ اگر کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال بھی اُس کی

طرف پھیر دے۔ اس شریعت سے مسیح کی رحیمانہ خصلت اور کریمانہ حکمت ظاہر ہوتی ہے۔

مارشیئن کا عقیدہ یہ تھا کہ مادی دُنیا اور بنی نوعِ انسان کو اُس خدا نے خلق کیا ہے جس کی پرستش ابراہیم اضحاق اور یعقوب کرتے تھے اور جس کی حضوری ان کی دہشت زدہ اولاد کو کوہِ سینا پر بادلوں کی گرج بجلی کی چمک رعد کی کڑک ہولناک آگ کے شعلوں دھوئیں اور پہاڑ کی جنبش کے نظاروں میں دکھائی دی۔ اسی خدا نے نبیوں کے وسیلے یہودیوں کو سخت سزائیں دینے کی دھمکیاں دیں۔ اُسی نے اُن کو اشوری اور بابلی اسیریوں میں بھیجا اور اُن کے ملک کو ویران کر دیا پس یہ خدا عادل تو ہے لیکن غفار اور رحیم نہیں ہے۔ جو مصائب اور تکالیف انسانوں پر اب آتی ہیں اور آئندہ آئیں گی اُن کے پیشِ نظر خدائے تعالیٰ کا دل نرم ہوا۔ یاد رہے کہ یہ خدا جسے خدائے تعالیٰ کہا گیا ہے مادے کو خلق کرنے والے خدا سے علیحدہ ہے۔ خدائے تعالےٰ نے یسوع مسیح کو بھیجا تاکہ وہ انسانوں کو عادل مگر رحم نہ کرنے والے خدا کے ہاتھ سے نجات دے۔

مارشیئن کے عقیدے کے مطابق یسوع یہودی نبوت کا مسیح نہیں تھا بلکہ اور ہی قسم کا مسیح تھا اور بالکل مختلف کام کے لئے آیا تھا۔ یہودی نبوت کے مسیح نے تو دنیا کے خالق کی برگزیدہ قوم کو دنیوی شان و شوکت سے مالا مال کرنا تھا لیکن اس مسیح کو خدائے تعالےٰ نے بھیجا تھا تاکہ انسانوں کو اُن مصائب

اور آلام سے رہائی دے جو اُن کے خالق کی طرف سے باقتضائے انصاف اُن پر نازل ہو رہی تھیں۔

مارشیئن کے خیال کے مطابق پہلے رسولوں نے خداوند مسیح کے آنے کا مقصد نہیں سمجھا تھا۔ وہ آخر تک یہودیوں کے خدا کی پرستش کرتے رہے اور اُسے ہی خدائے تعالےٰ سمجھتے رہے اور یسوع کو یہودیوں والا مسیح سمجھتے رہے پس مارشیئن کے خیال کے مطابق وہ کبھی مسیحی نہیں ہوئے تھے بلکہ آخر تک یہودی رہے۔ سب یہودی اور بہت سے یہودی مسیحی پولوس سے نفرت کرتے تھے۔ وہ اُسے اپنے دین اور اپنی قوم کا دشمن۔ اپنی متبرک روایات سے باغی اور اپنے دائمی حقوق اور عظیم امیدوں کا مخالف سمجھتے تھے۔ پولوس اور پطرس میں ایک دفعہ بعض یہودی رسوم کے بارے میں ناچاقی اور چپقلش بھی ہو گئی تھی اس لئے مارشیئن کے نزدیک پولوس ہی وہ واحد شخص تھا جس نے مسیح کے مطلب کو بخوبی سمجھا تھا اور وہ نکتہ دریافت کر لیا جو پہلے رسولوں سے چھپا رہا یعنی اُس نے وہ گہرا فرق معلوم کیا جو پرانے اور نئے مذہب میں پایا جاتا ہے۔

یہ بھی مارشیئن کی جھوٹی تعلیم جس کی وجہ سے ہرمس اُسے جھوٹا نبی کہتا ہے۔ وہ واقعی جھوٹا نبی تھا اور انجیل مقدس کی تعلیم کے خلاف تعلیمیں دینے والے اور انجیلی سیرت نہ رکھنے والے شخص جھوٹے نبی ہُوا کرتے تھے لیکن جو خُدا کی رُوح سے تعلیم دیتے تھے اور جن کی سیرت انجیلی رنگ میں رنگی ہوئی ہوتی تھی وہ سچے

نبی ہوتے تھے۔

دوسری صدی کے وسط تک الہام:۔

کلیسیا میں خُدا کی رُوح سے یا الہام سے تعلیم دینے والے دوسری صدی کے قریباً وسط تک پائے جاتے رہے اور اگرچہ انجیل مقدس کی سب کتابیں پہلی صدی مسیحی میں لکھی گئی تھیں لیکن مسیحیت کے دشمن عہدِ جدید کی بعض کتابوں کے وقتِ تصنیف کو کھینچ تان کر دوسری صدی کے قریباً وسط تک لے آتے ہیں۔ وہ انہیں مسیح کے زمانے سے دُور لے جانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اُن کا اعتبار جاتا رہے یا کم ہو جائے مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ رسولی بزرگوں کا زمانہ یعنی اُن خُدام دین کا زمانہ جو براہِ راست رسولوں کے شاگرد تھے دوسری صدی کے وسط تک تھا اور اس وقت تک کلیسیا میں انبیا اور مُلہم پائے جاتے تھے اِس لئے اُس وقت تک بھی کسی کتاب کے الہام سے لکھے جانے کا امکان تھا لیکن عہدِ جدید کی کتابیں دوسری صدی کے وسط سے بہت پہلے کی ہیں اور سب کی سب قدیمی اور الہامی ہیں۔

یہ بات ملحوظِ خاطر رہے کہ رسولوں کے وہ شاگرد جو دینی خدمت کا کام کرتے تھے وہ سب کے سب نبی اور مُلہم نہیں ہوتے تھے بلکہ اُن میں سے صرف کچھ اشخاص نبی اور مُلہم ہوتے تھے اور باقی کے خُدام دین نبی اور مُلہم تو نہیں ہوتے تھے لیکن صحیح اور راست تعلیم دینے والے ہوتے تھے۔ سب معلمین اور مبشرین

سچی تعلیم دیتے تھے خواہ وہ نبی اور مُلہم ہوتے تھے خواہ نہیں ہوتے تھے جیسے اُس زمانے کے بعد کے سب معلم جو غیر ملہم ہوتے ہیں وہ صحیح تعلیم دیتے آئے ہیں اور آج کل ہم بھی صحیح تعلیم دیتے ہیں اگرچہ ہم غیر ملہم ہیں۔

رسولی زمانے میں سب تعلیم دینے والے الہام سے تعلیم نہیں دیتے تھے لہذا ہر ایک کا کلام الہامی نہیں ہوتا تھا۔ ہر ایک الہام سے تو تعلیم نہیں دیتا تھا لیکن یقیناً سچی تعلیم دیتا تھا۔ ان کا تحریری کلام بھی سچا ہوتا تھا لیکن اُن میں سے ہر ایک کی تحریر کا الہامی ہونا لازمی نہیں تھا جس طرح ہر ایک کے تقریری کلام کا الہامی ہونا لازمی نہیں ہوتا تھا اور الہامی نہیں ہوتا تھا اُسی طرح ہر ایک کے تحریری کلام کا بھی الہامی ہونا لازمی نہیں ہوتا تھا مثلاً کلیمنٹ رومی کا خط۔ اُس کے نام کا دوسرا خط۔ رسولوں کی تعلیم۔ اگناشیئس کے سات خطوط۔ برنباس کا خط۔ پولیکارپ کا خط۔ ہرمس کا چوپان اور دیوگنیتس کو خط وغیرہ سچی کتابیں ہیں لیکن الہامی نہیں ہیں۔ مرقس اور لوقا کی تصانیف سچی اور الہامی ہیں۔

رسولی کلیسیا میں سب خدّام دین ملہم اور نبی نہیں تھے۔

یہ بات اِس حقیقت سے ثابت ہوتی ہے کہ عہدِ جدید میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ انبیا کے علاوہ اور خدّام دین بھی تھے جنہیں مُلہم پیشوا مبشر چرواہے منتظم اور ناصح کہا گیا ہے۔ دیکھئے "جس کو نبوّت ملی ہو وہ ایمان کے اندازے کے موافق نبوّت کرے۔ اگر خدمت ملی ہو تو خدمت میں لگا رہے۔

اگر کوئی معلّم ہو تو تعلیم میں مشغول رہے اور اگر ناصح ہو تو نصیحت میں۔ خیرات بانٹنے والا سخاوت سے بانٹے۔ پیشوا سرگرمی سے پیشوائی کرے" رومیوں ۱۲: ۶-۸۔ "ہر شخص میں روح کا ظہور فائدہ پہنچانے کے لئے ہوتا ہے کیونکہ ایک کو روح کے وسیلے سے حکمت کا کلام عنایت ہوتا ہے اور دوسرے کو اُسی رُوح کی مرضی کے موافق علمیت کا کلام۔ کسی کو اُسی رُوح سے ایمان اور کسی کو اُسی ایک رُوح سے شفا دینے کی توفیق۔ کسی کو معجزوں کی قدرت۔ کسی کو نبوّت۔ کسی کو روحوں کا امتیاز۔ کسی کو طرح طرح کی زبانیں۔ کسی کو زبانوں کا ترجمہ کرنا لیکن یہ سب تاثیریں وہی ایک روح کرتا ہے اور جس کو جو چاہے بانٹتا ہے" ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۷-۱۱۔

"خُدا نے کلیسیا میں الگ الگ شخص مقرر کئے ہیں۔ پہلے رسول دوسرے نبی تیسرے اُستاد۔ پھر معجزے دکھانے والے۔ پھر شفا دینے والے۔ مددگار۔ منتظم۔ طرح طرح کی زبانیں بولنے والے۔ کیا سب رسول ہیں؟ کیا سب نبی ہیں؟ کیا سب اُستاد ہیں؟ کیا سب معجزے دکھانے والے ہیں؟ کیا سب کو شفا دینے کی قوت عنایت ہوئی ہے؟ کیا سب طرح طرح کی زبانیں بولتے ہیں؟ کیا سب ترجمہ کرتے ہیں؟ تم بڑی سے بڑی نعمتوں کی آرزو رکھو" ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۲۸-۳۱۔ "اُسی نے بعض کو رسول اور بعض کو نبی اور بعض کو مبشّر اور بعض کو چرواہے اور اُستاد بنا کر دے دیا تاکہ مُقدّسین خدمت کے کام کے لئے کامل طور پر قابل بنیں اور تاکہ مسیح کا بدن تعمیر ہو" افسیوں ۴: ۱۱-۱۲۔ زندہ خدا کی کلیسیا سچائی

کا ستون اور بنیاد ہے" ۱۔ تیموتاؤس ۳: ۱۵۔ اور وہ روح القدس سے ہدایت پاتی ہے کیونکہ لکھا ہے کہ "جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا" یوحنا ۱۶: ۱۳۔ پس خدا کی کلیسیا حقیقت شناس ہے۔ روح القدس کی ہدایت اور راہنمائی سے اور حقیقت شناسی کے باعث مسیحی کلیسیا کو یہ معلوم ہو گیا کہ کونسی کتابیں الہامی ہیں اور کون سی نہیں ہیں۔

نتیجہ :-

ابتدائی مسیحی کلیسیا میں رسول اور نبی اور ملہمین پائے جاتے تھے پس عہدِ جدید کی کتابوں کا الہام سے لکھا جانا ناممکن نہیں تھا بلکہ عین ممکن تھا۔ انہیں کے رسولی اور نبوی اور الہام والے زمانے میں عہدِ جدید کی کتابیں لکھی گئیں اور انہوں ہی نے وہ کتابیں لکھیں اس لئے وہ کتابیں الہامی اور کلامِ الٰہی ہیں۔

عہدِ عتیق کے آخری ایام میں جب نبیوں کی بعثت ختم ہو گئی تو آہستہ آہستہ ان کی جگہ فقیہوں نے لے لی۔ عہدِ جدید کے رسولوں اور نبیوں کی خدمت جوشیلی خدمت کہلاتی ہے اور اسقفوں اور ڈیکنوں کی خدمت تنظیمی یا منتظم خدمت کہلاتی ہے۔ جب رسولوں اور مسیحی انبیا کی جوشیلی خدمت والا زمانہ گذر گیا تو اُن کی جگہ اسقفوں اور ڈیکنوں کی تنظیمی یا منتظم [illegible] نے لے لی یا یہ کہ رسولوں اور نبیوں کی جگہ اُسقفوں اور ڈیکنوں نے لے لی اور وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا۔
